بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتاب التصفيه فى معرفة وجوه التسميه

یعنی علمی، اصطلاحی اور عمومی الفاظوں

کی

وجوہ تسمیہ

مؤلف

عبدالرحمٰن مظاہری لہرپوری

خادم التدریس مدرسہ عربیہ کاشف العلوم مرکز مسجد شہر بازار لہرپور سیتاپور (یوپی)

ناشر

کتب خانہ رحمانیہ متصل مدرسہ عربیہ کاشف العلوم مرکز مسجد

شہر بازار لہرپور سیتاپور (یوپی)

تفصیلات

نام کتاب   کتاب التصفیه فی معرفة وجوه التسمیه

مؤلف.......... عبدالرحمٰن مظاہری لہرپوری

کمپوزنگ..........رحمت گرافکس نزد عربی مدرسہ سہارنپور

صفحات..............................۲۵۲

تعداد..............................۱۱۰۰

سن اشاعت   ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

﴿ناشر﴾

کتب خانہ رحمانیہ

متصل مدرسہ عربیہ کاشف العلوم

لہرپور، سیتاپور یوپی

فہرست مضامین

اسلامی مہینوں کی وجوہِ تسمیہ

انگریزی مہینوں کی وجوہ تسمیہ

الفاظ تفسیر وحدیث کی وجوہِ تسمیہ

کفار کے بت اور ان کی وجوہ تسمیہ

احادیث سے متعلق

ملائکہ، انبیاء اور اصحابِ نبیؐ وغیرہ کے نام والقاب کی وجوہِ تسمیہ

ائمہ، محدثین اور بادشاہوں کے نام والقاب کی وجوہ تسمیہ

غزوات وسرایا کی وجہ تسمیہ

الفاظ نحو وصرف کی وجوہ تسمیہ

مختلف علوم کی وجوہ تسمیہ

کتب درسیہ کی وجوہ تسمیہ

اصطلاحات منطق کی وجوہ تسمیہ

ملکوں اور شہروں کی وجوہ تسمیہ

فہرست مضامین باعتبار حروف تہجی

﴿ع﴾

﴿غ﴾

﴿ف﴾

﴿ق﴾

﴿ک﴾

فہرست ماخذ و مراجع

(۱) عمدۃ القاری شرح البخاری
(۲) معارف السنن
(۳) شرح مسلم للنووی
(۴) معجم البلدان
(۵) البحر الرائق
(۶) نصر الباری شرح بخاری
(۷) درس ترمذی
(۸) مظاہر حق
(۹) انتخاب المنن فی شرح السنن
(۱۰) فن اسماء الرجال
(۱۱) المفتاح شرح شاطبیہ
(۱۲) تحفۃ القمر شرح نزہۃ النظر
(۱۳) طحطاوی علی مراقی الفلاح
(۱۴) ہدایہ
(۱۵) مقدمہ عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ
(۱۶) تشریح السراجی
(۱۷) طرازی شرح سراجی
(۱۸) بیان الفوائد
(۱۹) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ
(۲۰) تاریخ طبری
(۲۱) طبقات ابن سعد
(۲۲) سیرۃ المصطفیٰ
(۲۳) اصح السیر
(۲۴) سیرت حلبیہ
(۲۵) تاریخ فرشتہ
(۲۶) تاریخ الخلفاء
(۲۷) الفاروق
(۲۸) تفسیر بیضاوی
(۲۹) لغات القرآن
(۳۰) علوم القرآن
(۳۱) قصص القرآن
(۳۲) معارف القرآن
(۳۳) ارض القرآن
(۳۴) تدریس القرآن
(۳۵) الخیر الکثیر
(۳۶) غنیۃ الطالبین
(۳۷) حیاۃ الحیوان
(۳۸) بکھرے موتی
(۳۹) جہان دیدہ
(۴۰) تلبیس ابلیس
(۴۱) ذخیرہ معلومات
(۴۲) نیا سال مبارک (مفتی عبدالقدوس رومیؒ)
(۴۳) ہفتہ کے ایام اور خصوصیات
(۴۴) مقدمہ ابن خلدون
(۴۵) الہامیہ
(۴۶) درایۃ النحو
(۴۷) شمس الہدیٰ شرح قطر الندیٰ
(۴۸) مفتاح العوامل
(۴۹) حل مشکلات النحو
(۵۰) ظفر المحصلین
(۵۱) تسہیل القطبی
(۵۲) تفہیم المیبذی
(۵۳) تسہیل السامی
(۵۴) آئینہ اصطلاحات العلوم
(۵۵) مفتاح التہذیب
(۵۶) معین الفلسفہ
(۵۷) گنجینۂ صرف
(۵۸) لغات کشوری
(۵۹) مصباح اللغات

تقریظ وتصدیق

محدث کبیر حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد!

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب لہرپوری مدرس اعلیٰ مدرسہ کاشف العلوم مرکز ...ہر بازار لہرپور سیتاپور کی تازہ ترین تصنیف ''**کتاب التصفیه فى معرفة وجوه** ...میه'' کے بعض مقامات کو پڑھوا کر سنا، الحمدللہ کتاب خواص وعوام دونوں کے لیے ...علوم ہوئی، جی چاہتا تھا کہ پوری کتاب دیکھتا لیکن اپنی بینائی کی کمزوری کی وجہ سے ...عادت سے محروم رہا، ناکارہ کے علم میں اس عنوان پر یہ پہلی کتاب سامنے آئی ہے۔

حضرت مصنف مدظلہ کی اس کے علاوہ دوسری نایاب تالیفات بھی ہیں جو مقبول و ...ابت ہوچکی ہیں، ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ اس تصنیف کو قبولیت سے ...ے اور ہر خاص وعام کے لیے مفید بنائے اور مولف موصوف کو دیگر دینی کاموں کے ...نے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(حضرت مولانا) عبدالحق (صاحب) غفرلہ

خادم دارالعلوم دیوبند

۱۸؍ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

تقریظ وتصدیق

خطیب العصر حضرت مولانا مفتی شکیل احمد صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث دارالعلوم زکریا دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

جناب مولانا مفتی **عبدالرحمن** صاحب مظاہری لہرپوری مدرس اعلیٰ مدرسہ کاشف العلوم مرکز مسجد لہرپور ضلع سیتاپور ومفتی مدرسہ ہذا کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے کمالات اور خوبیوں سے نوازا ہے، آپ عمدہ استعداد اور علمی لیاقت کے حامل ہیں مطالعہ میں انتھک محنت اور عرق ریزی کے عادی ہیں، صالح ومتقی ہونے کے ساتھ ساتھ خاموش طبع ہیں، چونکہ مزاج علمی ہے اس لیے یکسوئی کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ جہد مسلسل اور لگاتار محنت کی یہ برکت ہے کہ مختلف موضوعات پر پے در پے ان کی تصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں، اللہ تعالیٰ کی نوازش دیکھئے کہ ادھر تدریس سے خواص یعنی طلبہ مستفید ہو رہے ہیں، اور ادھر تصنیفات سے عوام وخواص دونوں فیض پا رہے ہیں، کیا خوب چشمۂ فیض ہے جو کاشف العلوم میں جاری ہے، اللہ تعالیٰ اس فیض کو مزید سے مزید تر اور وسیع سے وسیع تر بنائے آمین۔

مفتی صاحب موصوف کی ایک تازہ ترین تصنیف ہمارے زیر نظر ہے جو عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہونے والی ہے، تصنیف کا نام ہے ''**کتاب التصفیه فى معرفة وجوه التسمیه**'' گویا اس کتاب کے ذریعہ اس بات کا تصفیہ ہوجائے گا اور یہ گتھی سلجھ

کسی شئ کی وجہ تسمیہ معلوم ہو جانے سے اس شئ کی معرفت بصیرت حاصل ہوتی
سی چیز کی حقیقت وماہیت جاننے میں وجہ تسمیہ کا بڑا دخل ہے۔

وعلم آدم الاسماء کلھا۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام ناموں کی تعلیم دی۔

ان ناموں کی تعلیم میں کیا کیا چیزیں آتی ہیں، تمام چیزوں کے خواص ان کے
ں کے ساتھ اگر وجوہ تسمیہ کی بھی تعلیم دی گئی ہو تو کچھ تعجب نہیں گویا وجوہ تسمیہ کا علم تخلیق
کے وقت سے چلا آ رہا ہے۔

مصنف نے اپنے موضوع پر لکھنے کے لیے سینکڑوں کتابیں کھنگالی ہیں، اور ہر فن پر
سیر وحدیث ہو خواہ فقہ واصول فقہ اور علوم ادبیۃ اور تصوف وسلوک ہو، مصنف نے قلم
ہے اور ہر فن کی اصطلاحات اور ان کی وجوہ تسمیہ سے پردہ اٹھایا ہے، اسی طرح رجال
ی تمام فنون اسلامیہ کے ماہرین کے ناموں اور ان کی وجوہ تسمیہ پر روشنی ڈالی ہے، یہ
ب چشم کشا اور بصیرت افروز ہے، راقم سطور کا مشورہ ہے کہ طلبہ اور علماء اس سے پورا
اٹھائیں، اور مصنف کی حوصلہ افزائی کریں، اگر صرف حوصلہ افزائی کے لیے کتاب
جائے تو بھی ثواب ملتا ہے، کیونکہ یہ **تعاون علی البر و التقویٰ** ہے، حق تعالیٰ اس
ب کو مقبول خاص وعام بنائے، اور مصنف کو اپنی قبولیت سے نوازے، آمین۔

(حضرت مولانا مفتی) شکیل احمد (صاحب)

تقریظ وتصدیق

حضرت مولانا ومفتی عتیق احمد صاحب

استاذ حدیث وفقه دار العلوم ندوة العلماء لکھنؤ، یوپی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد بن عبد اللہ الأمین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، اما بعد!

تصنیفات کی اس کثرت کے دور میں تصنیف کے لیے کوئی نیا موضوع دریافت کرنا مشکل ہوتا ہے، لیکن ایسا نہیں ہے کہ تصنیف وتحقیق کے لیے اب موضوعات بچے نہیں ہیں، تقریباً ہر علم وفن میں تشنۂ تحقیق موضوعات کی معتد بہ تعداد ہے جن پر اہل تحقیق بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں، ایسے اچھوتے موضوعات کی جستجو میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جنہیں کسی علم وفن سے خاص شغف ہوتا ہے وہ اس علم وفن کی وسعت وگیرائی سے پورے طور پر واقف ہوتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''کتاب التصفیہ فی معرفۃ وجوہ التسمیہ'' (مولفہ جناب مولانا عبد الرحمٰن مظاہری استاذ مدرسہ عربیہ کاشف العلوم لہرپور سیتاپور) ایک اچھوتے موضوع پر ایک نئی کتاب ہے اس کی سرسری ورق گردانی بھی مصنف کی محنت وجانفشانی سے واقف ہونے کے لیے کافی ہے، انسان کے سامنے جب بھی کوئی نام آتا ہے تو انسان اس نام کی وجہ جاننا چاہتا ہے کہ اس چیز یا شخص کا یہ نام کیوں پڑا، اس کی اصطلاحی تعبیر ''وجہ تسمیہ'' ہے۔

قی، مصنف کتاب نے ایک اچھوتے دلچسپ، معلومات افزاء، موضوع کا انتخاب کے حسن ذوق کا ثبوت دیا ہے، اور مختلف علوم وفنون کے ہزاروں صفحات کا گہرا مطالعہ کے علم کا یہ حسین گلدستہ تیار کیا ہے، میں نے جستہ جستہ اس کتاب کا مطالعہ کیا تو اس کی ت محسوس ہوئی، اور یہ خیال مستحکم ہوا کہ زیر نظر کتاب ہمارے علمی اور دینی لٹریچر میں وقیع اضافہ ہے، کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر بات حوالہ کے ساتھ ی کوشش کی گئی ہے، اور اپنے موضوع کا کافی احاطہ کیا ہے۔

میری دعا ہے کہ یہ کتاب قبولیت عامہ حاصل کرے اور مصنف کے لیے ذخیرۂ ت بنے۔

عتیق احمد قاسمی بستوی
استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو
صدر معہد الشریعۃ لکھنؤ
سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
۲۰۱۳/۲/۲۶ء

تقریظ

حضرت مولانا محمد اختر صاحب گوہر پرسہروی

استاذ مدرسہ عربیہ کاشف العلوم مرکز مسجد شہر بازار لہر پور سیتاپور یوپی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

اللہ جل شانہ نے حضرت انسان کو اپنی قدرت سے وجود بخشا اور بیش بہا گونہ گوں نعمتوں سے آراستہ و پیراستہ فرمایا اور حضرت انسان کو خیر امت کے لقب سے نوازا، پروردگار عالم کی ان گنت گونہ گوں بیش بہا نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت، دولت علم ہے، اسی نعمت علم کے ذریعہ پروردگار عالم نے حضرت انسان کو ساری مخلوقات سے برتر وفائق ہونے کا شرف بخشا اور دولت علم کے ہی ذریعہ حضرت انسان کو مافی الضمیر ادا کرنے کا سلیقہ اور شعور بخشا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے **علمه البیان**۔

خالق کائنات نے اس دنیائے رنگ وبو میں مختلف طبائع کے انسان پیدا فرمائے، کوئی انسان کسی چیز کا دلدادہ ہے تو کوئی شخص کسی شئ کا گرویدہ نظر آتا ہے، کوئی تصنیف و تالیف کا عاشق تو کوئی نحو صرف پر فدا تو کوئی تفسیر وحدیث فقہ پر شیدا اسی کو شاعر نے کہا ؎

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

موصوف مفتی عبد الرحمٰن صاحب مظاہری کو حق سبحانہ وتعالیٰ تقدس نے بیک وقت

ف کے میدان میں بہترین مصنف اور خطابت کے میدان میں بااثر خطیب یہ نوشتہ بہ ''**کتاب التصفیہ فی معرفة وجوه التسمیہ**'' جواس وقت آپ کے ں میں ہے موصوف ہی کی کاوش کا ثمرہ ہے۔

خاکسار نے اس نوشتہ کو سرسری طور سے دیکھا دل فرط مسرت سے جھوم اٹھا، واقعتاً ف کی یہ کاوش لائق داد اور قابل تحسین ہے۔

پروردگار عالم موصوف کے اس تصنیفی اور تالیفی سلسلے اور جذبے کو تا حیات قائم و کھے، اور روز افزوں ترقی کی راہوں پر گامزن رہنے کا ذریعہ بنائے۔

اللہ رب العزت موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور موصوف کی اس کاوش کو ہ نجات بنائے۔ طلبہ واساتذہ خواص وعوام سب کے لیے مفید اور نفع بخش بنائے، ثم آمین۔

عبدِ رحمٰں نے لکھی دیکھو کتاب التصفیہ
جس کے اندر ہے بیاں اشیاء کی وجہ تسمیہ
یہ یقیناً ہے خدا کا خاص احسان عظیم
فضل فرماتا رہے یونہی سدا رب کریم
ہے دعا گوہر کی ہو ہر وقت رحمت کا نزول
عبدِ رحمٰں کی یہ کاوش یا خدا کرلے قبول

فقط خاکسار

محمد اختر گوہر قاسمی خادم التدریس

مدرسہ عربیہ کاشف العلوم مرکز مسجد شہر بازار لہرپور، سیتاپور

باتیں دل کی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، امابعد!

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو علم کی وہ دولت دی ہے کہ جس کے مقابلے کوئی دوسری چیز نہیں اسی علم کے ذریعہ باری تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر فوقیت دی یہی وہ علم ہے کہ اگر انسان ساری زندگی اس میں غوطہ زنی کرتا رہے تو زندگی فنا ہوجائے گی لیکن انسان اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس علم کے لیے علماء دین نے ایسی زبردست محنتیں کیں کہ علم کا کوئی گوشہ ایسا نہیں کہ جس پر ضرورت ہوا اور علماء نے کام نہ کیا ہو چنانچہ ہر فن ہر موضوع ہر بحث پر وہ کتابیں اور رسالے موجود ہیں، کہ پڑھتے پڑھتے عمریں ختم ہوجائیں (اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے)۔ اور آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ یہ درس وتدریس تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری وساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت باقی رہے گا۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر کتاب بنام ''**کتاب التصفیہ فی معرفة وجوه التسمیہ**''ہے، راقم حروف کے ذہن میں بہت دنوں سے یہ چیز دستک دے رہی تھی کہ تمام علوم کے الفاظ اصطلاحیہ وغیرہ کی وجوہ تسمیہ پر مستقل رسالہ ہونا چاہئے، چنانچہ توفیقِ خداوندی اور اس کی مدد سے یہ رسالہ پانچ سو سے زائد الفاظ پر مشتمل آپ کے ہاتھ میں ہے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ کتاب میں اگر کہیں غلطیاں نظر آئیں تو ازراہِ کرم اطلاع فرما کر عند الناس مشکور اور عند اللہ ماجور بنیں۔

تعاون کیا ہے، خاص طور جناب مولانا محمد عامر صاحب قاسمی مہرساوی اور جناب
نا محبّ الرحمٰن صاحب ندوی مظاہری ابن مفتی عبد العزیز صاحب تمبوری کا میں
ن مند ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

اور دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مقبول خاص وعام بنائے اور طالبان علوم
کے حق میں افادہ واستفادہ کا سلسلہ تا قیامت باقی رکھے۔

اور راقم سطور کے لیے اور اس کے والدین واساتذہ اور جملہ متعلقین اور معاونین
لیے زادِ آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنائے، آمین یارب العالمین۔

ناچیز
عبدالرحمٰن مظاہری لہرپوری
خادم التدریس مدرسہ عربیہ کاشف العلوم
مرکز مسجد شہر بازار لہرپور سیتاپور
۱۳؍ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
مطابق ۲۶؍جنوری ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصطلاحی الفاظ کی وجوہِ تسمیہ

مقدمہ کی وجہ تسمیہ

مقدمہ دال کے کسرہ کے ساتھ یعنی بصیغۂ اسم فاعل اور دال کے فتحہ کے ساتھ یعنی بصیغۂ اسم مفعول دونوں طرح ہوسکتا ہے۔

اگر دال کے کسرہ کے ساتھ یعنی اسم فاعل ہو تو لازم اور متعدی دونوں ہوسکتا ہے متعدی ہونے کی صورت میں ترجمہ ہوگا ''مقدم کرنے والا'' اس صورت میں مقدمہ کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ اپنے جاننے والے کو نہ جاننے والے پر مقدم کرنے والا ہے۔

اور لازم ہونے کی صورت میں مقدمہ متقدمہ کے معنی میں ہوگا، اور ترجمہ ہوگا ''مقدم ہونے والا'' اس صورت میں مقدمہ کو مقدمہ کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ مقصود یعنی مسائل کتاب پر مقدم ہوتا ہے اگر مقدمہ دال کے فتحہ کے ساتھ (بصیغہ اسم مفعول) ہو تو متعدی ہوگا، اور ترجمہ ہوگا ''مقدم کیا ہوا'' اس صورت میں مقدمہ کو مقدمہ کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ پہلے ذکر کیا جاتا ہے۔ (درس ایساغوجی)

مقدمۃ الجیش کی وجہ تسمیہ

دراصل مقدمہ مقدمۃ الجیش سے ماخوذ ہے۔

ہرنے اور دیگر ضروریات کی سہولت فراہم کرنے کے لیے۔

اصل میں لشکر کے پانچ حصے ہوتے ہیں ایک حصہ دائیں چلتا ہے جس کو میمنہ کہا ہے ایک حصہ لشکر کے بائیں چلتا ہے جس کو میسرہ کہا جاتا ہے، ایک حصہ درمیان میں ہے جس کو قلب کہا جاتا ہے، ایک حصہ پیچھے چلتا ہے جس کو ساقہ کہا جاتا ہے اور ایک گے بھیج دیا جاتا ہے اس کو مقدمۃ الجیش کہا جاتا ہے۔

اسی مقدمۃ الجیش سے اخذ کرتے ہوئے فن اور کتاب سے متعلق وہ باتیں جو ع میں بیان کی جاتی ہیں ان کو مقدمہ کہا جانے لگا۔ (درس ایساغوجی ص:۱-۲)

لفظ ابواب کی تحقیق مع وجہ تسمیہ

علامہ عینی نے فرمایا کہ ابواب باب کی جمع ہے اور باب اجوف واوی ہے اس کی بَـوَبَ ہے واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ الف سے بدل گیا اس کی جمع ابواب واؤ کے ا اس کے اجوف ہونے پر دال ہے، باب کے معنی دروازہ کے ہیں، جس طرح ہ کے ذریعہ مکان اور حجرہ کے اندر داخل ہوتے ہیں اسی طرح باب کے ذریعہ گویا یک نوع کے مسائل میں داخل ہوتے ہیں اس لیے مجازاً اور تشبیہاً لباب البیت اس کو کہا جاتا ہے۔ (انتہاب المنن فی شرح السنن ۱/۱۷)

نبی کی وجہ تسمیہ

نبی یا تو نبوۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی رفعت و بلندی کے ہیں، اور نبی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اس لیے نبی کو نبی کہتے ہیں۔ یا نبی نباء سے ماخوذ ہے جس کے معنی خبر دینا ں بندوں کو اللہ کے احکام کی خبر دیتا ہے اس لیے نبی کو نبی کہتے ہیں۔

(تسہیل ... ۱۴۰)

جنات، جنت اور مجنوں کی وجہ تسمیہ

یادرکھئے کہ لغت میں جَــنٌّ کا معنی چھپانا ہے یہی مفہوم اس کے تمام مشتقات میں معتبر ہے جَـنَـنَ جِنَّ جنین مجنون جَنَّةٌ مجنةٌ جُنُوْنٌ جَانّ وغیرہ سب کے معانی میں ستر کا مفہوم لازم ہے۔

چنانچہ جنات کو جنات اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہماری نظروں سے چھپ کر رہتے ہیں اور آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں۔

اور چونکہ جنت بھی آنکھوں سے اوجھل ہے اس لیے جنت کہتے ہیں، اور جس شخص کے حواس اور عقل پر کسی قسم کا پردہ پڑ گیا ہو اس کو مجنون کہتے ہیں چونکہ اس کی بھی عقل گویا چھپ جاتی ہے۔ (لغات القرآن ۵/۳۲۰)

فاسق کی وجہ تسمیہ

فاسق اسم فاعل واحد مذکر فسقٌ اور فسوقٌ مصدر فَسِقٌ بدکردار راستی سے نکل جانے والا، فُسَقٌ ہمیشہ اللہ کی نافرمانی کرنے والا، بدچلن مرد، فسوقٌ کے لغوی معنی ہیں کھجور کا اپنے چھلکے کے اندر سے باہر نکل آنا۔ (قاموس)

اصطلاح شریعت میں فسقٌ کے معنی ہیں حدودِ شریعت سے نکل جانا، گناہ کرنا یا کفر عموماً عملی گناہ کو فسق کہا جاتا ہے، فاسق کے معنی ہوئے اللہ کی اطاعت سے خارج ہونے والا چونکہ فاسق بھی خیر سے باہر نکل آتا ہے اس لیے فاسق کہتے ہیں۔ (لغات القرآن ۵/۳۲۳)

نکاح کی وجہ تسمیہ

نکح ینکح (باب فتح وضرب سے) لغت میں نکاح کے معنی دو چیزوں کو ملانے

…در حقیقت وطی میں پائے جاتے ہیں، عقد میں نہیں۔
اس لیے وطی کے معنی میں اس کا استعمال باعتبار حقیقت ہے، اور عقد کے معنی میں … ہے اور چونکہ نکاح میں جمع ہونا پایا جاتا ہے اس لیے نکاح کو نکاح کہتے ہیں۔
(لغات القرآن ۱/۲۸۵)

نکاح شغار[1] کی وجہ تسمیہ

شغار کے لغوی معنی ہیں کتے کا ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرنا اور اونٹ کا ٹانگ اٹھا کر … مارنا۔ چونکہ اس نکاح میں بھی مہر کو اٹھا دیا جاتا ہے اس لیے اس کو شغار کہتے ہیں۔
(کذا فی النہایۃ لابن الاثیر ۲/۴۸۲، حاشیہ درس ترمذی)

ولیمہ کی وجہ تسمیہ

لفظ ولیمہ ولم سے مشتق ہے جس کے معنی جمع کے ہیں، پھر اس کا اطلاق ہر اس … نے پر ہونے لگا، جس کے لیے لوگوں کو جمع کیا جائے بعد میں یہ لفظ طعام العرس کے … خاص ہو گیا، چونکہ اس میں بھی زوجین کا اجتماع ہوتا ہے۔ (درس ترمذی ۳/۳۱۷)

عید کی وجہ تسمیہ

عید عَادَ یَعُودُ سے ماخوذ ہے بمعنی لوٹ کر آنا۔
عید کو عید اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ بار بار لوٹ کر آتی ہے اور بعض کے نزدیک … (ایک خوشبودار لکڑی) سے مشتق ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں بکثرت عود

[1] شغار یعنی آنٹے سانٹے کا نکاح یعنی کوئی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے آدمی کے ساتھ کر دے … معاملہ پر کہ وہ دوسرا آدمی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس کے ساتھ کر دے اور احد العقدین دوسرے کا عوض …

جلائی جاتی ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ یہ عاد یعود سے ماخوذ ہے اور اس کا نام تفاؤلاً عید رکھا گیا کہ گویا یہ ایک دعا ہے کہ خدا کرے یہ دن بار بار آئے جیسا کہ تفاؤلاً قافلہ رکھا گیا۔
(درس ترمذی ۲/۳۰۶)

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ عید اصل میں عِوْد تھا واؤ ساکن ماقبل کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا بقاعدہ میزان عید ہو گیا، قاعدہ کے مطابق اس کی جمع اعواد ہونی چاہئے تھی مگر عود بمعنی لکڑی کی جمع اعواد آتی ہے، اس سے فرق کرنے کے لیے عید کی جمع اعیاد آئی ہے۔
(نصر الباری ۴/۱۶۰)

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ

لیلۃ القدر (شب قدر) یعنی قدر والی رات اس متبرک رات کو کہتے ہیں جو ہر سال میں ایک بار آتی ہے۔

لیل کے معنی رات اور قدر کے دو معنی ہیں:

(۱): عظمت و شرف (بڑائی اور عزت و بزرگی) اس اعتبار سے اس رات کو لیلۃ القدر کہا گیا کہ یہ بہت عظمت والی اور بڑی عزت و بزرگی والی رات ہے، اور ابو وراقؒ نے فرمایا اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا گیا کہ جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے سبب کوئی قدر و منزلت نہ تھی، اس رات میں توبہ و استغفار اور عبادت کے ذریعہ وہ صاحبِ قدر و شرف بن جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

(۲): دوسرے معنی، اندازہ اور فیصلہ کرنا یعنی تقدیر اس اعتبار سے اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا گیا کہ رزق موت و زیست اور وہ تمام باتیں جو سال بھر میں پیش آنے والی ہیں ان کا حکم اسی رات میں جاری ہوتا ہے۔

عقیقہ کی وجہ تسمیہ

عقیقہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عقیق ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت بچہ کے ... ہوتے ہیں تو چونکہ یہ قربانی اس وقت ہوتی ہے جب کہ یہ پیدائشی بال مونڈے ... ہیں اسی مناسبت سے اس قربانی کا نام عقیقہ رکھ دیا گیا۔

سمیت بذلک لانها تذبح حین یحلق عقیقه وهو الشعر الذی ...ن علی المولود حین یولد من العق وهو القطع لانه یحلق ولا یترک ...ه القاضی۔ (مرقاۃ المفاتیح ۸/۴۷)

صلوۃ (نماز) کی وجہ تسمیہ

صلوۃ کی وجہ تسمیہ میں متعدد اقوال ہیں:

علامہ نووی شارح مسلم نے لکھا ہے کہ صلوۃ کا لفظ (صَلُوٌ کے تثنیہ) صَلَوَیْن سے نکالا گیا ہے ''صلوین'' سرین کی دونوں ہڈیوں کو کہتے ہیں (جب کہ صَلُوٌ کے لغوی معنی ہیں سرین کی ہڈی پر مارنا، سرین کی ہڈیاں ہلانا) اور اس خاص عبادت میں رکوع وسجود وغیرہ کے وقت چونکہ زیادہ سرین کی ہڈیاں ہی ہلتی ہیں حرکت کرتی ہیں اس لیے اس عبادت کو صلٰوۃ کہا گیا۔

ایک قول ہے کہ صلوۃ کا لفظ مصلِّی سے لیا گیا ہے اور مصلی لغت میں اس گھوڑے کو بھی کہتے ہیں جو شرط (گھڑ دوڑ) میں دوسرے نمبر پر آتا ہے اور اس گھوڑے کو مصلی اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اس کا سر آگے والے (نمبر ایک) گھوڑے کے سرین کے پاس ہوتا ہے۔

ٹیڑھی لکڑی کو آگ دکھا کر نرم اور سیدھا کرنا (جیسا کہ اہل عرب بولتے ہیں ''**صلیت العصا بالنار**'' (یعنی میں نے آگ پر رکھ کر لکڑی کو نرم اور سیدھا کیا) پس اس خاص عبادت (نماز) کو صلوۃ اس اعتبار سے کہا گیا کہ آدمی میں نفس امارہ کے سبب سے جو ٹیڑھا پن ہے وہ اسی عبادت کے ذریعہ کم ہوتا ہے۔

(مظاہر حق ۱/۵۰۰، معارف السنن ۲/۲)

صلوۃ جنازہ کی وجہ تسمیہ

جنائز جنازہ کی جمع ہے جو جَنَزَ یَجْنِزُ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں چھپانا۔

لفظ جنازہ جیم کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ میت کو کہتے ہیں **والکسر افصح**، ایک قول اس کے برعکس ہے یعنی فتحہ کے ساتھ وہ تخت جس پر میت موجود ہو، اور کسرہ کے ساتھ میت، جیم کا فتحہ اور کسرہ صرف مفرد میں ہے جمع کے صیغہ میں جیم کا فتحہ متعین ہے۔

(درس ترمذی ۳/۲۵۵، الکوکب الدری ۲/۱۶۳، معارف السنن ۲/۸۶)

صلوۃ تراویح کی وجہ تسمیہ

تراویح جمع ہے **ترویحة** کی اور **ترویحة** اصل میں جلسہ کو کہتے ہیں اور ترویحہ استراحت سے جس کے معنی آرام کرنے کے ہیں، چونکہ تراویح میں ہر چار رکعت پر خفیف جلسہ کرکے آرام کیا جاتا ہے اس لیے اس کو تراویح کہتے ہیں۔

والتراویح جمع ترویحة وهی فی الاصل مصدر بمعنی الاستراحة سمیت به الاربع رکعات المخصوصه لاستلزامها استراحة بعدها کما هو السنة فیها۔ (کذا فی البحر الرائق ۲/۶۶، درس ترمذی ۲/۵۶۱)

والتراویح جمع ترویحة والترویحة فی الاصل اسم للجلسة

ت کل اربع رکعات ترویحة مجازاً لما فی آخرها من الترویحة۔

(عمدۃ القاری ۸/۲۴۲، کتاب التراویح)

صلوۃ ظہر کی وجہ تسمیہ

ظہر کے معنی زوالِ آفتاب کا وقت چونکہ ظہر کی نماز زوال آفتاب کے بعد پڑھی
ہے اس لیے اس نماز کو ظہر کہتے ہیں۔ (لغات کشوری)

صلوٰۃ عصر کی وجہ تسمیہ

عصر کے معنی دن کا اخیر حصہ چونکہ نماز عصر دن کے اخیر حصہ میں یعنی غروب
ب سے پہلے پڑھی جاتی ہے اس لیے اس کو عصر کہتے ہیں۔ (فیروز اللغات)

صلوٰۃ مغرب کی وجہ تسمیہ

مغرب کے معنی سورج چھپنے کی جگہ یعنی پچھّم چونکہ یہ نماز سورج چھپنے کے بعد پڑھی
ہے، اس لیے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے مغرب کہتے ہیں۔ (فیروز اللغات)

صلوٰۃ عشاء کی وجہ تسمیہ

عشاء کے معنی رات کی ابتدائی تاریکی چونکہ یہ نماز ابتدائی رات میں پڑھی جاتی
ں لیے اس کو عشاء کہتے ہیں۔ (مصباح اللغات)

صلوٰۃ فجر کی وجہ تسمیہ

الفجر مصدر ہے بمعنی صبح کی روشنی، اہل عرب بولتے ہیں **طریق فجرٌ** یعنی کھلا ہوا
ب راستہ نمازِ فجر کو فجر اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ نماز صبح کی روشنی میں پڑھی جاتی ہے۔

زکوٰۃ کی وجہ تسمیہ

زکوٰۃ کے معنی ہیں طہارت یعنی پاک ہونا کسی چیز میں برکت ہونا، اور اس کا بڑھنا، زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اپنے مال میں جو غیر کا حق ہے یعنی نادار و مفلس مسلمان کا اس حق کو ادا کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ بقیہ مال کو پاک صاف کر دیتا ہے اور اس میں اضافہ و برکت عطا فرماتا ہے، اور دینے والے کے ثواب میں بھی اضافہ کرتا ہے اور اس کو حب مال اور بخل کی بُری خصلت سے یا اور گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔

(مظاہر حق جدید ۲/۵۵۹)

صوم کی وجہ تسمیہ

صوم اور صیام کے لفظی معنی امساک یعنی رکنے اور بچنے کے ہیں، اور چونکہ روزہ میں بھی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزہ کی نیت سے کھانے پینے اور جماع کرنے سے رُکا جاتا ہے، اس لیے صوم کہتے ہیں۔ (مظاہر حق ۲/۶۸۸)

حج کی وجہ تسمیہ

حج کے لغوی معنی قصد و زیارت کے ہیں، اور چونکہ حج میں بھی مخصوص جگہ کا قصد ہوتا ہے، اس لیے اس کو حج کہتے ہیں۔ (درس ترمذی ص:۴۳۰)

یمین (قسم) کی وجہ تسمیہ

یمین کے معنی لغت میں قوت اور مضبوطی کے ہیں، اور یمین داہنے والے ہاتھ کو کہتے ہیں، چونکہ داہنا ہاتھ بھی بائیں ہاتھ کے مقابلہ میں مضبوط ہوتا ہے، قسم کو یمین یا تو

لیے قسم کو یمین کہتے ہیں۔

یا اس وجہ سے کہ اہل عرب عام طور پر قسم کھاتے وقت اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں
پر مارتے تھے اسی وجہ سے قسم کو یمین کہتے ہیں۔ (البحر الرائق ۴/۴۶۴، مطبوعہ دیوبند)

یمین غموس کی وجہ تسمیہ

غموس کے لغوی معنی پانی میں ڈبونا۔ یمین غموس کو غموس اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ
م کھانے والا گناہ میں ڈوب جاتا ہے۔ (البحر الرائق ۴/۴۶۶)

یمین لغو کی وجہ تسمیہ

لغو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ لغو کے معنی بیکار، بے فائدہ چونکہ اس قسم پر کسی قسم کا کوئی
دہ اور پکڑ نہیں ہے اسی لیے اس کو لغو کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے:
یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم"۔ (البحر ۴/۴۶۷)

کعبہ کی وجہ تسمیہ

کعبہ کعب سے بنا ہے، اور کعب ٹخنے کو کہتے ہیں جو ابھرا ہوا ہوتا ہے، اس لیے کعبہ
ں کی رفعت شان کی وجہ سے کعبہ کہتے ہیں اور اس کو بکہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: مجاہد کہتے ہیں کہ بکہ کی با کو میم سے بدل دیا ہے جیسے لازب ولازم میں با
م سے بدل دیا جاتا ہے، کیونکہ دونوں کے مخرج قریب قریب ہیں۔

نخعی: مکہ با اور میم کے ساتھ ایک شہر ہے۔

زہری: باء کے ساتھ مسجد ہے، اور میم کے ساتھ پورا حرم ہے۔

(مقدمہ ابن خلدون ۲/۲۱۶)

بیت اللہ کو بیت العتیق کہنے کی وجہ

بیت العتیق بزرگ گھر آزاد گھر، خانۂ کعبہ جو چیز زمانہ یا مقام یا رتبہ میں مقدم ہو اس کو عتیق کہتے ہیں، اسی لیے عتیق کے معنی کبھی قدیم کے آتے ہیں، اور کبھی بزرگ اور کریم کے اور کبھی اس غلام کو جو آزاد کر دیا گیا ہو، خانہ کعبہ کو بیت عتیق کیوں کہا گیا؟

حضرت ابن عباسؓ ابن الزبیر مجاہد اور قتادہ کا بیان ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے زبردستوں اور سرکشوں کے ہاتھ سے اس کو تباہی اور بربادی سے ہمیشہ آزاد رکھا، اس لیے عتیق کہا گیا۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ یہ نام اس لیے پڑا کہ وہ قدیم گھر ہے، اس لیے اس کا نام عتیق ہوا، کیونکہ اللہ کا پہلا گھر وہی ہے جو لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے، عرب والے بولتے ہیں **دینار عتیق** یعنی پرانی اشرفی ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو غرق ہونے سے آزاد رکھا، اس لیے اس کو عتیق کہا جاتا ہے۔ طوفان نوح میں اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو اٹھا لیا تھا۔ (کمالین لغات القرآن ۱/۵۵)

مکہ کو ام القریٰ کہنے کی وجہ

مکہ معظّمہ کا دوسرا نام ام القریٰ ہے۔

امّ القریٰ کے معنی بستیوں کی اصل اور جڑ کے ہیں، مکہ معظّمہ چونکہ ساری دنیا کا دینی مرکز ہے تمام روئے زمین پر خدا کا پہلا گھر وہیں بنا اور قبلۂ اوّل ہونے کا شرف اسی کو حاصل ہوا، زمانۂ جاہلیت میں بھی تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا، اور آج بھی نہ صرف عرب بلکہ تمام عالم اسلامی کا، ان وجوہ سے قرآن مجید نے مکہ معظّمہ کو ام القریٰ کہا ہے۔

حطیم کی وجہ تسمیہ

حطیم حطمٌ سے مشتق ہے جس کے معنی توڑنے کے ہیں، اور حطیم کو بیت اللہ
...ڑ لیا گیا یعنی اس کو بیت اللہ سے الگ کرلیا گیا ہے، چونکہ حدیث میں ہے کہ قریش
...یر بیت اللہ کے وقت نفقہ کم ہونے کی وجہ سے حطیم کو بیت اللہ سے الگ کر دیا تھا اس
...س کو حطیم کہتے ہیں۔ (شرح وقایہ اول ص:۲۶۱)

انما سمی حطیما لان البیت ربع وترک محطوماً۔

(معجم البلدان ۱۵۹/۳، مطبوعہ بیروت)

اور بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ **حطم** کے معنی بھیڑ لگانے کے بھی ہیں، چنانچہ اہل
... بولتے ہیں **وانحطم الناس علیه**، لوگوں نے اس پر بھیڑ کی اس معنی کے اعتبار
...طیم کو حطیم اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ وہاں قسموں کے لیے ہجوم کیا کرتے تھے جس کی
...سے اس کو حطیم کہا جانے لگا۔ **لان الناس کانوا یحطمون هنالک بالایمان۔**
...لیے کہ لوگ وہاں قسموں کے بھیڑ لگایا کرتے تھے۔

حطیم کی وجہ تسمیہ سے متعلق مزید تحقیق دیکھئے، لسان العرب ۱۳۹/۱۲۔

بیت المعمور کی وجہ تسمیہ

معمور کے معنی آباد کے ہیں، چونکہ یہ فرشتوں کی زیارت سے ہر وقت آباد رہتا
...ں لیے اس کو بیت المعمور کہتے ہیں۔

(تفسیر حسینی ۵۴۰/۱)

بیت المقدس[1] کو مسجد اقصیٰ کہنے کی وجہ

بیت المقدس کی اس مسجد کو ''مسجد اقصیٰ'' اس لیے کہتے ہیں کہ اقصیٰ کے معنی بہت زیادہ دور کے ہیں، قصاء سے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں، افعل التفضیل کا صیغہ ہے، چونکہ مسجد اقصیٰ مکہ (حجاز) سے بہت دور فاصلہ پر واقع ہے اس لیے مسجد اقصیٰ کو اقصیٰ باعتبار عرب مخاطبین کے کہا گیا ہے۔ (قصص القرآن ۶۹/۳، لغات القرآن)

منیٰ کی وجہ تسمیہ

منیٰ کو منیٰ کہنے کی بہت سی وجوہات منقول ہیں، لیکن ان میں سب سے بہتر مشہور بات یہ ہے کہ یہاں چونکہ ہدی کے جانور ذبح کئے جاتے تھے اور ان کا خون بہایا جاتا تھا، اس لیے اس مقام کا نام منیٰ پڑ گیا (اس لیے کہ عربی زبان میں اَمنیٰ اور منیٰ کا لفظ کسی چیز کے بہانے کے معنی میں آتا ہے)۔ (البحر العمیق ص:۱۴۱۸)

سمیت بذلک لما یمنی فیها من الدماء ای یراق ویصب من امنیٰ النطفة ومناها اراقها هذا هو المشهور الذی قال الجماهیر من اهل اللغة وغیرهم. (البحر العمیق، الموسوعة الفقهه).

[1] بیت المقدس فیه لغتان مشهورتان احداهما فتح المیم واسکان القاف والثانیه ضم المیم وفتح القاف (شرح مسلم للنووی ۲۰۱/۱)

مزدلفہ کی وجہ تسمیہ

مزدلفہ کے تین نام ہیں، (۱) جمعا (۲) مشعر الحرام (۳) مزدلفہ۔

اس کو جمعا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس وادی میں حضرت آدم علیہ السلام اور حواء علیہا
م دونوں جمع ہوگئے تھے۔

اور اس کو مزدلفہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مزدلفہ کے معنی قریب ہونا، چونکہ جب آدم
سلام کی ملاقات حضرت حواء سے ہوئی تو حواء سے قریب ہوئے۔ اسی وجہ سے اس کو
ہ کہتے ہیں۔ (معارف السنن ۶/۲۰۷)

عرفہ اور عرفات کی وجہ تسمیہ

عرفہ کے معنی کے متعلق علماء میں اختلاف ہے بعض کھڑا ہونے کے دن کو عرفہ کہتے
ور قیام کی جگہ کو عرفات کہتے ہیں۔

ضحاکؒ کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجا گیا تو ہندوستان کے علاقہ
یپ میں اترے، حواء علیہا السلام ان سے الگ جدہ میں اتاری گئیں، جب ایک
ے کی تلاش میں سرگرداں پھرتے رہے تو عرفہ کے دن عرفات کے مقامات پر ان کی
ت ہوئی اور ایک دوسرے کو پہچان لیا، اس لیے اس مقام کا نام عرفات رکھا گیا، اور
ن کا نام عرفہ پڑا۔

سدی نے کہا ہے کہ عرفات نام اس لیے پڑا کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام ہجرت
قت حضرت اسماعیل علیہا السلام کو حضرت سارہ کے پاس سے لے کر چلی گئیں مگر اس
حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر میں موجود نہ تھے، گھر آئے اور حضرت اسماعیل علیہ
م کو نہ پایا تو سارہ سے پوچھا انہوں نے ہاجرہ کا حال بیان کردیا، یہ سن کر حضرت

عرفات پر دونوں کو پالیا، اس لیے اس جگہ کا نام عرفات ہے۔

عطارؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل آپؑ کو عبادت کی جگہیں دکھاتے تھے پھر پوچھتے، أعرفت أعرفت (کیا آپ نے انہیں پہچان لیا)

آپ نے جواب دیا: عرفت، عرفتُ ہاں میں نے پہچان لیا، چنانچہ اس مقام کا نام عرفات رکھا گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اقوال ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

(غنیۃ الطالبین ص: ۴۱۴، لغات القرآن)

زم زم کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہِ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) زم زم کے معنی کثرت کے ہیں، اس مبارک کنویں کے بے حد وحساب پانی کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھ دیا گیا۔

(۲) زمزم یہ زمّ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی باندھنے اور روکنے کے ہوتے ہیں، چونکہ جب یہ چشمہ پھوٹا اس وقت ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کو جمع رکھنے اور بہہ جانے سے محفوظ کرنے کے لیے مٹی کے ڈھیر سے روک قائم کردی تھی، اس لیے اس کو زمزم کہا جاتا ہے۔ (درس ترمذی ۳/۲۵۱، والتفصیل معجم البلدان ۲/۴۸۰)

یوم الترویہ کی وجہِ تسمیہ

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو کہتے ہیں ترویہ کے معنی ہیں پانی پلانا چونکہ لوگ اونٹوں کو پانی پلایا کرتے تھے، لہٰذا اس مناسبت سے اس تاریخ کو ترویہ کہتے ہیں۔

(صحیح البخاری اردو ص: ۱)

ایامِ تشریق کی وجہِ تسمیہ

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر دیتے ہیں، اور
دھوپ میں سکھاتے ہیں جو گوشت دھوپ میں سکھایا جاتا ہے، اسے تشریق اللحم کہتے
بعض کا کہنا ہے کہ عید کی نماز اور قربانی کے دن کو تشریق کہا جاتا ہے اس لیے کہ عید کی
س وقت ادا کی جاتی ہے، جب سورج چمک رہا ہو اسی لیے یوم عید کو تشریق کہا گیا۔

(غنیۃ الطالبین ص:۴۴۵)

**سمیت ایام التشریق لان لحوم الاضاحی تشرق فیها ،ای تنشر فی
مس واضافتها إلی لان الحاج فیها فی منی وقیل لان الهدی لا ینحر
تشرق الشمس وقیل لان صلوة العید عند شروق الشمس۔**

(عمدۃ القاری باب صیام ایام التشریق ۲۲۶/۸، مطبوعہ دیوبند)

ایامِ بیض کی وجہِ تسمیہ

حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ ان دنوں (یعنی ہر ماہ کی ۱۳/۱۴/۱۵/تاریخ) کا نام
ض کیوں ہے؟
آپ نے فرمایا اس لیے کہ حضرت آدمؑ کو جب زمین پر اتارا گیا تو گرمی کی شدت
ان کا بدن سیاہ پڑ گیا، تب حضرت جبرئیلؑ نے ان کے پاس آ کر عرض کیا کیا آپ
تے ہیں کہ آپ کا جسم پہلے کی طرح سفید ہو جائے، آپ نے فرمایا ہاں، جبرئیل نے
تو آپ ہر ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھا کریں۔
حضرت آدمؑ نے اس پر عمل کیا پہلا روزہ رکھا تو بدن کا تیسرا حصہ سفید ہو گیا، دوسرا

دنوں کا نام ایام بیض رکھا گیا۔

دوسری وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ ایام بیض کی راتوں میں خوب چاندنی رہتی ہے، ابتداء رات سے انتہاء رات تک خوب روشنی ہوتی ہے، اسی چاندنی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو بیض کہتے ہیں۔

اسی لیے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بیض سے مراد اس کی راتیں ہیں اور تقدیری عبارت اس طرح ہے **ایام اللیالی البیض۔**

(عمدۃ القاری ۲۰۲/۸، باب صیام البیض)

لفظ معراج اور اسراء کی وجہِ تسمیہ

اسراء کے لغوی معنی رات کو چلنے کے ہیں، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں چل کر وہاں تشریف لے گئے، جہاں آپ نے تمام آسمانوں کی سیر کی، اور حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے، اس لیے اس واقعہ کو اسراء کہا جاتا ہے۔

اور معراج[1] عروج سے بنا ہے جس کے معنی بلندی اور اوپر اٹھنے کے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رات میں آسمانوں پر تشریف لے جانے اور بلندیوں پر پہنچنے کی وجہ سے اس واقعہ کو معراج بھی کہا جاتا ہے۔ (سیرت حلبیہ ۴۷/۲)

براق کی وجہِ تسمیہ

براق کو براق اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی رفتار برق یعنی بجلی کی طرح تیز تھی ایک

[1] لفظ معراج کے حروف م ع ر ا ج

یہ ہے کہ چونکہ یہ جانور سیاہ اور سفید دو رنگوں کا تھا، اس لیے اس کو براق کہا گیا، یعنی
گر بکری کا درمیانی حصہ سفید ہو اور باقی سیاہ تو اس کو برقا کہا جاتا ہے کیونکہ عربی زبان
برق سیاہ اور سفید کو کہتے ہیں۔ (سیرت حلبیہ ۴۷۸/۲)

ابلیس اور شیطان کی وجہِ تسمیہ

ابلیس شیطان کا نام ہے بروزن **افعیل ابلاسٌ** سے مشتق ہے جس کے معنی سخت
ری کے باعث غمگین ہو کر ششدر و متحیر رہ جانے کے ہیں، چونکہ شیطان رحمت حق
ا امید ہے اس لیے اس کا نام ابلیس ہوا۔ (لغات القرآن ۱۱/۱)

شیطان اس کے اشتقاق میں اختلاف ہے بصریوں کے نزدیک اس کا وزن **فیعالٌ**
ذا اس کا نون اصلی ہے اور **شطن** سے مشتق ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں، ہر
جو شرکش ہو شیطان سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ اس کے اخلاق اور افعال اپنے تمام
سوں کے اخلاق اور افعال سے جدا ہوتے ہیں اور وہ خیر سے بعید ہوتا ہے۔

اور کوفیوں کے نزدیک اس کا وزن فعلانٌ ہے اور نون زائد ہے اور **شاط یشیط**
شتق ہے جس کے معنی جلنے اور ہلاک ہونے کے آتے ہیں، اور ہر شرکش و متمرد میں
ری صفتیں یکجا موجود ہیں، وہ دنیا میں غصہ اور حسد سے جیتا مرتا ہے، اور آخرت میں
خ میں جلے گا، اور ہلاک ہوگا، بہرحال کسی نے کسی معنی کے اعتبار سے اس کی وجہ تسمیہ
کی ہے اور کسی نے کسی معنی کے لحاظ سے۔

(والتفصیل فی تاج العروس ، لغات القرآن ۳۰۳/۳)

حُمس کی وجہ تسمیہ

''حُمس'' احمس کی جمع ہے اس کے معنی ہیں صاحب قوت وشدت یہ قریش

صعصعہ ان قبیلوں کو حمس اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایان حج میں اپنے اوپر سختی کی ہوئی تھی اور دوسرے اہل عرب سے زیادہ پابندیاں عائد کی ہوئی تھیں یہ لوگ احرام باندھنے کے بعد اپنے اوپر گوشت کو حرام کر لیتے تھے، بالوں کے خیمے میں نہیں جاتے تھے، اسی طرح متعدد جائز کاموں سے احتراز کرتے تھے، پھر جب مکہ لوٹتے تو اپنے پہلے کپڑوں کو اتار کر رکھ دیتے تھے اور حمس کے کپڑوں کے سوا طواف کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

(عمدۃ القاری ۳/۱۰، درس ترمذی ۱۴۲/۳)

تغبیر[1] کی وجہ تسمیہ

ابو اسحاق زجاج تغبیر کی وجہِ تسمیہ بتاتے ہیں کہ یہ غابر (باقی) سے بنا ہے اور اس سے مراد آخرت کے احوال ہیں، گویا اللہ اللہ اور ذکر اللہ کرنے والے آخرت کے حالات پیش نظر رکھتے ہیں۔ (مقدمہ بن خلدون ۳۱۸/۶)

میراث کی وجہ تسمیہ

وراثت اور ارث کے اصل معنی ہیں بغیر بیع وشراء اور بلا ہبہ وغیرہ کے کسی کی طرف سے مالی ملکیت کا دوسرے کی جانب منتقل ہونا۔

اسی مناسبت سے میت کے متروکہ مال کو جو میت کے بعد اس کے اقرباء کے پاس منتقل ہو کر آتا ہے اسے میراث کہا جاتا ہے۔ (لغات القرآن ۴۹۲/۵)

---

[1] دراصل ساربان (یعنی اونٹ ہانکنے والے) اونٹوں کی رفتار تیز کرنے کے لیے اونٹ ہانکتے وقت اور نوجوان خلوتوں اور پُرسکون ماحول میں کچھ رجزیہ اشعار گا گا کر پڑھنے لگتے ہیں جن میں آوازیں بار بار دہراتے اور لے سے پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اشعار گا گا کر پڑھتے تو اسے ترنم کہتے ہیں،

عصبہ کی وجہ تسمیہ

عصبہ اس کا مصدر عصوبۃ آتا ہے عصوبۃ کے معنی لغت میں **قرابت الرجل** ...ہ کے ہیں، یہ ماخوذ ہے اہل عرب کے قول **عصبة الرجل بفلان** سے اس وقت ...نے ہیں جب وہ اس کا احاطہ کرلیں، گویا اصل لغت میں عصوبۃ کے معنی احاطہ کرنے ...ہیں، عصبہ کو عصبہ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ میت کو ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ...نے ہیں۔ (تشریح السراجی ص:۱۲۶)

مسئلہ منبریہ کی وجہ تسمیہ

اس مسئلہ کا نام **منبریه، تسعیه** اور **بخیلیه** بھی ہے۔ وجہ تسمیہ ہر ایک کی یہ ہے ...ضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک شخص نے اس مسئلہ کے متعلق ایسی حالت میں سوال ...ا جب آپؓ کوفہ کی مسجد میں منبر پر تشریف فرما تھے، اور خطبہ پڑھ رہے تھے، آپؓ نے ...قت برجستہ سائل کو جواب سے سرفراز فرمایا، اس لیے یہ مسئلہ منبریہ کہلاتا ہے۔ اس ...عد سائل نے از راہ تعنت یہ کہا کہ زوجہ کا حصہ تو اولاد کی موجودگی میں ثمن ہے یعنی ...اں حصہ اور اس صورت میں ثمن نہیں ہے اس نے سوال اس طرح کیا۔

الیس للزوجة الثمن تو آپ نے ارشاد فرمایا: **صار ثمنها تسعاً** یعنی اس کا ...اں حصہ نواں ہوگیا، اس لیے اس مسئلہ کا نام تسعیہ بھی رکھا گیا ہے اور بخیلیہ اس وجہ ...کہتے ہیں کہ اس کے عول میں بخل سے کام لیا گیا ہے کہ اس کا عول صرف ایک ستائیس ...تا ہے۔ (تشریح السراجی ص:۱۷۷)

مسئلہ تشبیب کی وجہ تسمیہ

[illegible]

کرنا، شعراء کی عادت ہے کہ مدحیہ قصیدے کے شروع میں تشبیب کرتے ہیں تو شعراء کی تشبیب کی وجہ سے جس طرح سامعین کا ذہن اشعار کی طرف مائل ہوتا ہے اسی طرح ذکر کئے گئے مسئلہ کی باریکی اور اس کی خوبی کو دیکھ کر طالب علم کا ذہن اس کے سمجھنے کے لیے آمادہ ہوجاتا ہے، یا محض عورتوں کے ذکر کی بنیاد پر اس مسئلہ کو تشبیب کہا جاتا ہے۔

(طرازی ص:۷۹-۸۰)

مسئلہ اکدریہ کی وجہ تسمیہ

اس مسئلہ کو اکدریہ کہنے کی مختلف وجوہات ذکر کی گئی ہیں۔

۱- اکدر ایک قبیلہ کے جد امجد کا نام ہے جس کی وجہ سے اس قبیلہ کو اکدر کہا جانے لگا، اور اسی قبیلہ سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے اتنے ہی ورثہ چھوڑے، اس لیے مسئلہ مذکور اس کی طرف منسوب ہوکر اکدریہ کہلانے لگا۔

۲- بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ اس کو اکدریہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مذہب ان پر مکدر و مشتبہ ہوگیا، کیونکہ وہ دادا کے ساتھ حقیقی اور علاتی بہنوں کو ذوی الفروض نہیں مانتے بلکہ عصبہ ہونے کی وجہ سے باقی مال دیتے ہیں، یا محروم کردیتے ہیں، مگر اس مسئلہ میں بہن کو ذوی الفروض بھی مانا اور مسئلہ میں عول بھی ہوا، اور پھر بہن کا حصہ کم کرنے کے لیے اس کا حصہ دادا کے حصہ کے ساتھ ملا کر ان پر عصبہ ہونے کے طریقہ پر تقسیم کیا۔

۳- اس مسئلہ میں بہن نے دوسرے اصحاب الفرائض کے حصوں کو مکدر کردیا یعنی بگاڑ دیا چونکہ اس کے ذوی الفروض بنانے کی صورت میں مسئلہ عائلہ ہوگیا، اور سوائے بہن کے سب کے حصوں میں نقصان واقع ہوگیا، اس لیے اس کو مسئلہ اکدریہ کہتے ہیں۔

۴- بعض کہتے ہیں کہ ایک ... شخص ...

یہ مسئلہ بیان کیا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے اقوال میں تکدر یعنی اختلاف ہوگیا اس لیے اس کو اکدریہ کہتے ہیں۔ (تشریح السراجی ص:۲۵۳)

عام الفاظوں کی وجوہِ تسمیہ

اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ

۱- یہ لقب ماخوذ ہے بلکہ ہو بہو ترجمہ ہے حدیث پاک کے اس جملہ کا جو فرقہ ناجیہ کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے ''**ما انا علیه و اصحابی**''۔ (ترمذی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جس طریق پر میں ہوں اور میرے صحابہ کی جماعت ہے وہی اہل نجات کا طریقہ ہے۔

۲- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد**۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے بگڑنے کے وقت جس شخص نے میری سنت کو دلیل بنایا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

ظاہر ہے کہ **متمسکین بالسنة** ہی ہیں، مذکورہ دونوں روایتوں کے ملانے سے اہل سنت والجماعت کا لقب ثابت ہوجاتا ہے، بلکہ صرف پہلی روایت اس کے لیے کافی ہے۔ (نصر الباری ۱/۱۷۳)

اہل حق کی وجہ تسمیہ

اہل حق سے اہل سنت والجماعت مراد ہیں، اس نام سے موسوم ہونے کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حق باری تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے، چونکہ اہل سنت والجماعت حق تعالیٰ

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حق کے معنی جزم واحتیاط کے بھی آتے ہیں چونکہ جو ظاہر سنت سے ثابت ہے اور جس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا ہے یہ اس کی حفاظت اور پابندی کرتے ہیں حتی الامکان اس سے کسی عقلی دلیل کی بناء پر نہیں کرتے یہی احتیاط کا تقاضا بھی ہے، اس بنا پر وہ اہل حق بمعنی اہل احتیاط کے سے موسوم ہوئے۔ (بیان الفوائد ص:۳۴)

اشاعرہ اور ماتریدی کی وجہ تسمیہ

مسائل اعتقادیہ میں اهل سنت والجماعت کے دو گروہ ہیں (۱) اشاعرہ ماتریدی۔

اشاعرہ: امام ابوالحسن اشعری کی طرف منسوب ہیں جو چار واسطوں سے ابو اشعریؓ کی اولاد میں سے ہیں، سو جو لوگ مسائل اعتقادیہ میں امام ابوالحسن اشعری پیرو ہیں وہ اشعریہ اور اشاعرہ کہلاتے ہیں۔

ماتریدی: امام ابومنصور ماتریدی کی طرف منسوب ہیں جو لوگ امور دیہ میں ان کے پیرو ہیں وہ ماتریدی کہلاتے ہیں۔

امام ابومنصور ماتریدی تین واسطوں سے امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد ہیں، ونوں بزرگوں نے اصول دین اور مسائل اعتقادیہ میں بڑی تحقیق اور تدقیق کی ہے ئل عقلیہ اور نقلیہ سے ابطال فرمایا، جس سے صحابہ وتابعین کا مسلک خوب روشن ، اسی واسطے مذہب اہل سنت والجماعت انہی دو بزرگوں میں محصور ہوگیا۔

امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کے ظہور کے بعد ائمہ ثلاثہ (امام ، امام شافعیؒ، امام احمد کے اصحاب نے اپنا نام اشعری قرار دیا، اور امام ابوحنیفہ کے [illegible]

سلاسل اربعہ اور ان کی وجوہ تسمیہ

سلسلہ قادریہ کی وجہِ تسمیہ

اس کا انتساب سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے اس طریقہ کی خصوصیت وبنیاد نوافل کا اہتمام اور ذکر کی پابندی ہے، تاکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا استحضار رہے، اور بندہ ہر وقت اپنے کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں محسوس کرے۔

سلسلۂ چشتیہ کی وجہ تسمیہ

اس سلسلہ کے شیخ ابواسحاق شامی چشتی ملک شام سے بغداد میں آکر مرید ہوئے، آپ کے پیر نے آپ کا نام چشتی رکھا کہ چشت کے لوگ آپ سے ہدایت پائیں گے اور قیامت تک آپ کے سلسلے کو لوگ چشتی کہیں گے، تربیت کے بعد آپ کو چشت بھیج دیا تھا اس لیے اس سلسلہ کو لوگ چشتیہ کہتے ہیں۔

ہندوستان میں اس سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیریؒ ہوئے ہیں۔ (مناجات مقبول، سراجی ص:۳۲۲)

سلسلۂ نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ

ابتداء میں اس سلسلے کا نام سلسلۂ صدیقیہ تھا، لیکن خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس سلسلہ کا نام سلسلۂ نقشبندیہ مشہور ہوگیا، کیونکہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ سالکین کے دلوں پر اللہ اللہ کی ضرب لگاتے تھے تو کان ینقش اسم اللہ علی قلوب السالکین، وہ سالکین کے دلوں پر اللہ کا نام نقش کر دیتے تھے، اسی [illegible]

سلسلۂ قادریہ سُہروردیہ کی وجہ تسمیہ

سلسلۂ قادریہ کا انتساب چونکہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہے اس
س کو قادریہ سے تعبیر کرتے ہیں اور سلسلۂ سہروردیہ کے بانی شیخ شہاب الدین عمر
ردی ہیں، ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے سہروردی کہلاتا ہے۔

(سلاسل اربعہ)

اُردو کی وجہ تسمیہ

اردو کے معنی لشکر اور لشکر گاہ کے ہیں، چونکہ یہ زبان لشکری زبان کہلاتی تھی اور اس
ی لوگ بولتے تھے جس طرح لشکر مختلف طرح کے لوگوں سے مرکب ہوتا ہے اسی
ح یہ اردو زبان بھی انگریزی، عربی، ہندی، پُرتگالی، فرانسیسی، پنجابی اور برج بھاشا
سے مل کر بنی ہے، اسی وجہ سے اس کو اردو کہتے ہیں۔

اور رہی بات اس زبان کی ابتداء کی تو اس کا بننا تو اسی وقت شروع ہوگیا تھا جب
ں عرب تاجر آنے شروع ہوئے، اور ان کے میل جول سے کچھ کچھ عربی لفظ
ستانیوں کی زبان پر چڑھنے لگے یہ کوئی ڈیڑھ ہزار برس کی بات ہے لیکن اس کا نام
اس وقت پڑا جب شاہجہاں نے ایک لشکر ترتیب دیا اور اس وقت اس نے یہ
رت محسوس کی کہ مختلف زبانیں بولنے والے سپاہیوں کے لیے ایک ایسی زبان ہونی
ئے جس میں ہر شخص ایک دوسرے سے بات چیت کر سکے، اس وقت سے اردو نے
دہ شکل اختیار کرنا شروع کر دیا۔ (لغات کشوری ہماری زبان اردو ص:۴۰، حصہ چہارم)

لفظ ''ملاّ'' کی تحقیق اور وجہ تسمیہ

مستعمل ہے علماء کا اختلاف ہے کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے، علامہ شہاب محمد آلوسی بغدادی جن کی تفسیر روح المعانی بڑی معرکۃ الآراء تفسیروں میں شمار ہوتی ہے، انہوں نے قسطنطنیہ کے سفر نامہ میں ایک موقعہ پر ''ملا'' کے لفظ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض لوگ میم کو زبر دے کر اس کا تلفظ کرتے ہیں، **من لا یجهل** (جو جاہل نہیں ہے) کی یہ تخفیف شدہ شکل ہے، **یجهل** کا لفظ ساقط ہوگیا صرف ''من لا'' رہ گیا، نون کو لام میں مدغم کر دیا گیا۔

ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ''املا'' جس کے معنی لیکچر دینے کے ہیں، اسی سے ملا کا لفظ ماخوذ ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ بعض لوگ مولیٰ کے لفظ کو اس کی اصل بتاتے ہیں، مگر یہ میرے نزدیک صحیح نہیں، دیکھئے آلوسی کی کتاب ''نشوة الشوول فی سفر الستامبول'' ص:۱۰۰۔ (حاشیہ مقدمہ تدوین فقہ، ص:۴۵)

اور بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ فارسی کا لفظ ہے، اور مبالغہ کا صیغہ ہے مُلا میم کے ضمہ کے ساتھ بمعنی بہت بھرا ہوا، بسیار پُر مراد اس سے وہ شخص جو علم سے بہت بھرا ہوا ہو، یعنی پُر ہو، یعنی بہت پڑھا ہوا، بڑا عالم فارسی کے استعمال میں اکثر یہ لفظ بغیر ہمزہ کے استعمال ہوتا ہے۔ (لغات کشوری، ص:۳۴۷)

بیعت کی وجہ تسمیہ

جب امام سے بیعت یا پیمان اطاعت کا معاہدہ کیا جاتا ہے تو عہدیت کو مضبوط بنانے کے لیے بیعت کرنے والا اپنا ہاتھ امیر کے ہاتھ میں دے دیتا ہے گویا بیعت مصافحہ کی ایک قسم ہے چونکہ بیعت کا فعل لین دین والوں کے مشابہ ہوتا ہے اس لیے بیعت کو بیعت کہا جاتا ہے۔

بیعت **بـاع یبیع** کا مصدر ہے جس کے معنی بیچنے کے ہیں، گویا بیعت کرنے والے نے اپنے اختیارات اس کے ہاتھ بیچ ڈالے جس سے بیعت کر لی ہے۔

صوفی کی وجہ تسمیہ

لفظ صوفی کی نسبت اور وجہ تسمیہ میں متعدد اقوال ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

پچھلے زمانے میں زاہد اور عابد وغیرہ پیدا ہوئے پھر کچھ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے زاہد و عابد سے تعلق کر کے دنیا سے انقطاع کرلیا، اور عبادت کے واسطے علیحدہ ہوگئے، اور اس میں ایک طریقہ بنا کر منفرد نام و طریقہ سے ممتاز ہوئے، اور کچھ اخلاق مخصوص کرلیے جو ان کے سوائے دوسروں میں نہ ہوں انھوں نے لکھا ہے کہ بیت اللہ کے پاس خدمت کے واسطے جو شخص سب سے اول منفرد ہوا تھا اس کا لقب صوفہ اور نام غوث بن مرّہ تھا، پس اس کی طرف منسوب ہوئے۔

ولید بن القاسم سے پوچھا گیا کہ یہ صوفی کیا نسبت ہے، تو انہوں نے فرمایا زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم تھی جن کو صوفہ کہتے تھے، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے واسطے الگ ہوگئے تھے، اور کعبہ میں وطن کرلیا تھا، تو جو کوئی ان سے مشابہ ہوا وہ صوفہ ہے۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ تصوف اہل صفّہ کی طرف منسوب ہے لیکن یہ غلط ہے کیونکہ ایسا ہوتا تو صوفی کہا جاتا۔

ایک قوم کا کہنا ہے کہ صوفی صوفانہ سے لیا گیا ہے صوفانہ ایک خوشنما خودرو ساگ چھوٹا چھوٹا ہوتا ہے تو اس طرف منسوب کئے گئے کیونکہ یہ لوگ بھی جنگل کے ساگ پات پر کفایت کرنے میں اختیار کرتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ اگر اس طرف نسبت ہوتی تو صوفانی کہا جاتا۔

ایک جماعت نے کہا کہ صوفی منسوب ہے صوفۃ القفا کی طرف وہ چند بال جو گدی کے آخر میں جمتے ہیں گویا صوفی اس سے حق کی طرف متوجہ اور خلق سے منھ پھ

(٦) ایک جماعت نے کہا کہ صوفی صوف کی طرف منسوب ہے (کیونکہ صوف کے معنی اون اور اون نرم ہوتا ہے اس طرح یہ لوگ بھی نرم ہوتے ہیں)۔

قولِ فیصل: ان مذکورہ بالا اقوال میں قولِ اوّل یعنی صوفہ کی طرف منسوب ہونا اصح ہے یہ نام اس قوم کے واسطے ۲۰۰ھ سے پہلے ظاہر ہوا۔

(تلبیس ابلیس ص: ۲۲۵، علامہ ابن جوزی)

غوث بن مرہ کو صوفہ کہنے کی وجہ

ابن السائب الکلبی نے کہا کہ غوث بن مرہ کا نام صوفہ اس لیے ہوا کہ اس کی ماں کا کوئی لڑکا نہیں جیتا تھا اس نے نذر مانی کہ اگر جیتا رہے تو اسکے سر میں صوف باندھے گی اور اس کو کعبہ کی خدمت سے مربوط کردے گی، یعنی ہمیشہ کعبہ کے پاس رہ کر خدمت کرتا رہے گا۔ پھر اس نے اپنی نذر پوری کی، تو اس لڑکے کا نام صوفہ پڑ گیا اور جو اسکی اولاد ہوئی وہ بھی صوفہ کہلائی۔

عقال ابن شبہ نے کہا کہ تمیم بن مرہ کی ماں کی لڑکیاں زیادہ ہوئیں تو اس نے کہا کہ مجھ پر اللہ نذر ہے کہ اگر لڑکا ہوا تو میں اس کو بیت اللہ کی خدمت کے واسطے دیدوں گی، تو غوث پیدا ہوا، اس کی ماں نے عہد کے موافق اس کو خانۂ کعبہ کے پاس باندھ دیا جب اس کو سخت دھوپ لگی تو گر پڑا، یہ عورت ادھر آئی تو دیکھا کہ وہ گرا پڑا ہے، اور بالکل ڈھیلا پڑ گیا ہے، تو کہنے لگی کہ یہ صوفہ ہوگیا یعنی جیسے صوف کا ٹکڑا ہوتا ہے، اس وجہ سے اس کا نام صوفہ ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (تلبیس ابلیس ص: ۲۲۶، علامہ ابن جوزی)

یہودی کی وجہ تسمیہ

یہ لفظ یا تو عربی ہے یا غیر عربی، اگر عربی ہے تو ھاد بمعنی تاب (یعنی توبہ) سے

تھی، اور اگر غیر عربی ہے پھر عربی بنایا گیا ہے تو اس کی اصل یہوذا ہے، یہوذا ے
بنائی گئی، تو یہودا ہو گیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام یہودا تھا، گویا ان کے نام پر
ے یہودیوں کا نام رکھا گیا۔ (اصطلاحات العلوم ص:۱۲۹، بحوالہ بیضاوی ص:۷۹)

نصرانی کی وجہ تسمیہ

نصرانی کی وجہ تسمیہ شاید یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے انصار اللہ کہا تھا جو
عیسائی مذہب کے مدعی ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ کے انصار کی طرف منسوب ہو گئے اور
صرانی اور نصاریٰ کہا جانے لگا۔ (قاموس)

یا نصرانی نصران کی طرف منسوب ہے نصران ایک بستی کا نام ہے یا نصرہ کی طرف
ب ہے، نصرہ بھی ایک بستی کا نام ہے، لیکن اس صورت میں نصاریٰ کا واحد نصرانی نہ
بلکہ نصری ہوگا۔ (قاموس ومدارک، لغات القرآن ۶/۵۸)

مجوسی کی وجہ تسمیہ

مجوس اصل میں چھوٹے کانوں والا ایک آدمی تھا دین مجوسیت کا یہی مؤسس تھا یہ
رب ہے اصل میں منج گوش تھا۔ (قاموس، لغات القرآن ۵/۳۲۰)

رافضی کی وجہ تسمیہ

جب امامیہ حضرات نے زید سے شیخین کی امامت کے بارے میں مناظرہ کیا اور
ں نے دیکھا کہ زید شیخین کی امامت کے قائل ہیں، اور ان سے بیزار نہیں تو انھیں
دیا اور ائمہ کے زمرے سے خارج کر دیا اسی لیے انہیں رافضہ (چھوڑنے والا) کہا

صابی کی وجہ تسمیہ

صابی اس کی جمع صائبین یہ نصاریٰ اور مجوسی کے درمیان ایک قوم ہے، اس کے عقائد و اعمال نصرانیوں اور مجوسیوں سے ملتے جلتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ ان کے دین کی اصل بنیاد حضرت نوحؑ کے دین پر ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ یہ پرستاران ملائکہ ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ ستاروں کے پجاری ہیں اگر یہ لفظ عربی ہے تو صبا بمعنی خروج سے ماخوذ ہوگا، چونکہ یہ لوگ بھی دین حق کو چھوڑ کر نکل گئے، اس لیے ان کو صابی کہتے ہیں۔

(اصطلاحات العلوم بحوالہ بیضاوی ص:۷۹)

معتزلہ کی وجہ تسمیہ

معتزلہ اعتزال سے ہے بمعنی الگ ہونا، علیحدگی اختیار کرنا اس کا بانی واصل بن عطا ہے جس کا واقعہ اس طرح ہوا کہ حسن بصریؒ کی مجلس میں ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے زمانے میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مرتکب کبیرہ مؤمن ہی نہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کسی بھی گناہ سے کچھ نہیں بگڑتا، اب آپ بتائیے کہ ہم کس کی بات کو حق سمجھیں، تو حسن بصریؒ سوچنے لگے اتنے میں واصل بن عطا جو حسن بصری کے حلقۂ درس میں شریک ہوا کرتا تھا بول پڑا کہ مرتکب کبیرہ نہ مؤمن ہے نہ کافر۔

اس طرح ایمان وکفر کے درمیان واسطہ ثابت کیا جس پر حسن بصریؒ نے فرمایا **قد اعتزل عنا** کہ یہ ہماری جماعت سے علیحدہ ہو گیا، چنانچہ اسی روز سے واصل بن عطا اور اس کے متبعین معتزلہ بمعنی حق سے یا جماعت حقہ سے اعتزال وعلیحدگی اختیار کرنے والے کہے جانے لگے۔ (بیان الفوائد ص:۲۵)

انسان کی وجہ تسمیہ

لفظ انسان اُنس سے مشتق ہے جس کے معنی مانوس ہونے کے ہیں، چونکہ انسانی [...] بغیر اُنس ومحبت کے گذارنا ممکن نہیں اس لیے آدمی کو انسان کہا گیا۔

(تدریس القرآن ص:۶۴)

قلم کی وجہ تسمیہ

قلمؐ کے اصل معنی ہیں کسی سخت چیز مثلاً ناخن، نیزہ کی پور وغیرہ کا کاٹنا اور اس کٹی [...] چیز یعنی مقلوم کو قلم کہا جاتا ہے قلم کو قلم اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ بھی کٹا ہوا ہوتا ہے۔

(لغات القرآن ۱/۱۹۳)

دیوان کی وجہ تسمیہ

کہتے ہیں کہ ایک دن کسریٰ نے اپنے محصول کے عملے کو دیکھا کہ وہ آمنے سامنے [...]ہوئے حساب میں ایسے مشغول تھے جیسے آپس میں باتیں کر رہیں ہوں یہ دیکھ کر بے [...]ہ اس کی زبان سے دیوانہ (مجنون) نکلا یعنی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوانے ہیں، چنانچہ [...] نشست گاہ کا نام ہی دیوانہ پڑ گیا، پھر کثرت استعمال سے تخفیف کی خاطر ''ہ'' [...]ی گئی تو دیوان رہ گیا، پھر یہ نام اس رجسٹر کو بھی دے دیا گیا، جس میں آمد وخرچ کی [...]فصیل مندرج ہوتی ہے یہ بھی کہتے ہیں کہ فارسی میں دیوان شیطان کو کہتے ہیں پھر [...]ں کو دیوان اس لیے کہنے لگے کہ وہ سرعت سے حساب کے پیچیدہ مسائل سمجھ جاتے [...]ور کھلی چھپی باتوں سے آگاہ ہو جاتے ہیں، اور بکھری ہوئی باتوں سے چشم زدن میں [...]

پھر یہ لفظ اس جگہ بولا جانے لگا جہاں سرکاری ملازم بیٹھ کر حساب کی جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ (مقدمہ ابن خلدون ۲/۶۲)

قافلہ کی وجہ تسمیہ

قافلہ قفل سے ہے جس کے معنی رجوع ہونے واپس ہونے کے ہیں، تفاؤلاً جانے والی جماعت کو قافلہ کہتے ہیں کہ جا رہے ہیں خدا کرے صحیح سالم واپس آئیں۔

(ملفوظات فقیہ الامت ۱/۶۰، قسط۲)

سفر کی وجہ تسمیہ

دور کی مسافت قطع کرنے کا نام سفر ہے اسفار جمع ہے۔

سفر کے معنی پردہ ہٹانے اور متفرق کرنے کے ہیں، سفر کو سفر اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اس میں یہ دونوں معانی محفوظ ہیں، چنانچہ امام منصور ازہری تہذیب میں رقم طراز ہیں سفر کا نام سفر اس لیے پڑا کہ وہ مسافروں کے رخ اور ان کے اخلاق کو ظاہر کر دیتا ہے، اور جو بات ان میں چھپی ہوتی ہے اسے کھول دیتا ہے۔

(لغات القرآن نعمانی ۳/۲۰۷، بحوالہ تاج العروس)

سقر کی وجہ تسمیہ

سقر بمعنی آگ، دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے۔

سقر یہ اہل عرب کے محاروہ **سقرته الشمس** سے ماخوذ ہے جس کے معنی دھوپ نے اسے تحلیل کر دیا، اور اسے لو لگ گئی، دوزخ کو سقر اسی لیے کہا گیا کہ وہ جسم وروح کو تحلیل کر ڈالتی ہے۔ (تاج العروس)

لیے یہ فرما کر کہ وما ادرٰک ما سقر لاتبقی ولا تذر لواحة للبشر (اور کیا
کیسی ہے وہ آگ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے جلا دینے والی ہے آدمیوں کو) متنبہ
یا گیا کہ مشاہدہ میں جو کفر کے احوال تم جانتے ہو اس سے معاملہ جداگانہ ہے۔

(لغات القرآن نعمانی ۲۱۲/۳)

دنیا کی وجہ تسمیہ

دنیا دُنُوٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی قرب کے ہیں چونکہ دنیا ہم سے قریب تر
اور آخرت سے بعید، لہٰذا اس کا نام دنیا ہو گیا۔ (گنجینۂ صرف ص:۱۴۷)

نائیلون کی وجہ تسمیہ

یہ دو الفاظ (NY اور LON) کا مرکب ہے NY نیویارک کا اور LON لندن
ف ہے چونکہ ان دونوں شہروں میں نائیلون کا کپڑا تیار ہوتا تھا، اس لیے اس کا نام
ن پڑ گیا۔ (گلدستہ معلومات، ص:۸۱)

سات دنوں کو ہفتہ کہنے کی وجہ

شرعاً سورج کے سات (۷) مرتبہ طلوع و غروب کو ایک ہفتہ کہتے ہیں، اور ہفتہ
ات ایام کی تخصیص یقیناً عالم تکوین کے ان پہلے سات[۱] ایام کی وجہ سے ہے جن میں

تہ کے سات دنوں کی دلیل حصر: ماہرین کا خیال ہے کہ کل کرۂ ارض کے سات حصے ہوتے ہیں جن میں
حصہ سات مشہور سیاروں میں سے ایک سیارے سے تعلق رکھتا ہے، اور ہفتہ کے سات ایام کو بھی زمین
ی سات حصوں اور آسمان کے ان سات سیاروں سے ایک خاص نسبت ہے، اس لیے ہفتہ کے فقط
دن ہی طے پا سکتے ہیں زیادہ نہیں۔ (ہفتہ کے ایام اور خصوصیات ص:۱۷۸)

ایام ہفتہ کے ابتدائی نام: بدایہ ابن کثیر میں ہے کہ آغاز کائنات کے وقت ہفتہ کے ان ایام کے نام
ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، سبت۔

سات آسمان اور سات زمین مع اپنے جملہ متعلقات تخلیق ہوئی تھی۔
علامہ ابن تیمیہؒ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ ایام ہفتہ کا عدد سات میں انحصار کوئی اتفاقی نہیں بلکہ یہ وحی والہام کا وہ باضابطہ فیصلہ ہے جس کا انکشاف پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے ضرور کسی نبی پر ہوا ہوگا۔

(کتاب الرد علی المنطقین ص:۳۶۵، ماخوذ از ہفتہ کے ایام اور خصوصیات ص:۱۷۸)

جمعہ کی وجہ تسمیہ

ابونصر نے اپنے والد سے اور وہ سلیمان سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو جمعہ کا نام جمعہ کیوں پڑا؟
میں نے عرض کیا مجھے علم نہیں آپ نے فرمایا اس دن تمہارے باپ آدمؑ جمع کئے گئے اس لیے اس کا نام جمعہ ہوا۔
بعض کا کہنا ہے کہ جمعہ اجتماع سے نکلا ہے جس سے مراد ہے حضرت آدمؑ کے قالب اور ان کی روح کا آپس میں جمع ہونا یہ دونوں چالیس سال کی جدائی کے بعد آپس میں جمع ہوئے تھے، اس لیے اس کا نام جمعہ ہوا۔
بعض کہتے ہیں کہ آدمؑ اور حوا کے جمع ہونے کے باعث اس دن کا نام جمعہ ہوا، اس دن حوّا آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہوئی۔
بعض اس کا نام جمعہ اس لیے بتاتے ہیں کہ اس روز شہر اور دیہات سے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، بعض کا کہنا ہے کہ اس روز قیامت ہوگی، اور سب مخلوق اٹھائی جائے گی، اس لیے اسے جمعہ کا دن کہا گیا۔ (غنیۃ الطالبین ص:۴۶۵)
ایک قول یہ ہے کہ اس دن کعب بن لوئی اپنی قوم کو جمع کر کے وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے، لوگوں کو بیت اللہ شریف کی تعظیم کرنے کی تلقین کرتے تھے اور ان کو بتاتے

سے پہلے کعب بن لوئی ہی نے اس دن کا نام عروبہ سے بدل کر جمعہ کیا، اور ایک قول
کہ اس دن اپنی قوم کو جمع کر کے وعظ و نصیحت کرنے والے قُصیٔ بن کلاب تھے۔

(معارف السنن ۴/۳۰۳)

سنیچر کو ہفتہ کہنے کی وجہ

ہفتہ کے لغوی معنی ساتواں دن یا ہفت[1] اختر میں سے ساتواں ستارہ زحل ہے، اور
ہفتہ گنتی میں ساتواں دن ہے اس لیے اس کو ہفتہ کہہ دیا گیا۔
نسائی شریف کتاب التفسیر میں اس دن کو بڑی وضاحت کے ساتھ یوم السابع یعنی
دن فرمایا گیا ہے۔ (ہفتہ کے ایام اور ان کی خصوصیات ص:۱۸۴)

سنیچر کو یوم السبت کہنے کی وجہ

سبت کے معنی میں اختلاف ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ سبت کے معنی عظیم ہے،
ر دن بھی یہودیوں کے نزدیک معظم ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ سبت کے
ستراحت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وجعلنا نومکم سباتا ای راحة لا
کم'' اور یہودی اس دن میں استراحت میں ہوتے ہیں۔

(ہفتہ کے ایام اور خصوصیات ص:۲۰۳)

ت اختر سات ستارے اور نام ان کے یہ ہیں: (۱) قمر فارسی میں اس کو چاند اور ہندی میں سوم کہتے ہیں
س کا پہلا آسمان ہے (۲) عطار فارسی میں اس کو ترا اور ہندی میں بدھ کہتے ہیں، مقام اس کا دوسرا
ن ہے، (۳) زہرہ فارسی میں اس کو ناہید اور ہندی میں سکر کہتے ہیں، مقام اس کا تیسرا آسمان ہے (۴)
فارسی میں اس کو خورشید اور ہندی میں آدیت کہتے ہیں، مقام اس کا چوتھا آسمان ہے (۵) مریخ فارسی
ں کو بہرام اور ہندی میں اس کو منگل کہتے ہیں، مقام اس کا پانچواں آسمان ہے (۶) مشتری فارسی میں
رجیس اور ہندی میں برہسپت کہتے ہیں مقام اس کا چھٹا آسمان ہے (۷) زحل فارسی میں اس کو کیوان

اسلامی مہینوں کی وجوہِ تسمیہ

محرم الحرام کی وجہ تسمیہ

محرم اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی حرام کیا ہوا، چونکہ اس مہینہ میں زمانۂ جاہلیت میں قتال کرنا حرام تھا، اس لیے اس کو محرم کہتے ہیں۔

(ذخیرۂ معلومات بحوالہ غیاث اللغات ص:۴۴۵)

ماہِ صفر کی وجہ تسمیہ

علامہ ابن منظور اپنی مایہ ناز تصنیف ''لسان العرب جلد نمبر ۱، ص:۴۶۲ و۴۶۳'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ صفر اور اصفار کے معنی خالی ہونے کے ہیں کیونکہ مکہ مکرمہ اس مہینہ میں حاجیوں سے خالی ہو جاتا ہے، اس لیے اس کو صفر کہتے ہیں جب کہ دوسرے بعض حضرات اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ چونکہ زمانۂ جاہلیت میں ماہ محرم میں قتال کرنا حرام تھا، اس لیے ماہ صفر میں لوگ قتال کے لیے نکل جایا کرتے تھے، اور ان کے گھر خالی پڑے رہتے تھے، اس وجہ سے اس مہینہ کا نام صفر رکھ دیا گیا۔

(غیاث اللغات ص:۲۹۵)

ربیع الاول کی وجہ تسمیہ

جب اس مہینے کا نام رکھنے کا نمبر آیا تو یہ مہینہ فصل ربیع (یعنی موسم بہار) کے شروع میں واقع ہوا، اس وجہ سے اس کا نام ربیع الاول رکھ دیا گیا۔

(ذخیرہ بحوالہ غیاث اللغات ص:۲۱۶)

ربیع الآخر کی وجہ تسمیہ

چونکہ یہ مہینہ موسم بہار کے آخر میں واقع ہوا، اس لیے اس کا نام ربیع الآخر رکھ دیا۔

(ذخیرہ غیاث اللغات ص:۲۱٦)

جمادی الاولی کی وجہ تسمیہ

جمادی یہ ماخوذ ہے جمود سے جس کے معنی جم جانا جب اس مہینہ کا نام رکھنے کا
آیا تو یہ مہینہ سردی کے موسم کے شروع میں واقع ہوا۔ چونکہ بوجہ سردی ہر چیز میں
بت آجاتی ہے اس وجہ سے اس کا نام جمادی الاولیٰ رکھ دیا۔ (ایضاً)

جمادی الاخریٰ کی وجہ تسمیہ

جب اس مہینہ کا نام رکھنے کا وقت آیا تو یہ مہینہ ایسے موسم کے آخر میں واقع ہوا جس
ردی کی وجہ سے پانی جم جاتا ہے، اس وجہ سے اس مہینہ کا نام جمادی الاخریٰ رکھ دیا۔
(ذخیرہ، بحوالہ مناظر الانشاء، ماخوذ بحوالہ غیاث)

رجب[۱] کی وجہ تسمیہ

رجب اسمائے مشتقہ میں سے ہے، اور ترجیبی (یعنی تعظیمی) لحاظ سے مشتق ہے،

ب کے حروف: ر ج ب
رحمت اللہ کی جود یعنی بخشش اللہ کی بر یعنی نیکی مراد ہے

ب کے مہینہ میں ماہ شعبان کے لیے بہت سی نیکیاں تیار کی جاتی ہیں، اور بعض کہتے
ہ ذکر الٰہی کے تکرار اور اللہ کی بزرگی بیان کرنے کو ترجیب کہا جاتا ہے کیونکہ ماہ رجب
ر شتے بار بار اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اس لیے اس کو رجب کہا جاتا ہے۔

اہل عرب کا ایک محاورہ ہے کہ رجبت لھٰذا الشھر کسی مہینے کو بزرگی دی جائے تو اس کے لیے یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔

ابو زید یحیٰی بن زیاد فرا سے روایت کرتے ہیں کہ رجب نام اس لیے پڑا کہ ان دنوں اہل عرب خرما کے آس پاس ایک بنا کھڑی کر دیتے تھے، جو درخت کو سہارا دیتی تھی، اور آندھی کے باعث خوشوں کو ٹوٹنے سے بچاتی ہے۔

چنانچہ وہ کہا کرتے ہیں رجبت النخلة لر جیباً۔ بعض کا کہنا ہے کہ آمادہ ہونے اور سامان تیار کرنے کو ترجیب کہا جاتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

شعبان[۱] کی وجہ تسمیہ

شعبان ماخوذ ہے شَعَبَ یشعَبُ سے بمعنی نکلنا، ظاہر ہونا، پھوٹنا چونکہ اس مہینہ میں خیر کثیر پھوٹتی پھلتی ہے اور بندوں کا رزق تقسیم ہوتا ہے، اور تقدیری کام الگ الگ ہو جاتے ہیں، اس وجہ سے اس مہینہ کا نام شعبان رکھ دیا۔ (ذخیرہ بحوالہ غیاث:۲۸۰)

رمضان[۲] کی وجہ تسمیہ

رمضان کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں:

بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ رمض سے مشتق ہے، جس کے معنی شدید تپش اور گرمی کے ہیں، اور جس سال اس مہینہ کا نام رکھا گیا اس سال چونکہ یہ مہینہ شدید گرمی میں آیا تھا اس لیے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا۔ (مظاہر حق جدید ۲/۶۹۰، نصر الباری ۵/۴٦٦)

---

[۱] شعبان کے حروف ش ع ب ا ن
شرف علو (یعنی بلندی) بر (یعنی نیکی) الفت نور (غنیۃ الطالبین)

[۲] رمضان کے حروف: ر م ض ا ن
راتوں کو اٹھ کر مدد مانگو ضائع نہ کرو لمحوں کو اللہ سے جو لو لگائے گا نصیب اپنا جگمگائے گا

اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ رمض بمعنی جلنا سے ماخوذ ہے چونکہ یہ مہینہ بھی
وں کو جلا دیتا ہے۔
لانه يرمض الذنوب ای يحرقها لیکن علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ
یہ ضعیف ہے۔ (فتح الملہم ۳/۱۰۶)
بعض حضرات کہتے ہیں کہ رمضان باری تعالیٰ کے اسماء گرامی میں سے ایک نام
ہٰذا **شهر رمضان** کے معنی ہیں **شهر الله** اس لیے یہ نام شہر کی اضافت کے بغیر
ل نہیں ہوتا۔ (درس ترمذی ۲/۵۱۳)

شوال کی وجہ تسمیہ

شوال یہ ماخوذ ہے شول سے جس کے معنی ہیں باہر نکلنا چونکہ اس مہینہ میں اہل
ب سیر و سیاحت کے لیے گھروں سے باہر نکل جایا کرتے تھے۔

(ذخیرہ بحوالہ غیاث اللغات ص:۲۸۷)

ذی قعدہ کی وجہ تسمیہ

ذی بمعنی والا اور قعدہ کے معنی بیٹھ جانا، چونکہ یہ مہینہ اشہر حرم (جن مہینوں کا احترام
یا تا ہے) میں سے ہے اہل عرب اس مہینہ میں محاربہ و مقاتلہ بند کر کے بیٹھ جاتے

(ذخیر معلومات: ۱/۷۷)

ذی الحجہ کی وجہ تسمیہ

یا تو یہ ماخوذ ہے جیم کی تشدید کے ساتھ جس کے معنی ہیں، ایک بار حج کرنا اور قیاس
ے کہ حجۃ بالفتح ہو، نہ کہ بالکسر، اس لیے کہ فعلۃ کا وزن ایک مرتبہ کے لیے استعمال ہوتا

درست ہے۔
یا حج بکسر الحاء ہو جس کے معنی سال کے ہیں چونکہ یہ مہینہ سال کے آخر میں آتا ہے، اور اس پر سال کی تکمیل ہوتی ہے، اس وجہ سے اس کو ذی الحجہ کہتے ہیں۔

(ذخیرہ بحوالہ غیاث اللغات ص:۲۱۳)

انگریزی مہینوں کی وجوہ تسمیہ

جنوری کی وجہ تسمیہ

یہ نام رومی دیوتا ''جینس'' (JANUS) کی نسبت سے رکھا گیا ہے ان لوگوں کے گمان کے مطابق یہ دیوتا دو منہ رکھتا تھا اس وجہ سے یہ نکتہ بھی پیدا کیا گیا کہ اس دیوتا کے ایک منہ سے جانے والا سال خارج ہوتا ہے، اور دوسرے منہ سے آنے والا سال داخل ہوتا ہے، ایک منہ ایک سال کو الوداع کہتا ہے تو دوسرا منہ سالِ نو کا خیر مقدم کرتا ہے۔

اس جینس (Janus) کو لاطینی زبان میں جنواریس (Januarius) اور انگریزی میں جنوری (January) کہتے ہیں۔

(ویبسٹر انسائیکلوپیڈک آف انگلش لینگویج)

فروری کی وجہ تسمیہ

یہ بھی لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کی اصل ''فے بورا'' یا ''فے بورالیس'' بتلائی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اس مہینہ کی پندرہ تاریخ کو روم کے لوگ ایک مذہبی تقریب طعام منایا کرتے تھے جس میں ایک دوسرے کو مدعو کیا کرتے تھے، روم میں ''فے بوآری آ'' نام کی ایک دیوی مانی جاتی تھی یہ لفظ بھی لاطینی ہے رواج یہ تھا کہ اس دیوی پر بکری کی

راس ہنٹر سے بانجھ عورت کو مارا جاتا تو وہ صاحب اولاد ہو جاتی۔ (ایضاً)

مارچ کی وجہ تسمیہ

روم میں لڑائی اور جنگ کے دیوتا کو ''مارس'' یا ''مارٹی آس'' (Martius) کہتے
وسم سرما ختم ہونے کے بعد اس مہینہ (مارس) میں روم کے فوجی جنگ کرنے کے لیے
کرتے تھے اسی جنگی دیوتا کی نسبت سے اسے مارچ کہتے ہیں ابتداء میں کچھ دنوں
سے جیم کے ساتھ مارج (Marge) بھی کہا گیا ہے۔ (ایضاً)

اپریل کی وجہ تسمیہ

یہ نام ایک لاطینی لفظ ''ایپ ریلیس'' (Aprilis) سے بنایا گیا ہے جس کے
عنی شگفتگی اور کھلنے کے ہیں، چونکہ یہ زمانہ بہار کا ہوتا ہے جب کلیاں کھل کر پھول بنتی
اس لیے بسنت دیوتا کی نسبت سے اسے اپریل کہا گیا جو (اپی رااریکی) بگڑی ہوئی
ہے۔ (ایضاً)

مئی کی وجہ تسمیہ

رومی دیوتا مشتری کی ماں (مائی) کا نام ''مائی آ'' (Maia) تھا جس کے اصل معنی
حالی کے ہیں، خوشحالی کی اس دیوی ''مائی آ'' کو گابھن سورنی (مادہ سور) کی بلی اور
ٹ دی جاتی تھی جس کی وجہ سے یہ مہینہ بھی رومی مذہب میں بزرگ و محترم سمجھا جاتا
نسبت سے اسے مئی (مائی) کہتے ہیں۔ (وبیسٹر انسائیکلوپیڈک آف)

جون کی وجہ تسمیہ

(Juno) کے نام پر رکھا ہوا یہ مہینہ خاص طور پر نوجوانوں کا مہینہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ ''جونی اس'' لاطینی لفظ جوئےنس (Juveinis) سے بنایا گیا ہے جس کے معنی نوعمر اور نوجوان کے آتے ہیں یہ جونو (Juno) دیوی ان عورتوں کی نگراں اور محافظ مانی جاتی تھی جن سے جنگ کے بعد لوٹنے والے فوجی شادی کرتے تھے۔

(وبیسٹر انسائیکلوپیڈک آف)

جولائی کی وجہ تسمیہ

یہ نام روم کے مشہور بادشاہ ''جواس سی زر'' (Julius,caesar) کی نسبت سے رکھا گیا ہے جس کی پیدائش اسی مہینہ میں ہوئی تھی، پہلے کچھ دنوں تک اس مہینہ کا نام ''جولی اس'' ہی رہا پھر جولائی ہوئی۔ (ایضاً)

اگست کی وجہ تسمیہ

یہ روم کے ایک دوسرے بادشاہ آگس ٹیس (Aug Ustus) کی نسبت سے رکھا گیا ہے داڑھی منڈا کر مردانہ صورت کو زنانی صورت بنا لینے کا خلاف فطرت طریقہ اسی بادشاہ کی بدترین یادگار ہے۔ (وبیسٹر انسائیکلوپیڈک آف انگلش لینگویج)

ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر

ان چار مہینوں کے نام صرف گنتی بتاتے ہیں یعنی ساتواں آٹھواں، نواں، دسواں چونکہ قدیم کلینڈر میں دس ہی مہینے ہوتے تھے اس لیے ان کے یہ نام اسی حساب سے رکھے گئے تھے، ان ناموں میں تو کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اوپر کے آٹھ نام شرک کی یادگار ہیں، جو ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہیں۔

قصیدہ کی وجہ تسمیہ

قصیدہ عربی میں دلدار یا گاڑھے گودے کو کہتے ہیں چونکہ قصیدہ میں شاعر کو انتہائی
صرف کر کے اس کا نچوڑ پیش کرنا ہوتا ہے اس لیے اس کا یہ نام پڑا۔
بعض علماء کے نزدیک قصیدہ قصد سے بنا ہے بمعنی ''ارادہ'' چونکہ شاعر ارادہ کر کے
خاص موضوع پر پوری توجہ کے ساتھ فکر شعر کرتا ہے اس لیے اس صنف کے شعر کا نام
ہ پڑا، اور اصطلاح میں قصیدہ اس صنف نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی کی مدح یا مذمت
ائے۔ (انٹرمیڈیٹ اردو)

مرثیہ کی وجہ تسمیہ

مرثیہ لفظ رثا سے بنا ہے جس کے معنی ہیں رونا، ماتم کرنا، اصلاً مرثیہ سے مراد ایسی
وتی ہے جس میں کسی مرنے والے کے اوصاف بیان کر کے اس کی موت پر رنج وغم کا
کیا جائے چونکہ اس میں مرنے والے کے ہی اوصاف بیان کیئے جاتے ہیں اس لیے
مرثیہ کہتے ہیں۔ (انٹرمیڈیٹ اردو)

قلب کی وجہ تسمیہ

قلبٌ مصدر بمعنی الٹنا پلٹنا موڑ دینا پھیر دینا قلب کو قلب اسی لیے کہتے ہیں کہ تا
حیات اس میں بھی حرکت اور الٹ پلٹ رہتی ہے اس کی جمع قلوب ہے۔
(لغات القرآن ۵/۱۰۶)

مال کی وجہ تسمیہ

ٹیڑھا ہو گیا، مال کو مال کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مال ایک طرف سے مڑتا اور دوسرے کی طرف کو جھکتا ہے، یا اس لیے کہ مال میں میلان ہے یعنی زوال ہے، یا اس وجہ سے کہ لوگوں کی خواہشات اور طبائع کا میلان اس کی طرف ہوتا ہے۔ (لغات القرآن ۵/۲۶۸)

سفینہ (کشتی) کی وجہ تسمیہ

سفینة کشتی جہاز سَفْنٌ سے جس کے معنی پوست اکھیڑنے اور کسی شئ کو اوپر سے چھیلنے کے ہیں، بروزن **فعلیة** بمعنی **فاعلة** ہے، چونکہ کشتی سطحِ آب کو چیرتی جاتی ہے اس لیے اس کا نام سفینہ ہوا، جمع اس کی **سفائن** اور **سفنٌ**۔ (لغات القرآن ۳/۲۱۰)

کُشتی کی وجہ تسمیہ

اصل اس لفظ کا سین مہملہ ہے جو کُستن بمعنی کوٹنے سے لیا گیا ہے، اس لیے کہ جب دو آدمی آپس میں کشتی لڑتے ہیں تو ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ حریف کو زمین پر دے مارے، مگر رواج اس لفظ کا ان معنوں میں شین (نقطہ دار) سے ہے۔ (لغات کشوری ص:۵۹۰)

عصاء (لاٹھی) کی وجہ تسمیہ

عصاء بمعنی لاٹھی یہ عرب کے محاورے ''**عصوتُ القوم اعصوهم**'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی لوگوں کو جمع کرنے کے ہیں، عصاء کو عصاء اس لیے کہتے ہیں کہ اس پر ہاتھ اور انگلیاں دونوں مجتمع ہو جاتی ہیں، یہی اصمعی نے بعض بصریوں سے نقل کیا ہے اور کہا کہ یہ مد کے ساتھ درست نہیں اور نہ تاء کا اس پر داخل کرنا صحیح ہے۔

(لغات القرآن ۴/۳۱۷)

سنیما کی وجہ تسمیہ

سنیما (Cinema) ایگ انگریزی لفظ ہے جس کے معنی اردو میں ''متحرک
یر'' ہیں، چونکہ اس میں بھی ایسی متحرک تصاویر دکھائی جاتی ہیں اس لیے اس کو سینما
ہیں۔ (سنیما بینی اور اس کی تباہ کاریاں ص:۲۳)

تنور کی وجہ تسمیہ

تنور یہ لفظ عبرانی یا سریانی زبان کا ہے اور مرکب ہے تن کے معنی ہیں، دھواں اور
کے معنی آگ پس تنور کے معنی ہیں، آگ کا چولھا۔ (نصر الباری ۹/۲۸۵)

دینار کی وجہ تسمیہ

ابن ابی حاتم میں حضرت مالک بن دینارؒ کا قول مروی ہے کہ دینار کو اس لیے دینار
ہیں کہ وہ دین یعنی ایمان بھی ہے اور نار یعنی آگ بھی ہے۔
مطلب یہ ہے کہ حق کے ساتھ لو، تو دین ہے، ناحق طریقے پر لو تو نار یعنی آتشِ
خ ہے۔ (بکھرے موتی ۵/۵۱، بحوالہ تفسیر ابن کثیرؒ: ۱/۴۲۲)

صور کی وجہ تسمیہ

صور بالضم بمعنی شاخ ہے، نیز وہ چیز جس کو حضرت اسرافیل علیہ السلام خلق کو
نے اور جلانے کے لیے پھونکیں گے، کلبی نے کہا ہے مجھے نہیں معلوم کہ صور کیا ہے، نیز
کیا جاتا ہے کہ صور صورۃ کی جمع ہے جس کے معنی پیکر (تپلے کے ہیں) جیسے کہ بسرۃٌ
رٌ ہیں، یعنی مردوں کے پیکروں میں روحیں پھونکی جائیں گی۔

(لغات القرآن ۴/۴۶)

مجنوں کی وجہ تسمیہ

عرب میں قیس نامی ایک آدمی تھا اس کو کسی خاتون سے تعلق ہوگیا، اگر چہ وہ خاتون رات کی طرح کالی تھی اور اس کے ماں باپ نے بھی اس کا نام لیلیٰ رکھ دیا تھا لیکن قیس اس کی محبت میں دیوانہ ہوگیا۔

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا سیدنا حسینؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کی آپس میں صلح ہوئی حضرت حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا، اگلے دن حضرت حسنؓ نے فرمایا قیس یہ میں نے اچھا کیا ہے ناں؟ کہ حکومت میں نے انہی کے سپرد کردی ہے جو اس کے زیادہ اہل تھے، قیس خاموش رہا انھوں نے پھر پوچھا قیس تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ قیس کہنے لگا جی سچی بات تو یہ ہے کہ حکومت لیلیٰ کو سجتی ہے، یہ سن کر سیدنا حسنؓ نے فرمایا انت مجنون (تو پاگل ہے) اس وقت سے اس کا نام مجنون پڑ گیا، اس کا یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ اس کے اصل نام سے بہت سے لوگ ناواقف ہیں۔ (بکھرے موتی ۵/۲۴۱)

لفظ خرافات کی تحقیق اور وجہ تسمیہ

خرف بفتحتین عمر زیادہ ہوجانے کی وجہ سے عقل کی خرابی کو کہتے ہیں یہ باب ضرب سے آتا ہے، اور خرافہ قبیلہ عذرہ کے ایک شخص کا نام ہے جس کو جن اٹھالے گئے تھے تو اس حالت میں اس نے جو کچھ دیکھا تھا اس کو بیان کیا کرتا تھا اور لوگ اس کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے یہ خرافہ کی بات ہے، شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ مفقود اور غائب شخص کا نام خرافہ تھا جنات کے پاس سے واپسی کے بعد وہ ان کی عجیب وغریب چیزیں بیان کرتا

باتوں کے سننے کے وقت ضرب المثل بن گیا، جن کی صحت معلوم نہ ہوئی (اسی خرافہ ع خرافات بنالی گئی) خرافات ہر وہ چیز ہے جس کی صحت کی کوئی اصل نہ ہو، وہ اس سے ماخوذ ہے، اس کا قصہ حواشی الزیلعی جزء ثالث صفحہ: ۳۱۱ پر مذکور ہے۔ بداع فی مضار الابتداع یعنی سنت وبدعت، ص:۶۱۸)

غراب (کوّا) کی وجہ تسمیہ

غـراب **غَـرْبٌ** سے ہے جس کے معنی تیزی کے ہیں، اور کوّا چالاک پرندہ ہوتا لبًا اسی وجہ سے اس کو غراب کہا گیا ہے، مثل مشہور ہے: **فلان احذر من الغراب** شخص کوے سے زیادہ چالاک ہے)۔

ممکن ہے کہ وجہ تسمیہ یہ ہو کہ کوے کی آواز سے کسی مسافر یا مہمان کے آنے کا لیا جاتا ہے اور غریب اجنبی مسافر کو کہتے ہیں۔ (لغات القرآن ۱۲/۵)

صارخ (مرغ) کی وجہ تسمیہ

لفظ صارخ باب نصر سے بمعنی چیخنا چلانا مرغ کو صارخ اس لیے کہتے ہیں کہ رات ت زیادہ بولتا اور چلاتا ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت یہ بولتا یہ رات کا تقریباً چھٹا حصہ ہوتا ہے۔ (حیاۃ الحیوان ۳/۳۳)

عصفور (چڑیا) کی وجہ تسمیہ

حمزہ نے بیان کیا کہ چڑیا کو عصفور اس لیے کہتے ہیں کہ اس نے نافرمانی کی اور ک گئی، لہٰذا عصیٰ اور فرّ ا کو ملا کر عصفور بنالیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(حیاۃ الحیوان ۳/۵)

سام ابرص (گرگٹ) کی وجہ تسمیہ

سام ابرص (میم مشدد) بقول اہل لغت یہ ایک بڑی قسم کا گرگٹ ہے یہ اسم دو اسموں سے مرکب ہو کر ایک اسم بن گیا ہے۔

اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سام اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے سام یعنی زہر رکھا ہے، اسی وجہ سے اس کے جسم پر برص کے مثل داغ ہوتے ہیں، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس جانور کا خاصہ یہ ہے کہ اگر اس کو نمک کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس میں برص کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں، اس لیے اگر اس کو انسان کھائے تو برص زدہ ہو جائے۔ (حیاۃ الحیوان ۲/۴۴۴)

خُفّاش (چمگادڑ) کی وجہ تسمیہ

چمگادڑ کو خفاش اس وجہ سے کہتے ہیں کہ لفظ اخفش سے مشتق ہے جس کے معنی ضعف بصر کے ہیں کمزور نگاہ، اخفش عربی میں اس شخص کو کہتے ہیں جو پیدائشی ضعیف البصر ہو یعنی کمزور نگاہ والا، یا بعد پیدائش کسی وجہ سے اس کی بینائی کمزور ہو گئی ہو، لہٰذا لغت عامہ میں اخفش (چوندھا) اس شخص کو کہتے ہیں جس کو رات میں تو دکھائی دے مگر دن میں کچھ نظر نہ آئے، یا جس دن بادل ہوں اس دن دکھائی دے، اور سورج کی روشنی میں کچھ نظر نہ آئے، اور چونکہ چمگادڑ میں بھی یہی اوصاف پائے جاتے ہیں اس لیے اس کو بھی خفاش کہتے ہیں۔ (حیاۃ الحیوان ۲/۲۸۰)

دجاج (مرغی) کی وجہ تسمیہ

سے آنا جانا، چونکہ مرغی بھی بار بار آتی ہے اس لیے اس کو **دجاجۃ** کہا جاتا ہے۔

(انتہاب المنن فی شرح السنن ۱/۱۲۸)

ذباب (مکھی) کی وجہ تسمیہ

ذباب **ذبّ** سے ہے بمعنی بہت حرکت کرنے والا (م) مکھی کو ذباب کہنے کی وجہ
ں کثرت حرکت ہے یا یہ کہ جب بھی حرکت ہوتی تو بھاگ جاتی ہے، مخلوقات میں
سے زیادہ نادان واقع ہوئی ہے۔ (حیاۃ الحیوان ۲/۳۸۹)

سمی به لانه کلما ذب آب ای کلما طرد رجع۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص:۴۰)

العجل (گوسالہ بچھڑا) کی وجہ تسمیہ

گوسالہ بچھڑے العجل اس کی جمع عجاجیل آتی ہے بچھڑی کو عجلۃ کہتے ہیں عربی میں
ے کو عجل اس وجہ سے کہتے ہیں کہ عجل کے معنی سرعت یعنی جلدی کے ہیں، چونکہ بنی
ل نے اس کی پرستش میں عجلت سے کام لیا تھا، اس لیے اس کو عجل کہتے ہیں۔

(حیاۃ الحیوان ۳/۱۴۲)

النسر (گدھ) کی وجہ تسمیہ

گدھ کو نسر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نسر کے معنی نوچ کر کھانا اور یہ گوشت نوچ کر نگل
ہے اس لیے اس کو نسر کہتے ہیں۔ (حیاۃ الحیوان ۳/۳۹۰)

سِکّین (چاقو) کی وجہ تسمیہ

لیے ہوا کہ مذبوح کی حرکت کو زائل کر دیتی ہے۔ (لغات القرآن ۳/۲۱۹)

سلسلۃٌ (زنجیر) کی وجہ تسمیہ

سلسلہ کے معنی اصل میں ایک شئ کے دوسری شئ سے اتصال کے ہیں، زنجیر میں بھی چونکہ کڑیاں ایک دوسرے سے ملی جلی ہوتی ہیں اس لیے اس کو سِلْسِلَۃٌ کہتے ہیں۔

(لغات القرآن ۳/۲۲۴)

قریہ (گاؤں) کی وجہ تسمیہ

قریہ واحد ہے جمع اس کی قریٰ ہے بستی اور بستی کے رہنے والے **قریٌ** کے معنی جمع کرنا **قریتُ الماء فی الحوض** میں نے حوض میں پانی جمع کر دیا بستی میں بھی آدمی جمع ہوتے ہیں اس لیے قریہ کہتے ہیں۔ (لغات القرآن ۵/۹۵)

سحاب (بادل) کی وجہ تسمیہ

سحاب بادل اور ابر کو کہتے ہیں خواہ اس میں پانی ہو یا نہ ہو، اصل میں سحبٌ کے معنی کھینچنے کے ہیں، اسی سے سحاب ہے کیونکہ ہوا اس کو کھینچ کر لے چلتی ہے یا اس لیے کہ یہ پانی کو کھینچ کر لاتا ہے یا اس بنا پر کہ یہ خود اپنی روانی میں کھچتا چلا آتا ہے۔

(لغات القرآن ۳/۱۸۷)

دوست کے حروف

سلف وصالحین سے منقول ہے کہ دوست کا لفظ چار حروف سے مل کر بنا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

و: سے وفا یعنی جن کو آپس میں وفا ایسی ہو کہ زندگی بھر ساتھ نبھائیں۔

س: سے سچائی یعنی ایک دوسرے کے ساتھ سچائی کا معاملہ کریں۔

ت: سے تابعداری یعنی ہر ایک دوسرے کی بات ماننے کے لیے تیار رہے۔

(بکھرے موتی ۴۲/۵)

الفاظ تفسیر وحدیث کی وجوہِ تسمیہ

قرآن کی وجہ تسمیہ

لفظ قرآن دراصل **قرأ یقراء** سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا پھر یہ لفظ پڑھنے کے معنی میں اس لیے استعمال ہونے لگا کہ اس میں حروف اور کلمات کو جمع کیا جاتا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن ص:۴۱۱)

قراء یقراء کا مصدر **قراۃً** کے علاوہ **قرآنٌ** بھی آتا ہے، پھر عربی زبان میں کبھی کبھی مصدر کو اسم مفعول کے معنی میں استعمال کرلیا جاتا ہے، کلام اللہ کو قرآن اسی معنی میں کہا جاتا ہے یعنی پڑھی ہوئی کتاب۔ (الاتقان فی علوم القرآن ص:۵۲)

قرآن کی اور بھی بہت سی وجوہ تسمیہ بیان کی گئی ہیں زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کا یہ نام کفار عرب کی تردید میں رکھا گیا وہ کہا کرتے تھے ''**لاتسمعوا لھٰذا القرآن والغوا فیه**'' (**حٰمٓ سجدہ**) ان کفار کے علی الرغم قرآن نام رکھ کر اشارہ فرما دیا گیا کہ قرآن کریم کی دعوت کو ان اوچھے ہتھکنڈوں سے دبایا نہیں جاسکتا یہ کتاب پڑھنے کے لیے نازل ہوئی ہے اور قیامت تک پڑھی جاتی رہے گی۔ (علوم القرآن ص:۲۴)

تورات کی وجہ تسمیہ

تورات کا لفظ اگر اس کو عربی لفظ ہی مانا جائے تو یہ **توریه** سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں تعریض یعنی دوسرے پر بات ڈال کر کہنے کے ذریعہ، راز اور اصل بات کو چھپالینا (اگر تورات کو عربی لفظ مان کر اصل اس کی توریہ مانی جائے جس کے یہی معنی ہوں گے جو یہاں بیان کئے گئے تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ تورات میں اکثر اشارات ہی ہیں، جن میں

انجیل کی وجہ تسمیہ

لفظ انجیل کے معنی کے متعلق ایک قول ہے کہ اگر اس کو عربی لفظ ہی مانا جائے تو کہا
ے گا کہ یہ نجل سے بنایا گیا ہے، جس کے معنی ہیں نکلنا اسی وجہ سے بچے کو نجل کہا جاتا
کیونکہ وہ ماں کے رحم سے نکل کر آتا ہے) پھر نجل کے معنی اصل کے بھی ہیں چنانچہ
میں کہا جاتا ہے "**لعن الله انا جیله**"یعنی اس کی اصل نسل پر اللہ کی لعنت ہو۔
غرض اس کتاب کا نام انجیل رکھا گیا کیونکہ یہ عیسائی دین کی اصل ہے، ایک قول
ہے کہ یہ لفظ **نجلۃٌ** سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کشادگی اور فراخی، کیونکہ یہ کتاب
رائیل کے لیے وسعت اور کشادگی لے کر آئی تھی، اس لیے اس شریعت نے بعض
چیزوں کو ان پر حلال کر دیا جو پہلے حرام تھیں۔ (سیرت حلبیہ ۳۳/۲)

زبور کی تحقیق

زبور وہ آسمانی کتاب ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی **زبرٌ** سے جس
نی لکھنے کے ہیں بروزن **فعولٌ** ہے بمعنی مفعول یعنی جیسے رسول ہے **زُبُرٌ** جمع ہے۔
رید بغوی نے لکھا ہے کہ اصل میں **زَبُرٌ** چٹان میں کندہ کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اہل
ہر باب کو زبر بولتے ہیں وہ لوگ شاخ خرما پر لکھا کرتے تھے
علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ ہر وہ کتاب جس کی کتابت گاڑھی ہو اس کو زبور
ا تا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ زبور کتب الٰہیہ میں سے ہر وہ کتاب ہے جس
فیت دشوار ہو ارشاد ہے **وانه لفی زبر الاولین** اور یہ لکھا ہوا ہے پہلوں کی
وں میں۔ (لغات القرآن نعمانی ۱۲۹/۳)

سورہ کی وجہ تسمیہ

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورہ واحد ہے اس کی جمع **سور** بفتح الواؤ
آتی ہے نیز سورات بھی آتی ہیں، سورہ کے واو کو اگر اصلی مانا جائے تو اسکے معنی ہیں، رتبہ
مرتبہ تو چونکہ قرآنی سورتیں بھی بمنزلہ درجوں اور مرتبوں کے ہیں جن پر قاری ترقی کرتا
جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (نصر الباری ۱۸/۹)

سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ

علامہ عینیؒ نے سورہ فاتحہ کے تیرہ نام بیان کئے ہیں۔

۱- **فاتحة الکتاب**: چونکہ قرآن کریم اسی سورہ سے شروع ہوتا ہے اور بعض حضرات نے وجہ تسمیہ میں یہ کہا ہے کہ چونکہ سب سے پہلے مکمل سورہ یہی نازل ہوئی ہے اس لیے اس کو فاتحۃ الکتاب کہتے ہیں۔

۲- **اُم القرآن**: کیونکہ ام کے معنی اصل کے ہیں اور اہل عرب ہر جامع کام اور کام کی بنیاد اور اصل کو جس کی شاخیں اس کے تابع ہوں ام کہتے ہیں، چنانچہ مکہ معظّمہ کو ام القریٰ کہتے ہیں کہ کائنات عالم کی ساری زمینوں کی اصل اور مرکزی نقطہ یہی ہے یہیں سے زمین اطراف و جوانب میں پھیلائی گئی ہیں، اور یہی اصل اور منشاء ہونے کی وجہ سے اس سورہ کو ام القرآن اور اساس القرآن بھی کہتے ہیں۔

سورۂ فاتحہ کو ام القرآن کہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ ان تمام معنوں پر مشتمل ہے جو قرآن مجید میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کے امر و نہی کی بجا آوری اور اس کے وعدہ و وعید کا بیان چنانچہ سورۂ فاتحہ میں
الحمد للہ ... مالک یوم الدین تک جس میں باری تعالیٰ کی ...

اور ایاک نعبد کے ذریعہ امرونہی کی بجا آوری کا بیان ہے، اور **انعمت علیھم** سے **وعدہ** اور **غیر المغضوب علیھم و لا الضالین** سے وعید کا ذکر ہے۔ تو گویا سورۂ فاتحہ کل قرآن کو جامع اور مشتمل ہے اور جب کل قرآن کو جامع ہے تو ام القرآن کہلانے کی مستحق ہے۔

دراصل لفظ ام میں اصل ہونے کے ساتھ اس کے مرجع اور مرکز ہونے کا مفہوم ملحوظ ہوتا ہے ماں کو عربی میں اسی لیے ام کہتے ہیں، کہ وہ اولاد کی اصل اور ان کا مرجع ہوتی ہے، یعنی وہ اس کے ارد گرد رہتی ہیں، ضرورت کے وقت اس کی طرف لوٹ کر آتی ہے اور یہی لطیف حکمت ہے کہ سورۂ فاتحہ نماز میں اپنی جگہ رہتی ہے بقیہ قرآن میں سے آ آ کر لگتا رہتا ہے۔ اس لیے اس کو اساس القرآن بھی کہتے ہیں۔

سورۃ الکنز: کیونکہ کنز کے معنی وہ خزانہ اور مال ہے جو دفن کر دیا جائے یا کسی چیز کے اندر محفوظ رکھ دیا جائے، تو گویا سورۂ فاتحہ بھی ایک خزانہ ہے کیونکہ قرآن حکیم کے خزائن اسی سورہ میں رکھ دیئے گئے ہیں، نیز ایک حدیث قدسی میں ہے **فاتحة الکتاب کنز من کنوز عرشی** یعنی سورۂ فاتحہ میرے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

سورۃ الوافیه: وافیہ کے معنی ''پورا'' کے ہیں چونکہ یہ سورت نماز میں قرأت کے وقت تنصیف و تقسیم نہیں ہوتی ہے بلکہ پوری پڑھی جاتی ہے، بخلاف دوسری سورتوں کے نیز اس لیے کہ قرآن حکیم کے پورے معانی سورۂ فاتحہ میں موجود ہیں۔

سورۃ الکافیه: چونکہ یہ سورت قرآن حکیم کے سارے مضامین پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اجمالاً کفایت کرنے والی ہے اس لیے یہ کافیہ ہے۔

سورۃ الحمد: چونکہ اس سورت کے شروع میں حمد کا لفظ آیا ہے اس لیے سورۃ الحمد بھی کہتے ہیں [illegible]

۸- **سورۃ الشکر**: چونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور یہ حمد نعمت وربوبیت ورحمت کے مقابلہ میں ہے۔

۹- **سورۃ الدعا** (۱۰) **سورۃ السوال**: چونکہ اس سورت میں **اھدنا الصراط المستقیم** مستقل دعا اور اللہ تعالیٰ سے سوال ہے۔

۱۱- **سورۃ الصلوۃ**: چونکہ ہر نماز میں اس کی تلاوت ہوتی ہے۔

۱۲- **سورۃ الشافیه** اور **سورۃ الشفاء**: سورۃ الشفاء لقول النبی **صلی اللہ علیه وسلم فاتحة الکتاب شفاء من داء الا السام** یعنی سورۂ فاتحہ موت کے علاوہ تمام بیماریوں کے لیے نسخۂ شفاء ہے ایک حدیث میں ہے: **فاتحة الکتاب شفاء من کل سمّ۔**

۱۳- **سورہ سبع مثانی**: اس سورت کا نام سبع مثانی بھی ہے، وجہ تسمیہ کا حاصل یہ ہے کہ سبع مثانی مرکب ہے سبع اور مثانی سے سبع کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے اندر بالاتفاق سات آیات ہیں۔ دوسرا لفظ مثانی ہے جو مثنٰی کی جمع ہے اور مثنٰی کے معنی مکرر بار بار کی ہوئی چیز کے ہیں تو چونکہ یہ سورت نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے۔ یا اس کو مثانی اس لیے کہتے ہیں کہ اس سورت کا نزول مکرر ہوا ہے ایک مرتبہ مکہ معظّمہ میں فرضیت نماز کے وقت اور دوبارہ مدینہ منورہ میں تحویل قبلہ کے وقت اور صحیح یہ ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے اس لیے کہ اسی کے متعلق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے **ولقد اتیناک سبعاً من المثانی** اور یہ آیت مکی ہے۔ (نصر الباری ۹/۱۳،۱۴،۱۵)

سورۂ بقرہ کی وجہ تسمیہ

بقرہ کے معنی گائے کے ہیں چونکہ اس سورت میں گائے والوں کا ایک اہم واقعہ تفصیلاً آ[illegible]

سورۃ المائدہ کی وجہ تسمیہ

مائدہ کے معنی خوان چونکہ اس سورت میں اس خوان کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰؑ پر
ہوا تھا، اس سورت کا نام سورۃ العقود بھی ہے، عقود کے معنی عہد معاہدہ وغیرہ چونکہ
پہلی آیت میں ایفائے عہود کا حکم ہے، لفظ مائدہ کے معنی ہیں وہ دسترخوان جس پر
ہو، لیکن اگر دسترخوان پر کھانا موجود نہ ہو تو اس کو مائدہ نہیں کہا جائے گا جیسا کہ علامہ
بوعبیدہ سے نقل کرتے ہیں کہ مائدہ فاعلہ کے وزن پر ہے بمعنی مفعولہ جیسے **عیشة**
یہ بمعنی **مرضیہ** ہے، نیز لفظ میدہ اور مائدہ کا اطلاق نفس کھانا پر بھی آتا ہے حضرت
ؓ سے روایت ہے کہ سورۂ مائدہ ان سورتوں میں سے ہے جو اخیر میں نازل ہوئی جو
ں حلال پاؤ، اس کو حلال جانو، اور جو حرام پاؤ، اس کو حرام جانو۔

(نصر الباری ۹/۱۷۲)

سورۂ انعام کی وجہ تسمیہ

انعام جمع ہے نعم کی بمعنی چوپایہ، چونکہ اس سورت میں انعام یعنی جانوروں کے
مشرکین کی جہالتوں اور رسموں کا بیان ہے اس لیے اس سورت کا نام سورۃ الانعام

(نصر الباری)

سورۃ برأت کی وجہ تسمیہ

برأت کے معنی بری ہونا چونکہ اس سورت میں کفار سے برأت کا ذکر ہے اس لیے
سورۃ برأت کہتے ہیں، اور اس کا نام سورۂ توبہ بھی ہے چونکہ اس میں مسلمانوں کی
ول ہونے کا بیان ہے۔ (نصر الباری)

سورۃ الحجر کی وجہ تسمیہ

حجر ایک بستی کا نام ہے جو مدینہ منورہ اور شام کے درمیان واقع ہے اسی بستی میں قوم ثمود آباد تھی تو چونکہ اس سورت میں اس بستی کا ذکر ہے اس لیے یہ سورۃ اس نام سے موسوم ہوئی۔ (نصر الباری ۹/۳۲۷)

سورۃ النحل کی وجہ تسمیہ

نحل کے معنی شہد کی مکھی چونکہ اس سورت میں شہد کی مکھیوں کا ذکر قدرت کی عجیب وغریب صنعت کے بیان کے سلسلہ میں ہوا ہے۔

اس سورت کا دوسرا نام **سورۂ نِعَمْ** بھی ہے بکسر النون نعمت کی جمع ہے اس لیے کہ اس میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کا ذکر ہے۔ (نصر الباری)

اصحاب الرس کی وجہ تسمیہ

لغت میں رس کے معنی پرانے کنوئیں کے ہیں اس لیے اصحاب الرس کے معنی ہوئے کنوئیں والے۔

اس کی وجہ تسمیہ میں علماء تفسیر کے اقوال اس درجہ مختلف ہیں کہ حقیقت حال بجائے منکشف ہونے کے اور زیادہ مستور ہوگئی۔

(۱) ابن جریرؒ کی رائے یہ ہے کہ چونکہ رس کے معنی غار کے بھی آتے ہیں اس لیے اصحاب اخدود (گڑھوں والے) ہی کو اصحاب الرس بھی کہتے ہیں (لیکن یہ صحیح نہیں)۔

(۲) ابن عساکر نے تاریخ میں اپنا رجحان اس روایت کی جانب کیا ہے کہ

نے ایک پیغمبر حنظلہ بن صفوان کو مبعوث کیا تھا، انہوں نے ان میں رہ کر تبلیغ اسلام
اصحاب الرس نے کسی طرح حق کو قبول نہیں کیا اور پیغمبر خدا کو قتل کر دیا، اس پاداش
ہ سب ہلاک کر دیئے گئے۔

لیکن روایت سے یہ بات صاف نہیں ہوتی کہ ان کو کنوئیں والے کیوں کہا گیا
نسبت واقعہ کے ساتھ کیا تعلق رکھتی ہے۔

(۳) ابن ابی حاتم بروایت عبداللہ بن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ آذربیجان کے
ایک کنواں تھا یہ قصہ چونکہ اس سے تعلق رکھتا ہے اس لیے وہاں کے بسنے والوں کو
الرس کہتے ہیں، عکرمہؒ کہتے ہیں کہ اس کنوئیں کے قریب آباد قوم نے اپنے نبی کو
مذکورہ بالا کنوئیں میں ڈال کر زندہ دفن کر دیا تھا اس لیے ان کو اصحاب الرس کہا گیا۔
(تفسیر ابن کثیر سورۂ فرقان)

تفصیل کے لیے قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ ملاحظہ کیجئے۔

اصحاب الکہف والرقیم

لغت میں کہف پہاڑ کے اندر وسیع غار کو کہتے ہیں، مگر رقیم کے معنی میں مفسرین کو
تردد ہے، ضحاک اور سدی جو ہر ایک تفسیری روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی
ضرور منسوب کر دیا کرتے ہیں، یہاں پر بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے متعدد
نقل کرتے ہیں۔

(۱) یہ رقم سے مشتق ہے اور رقم بمعنی مرقوم (مکتوب) ہے چونکہ بادشاہ وقت
س کی تلاشی کے بعد ان کے نام پتھر کی ایک تختی پر کندہ کر دیئے تھے، اس لیے ان کو
رقیم بھی کہا جاتا ہے، سعید بن جبیر اسی کی تائید میں ہیں، اور مفسرین کے یہاں
مشہور

(۲) یہ وادی کا نام ہے جہاں پہاڑ میں وہ غار تھا، جس میں اصحاب کہف روپوش ہوئے تھے، قتادہ عطیہ عرقی اور مجاہد بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

(۳) یہ اس پہاڑ کا نام ہے جس میں غار تھا۔

(۴) عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو یہ کہتے سنا ''ما ادری مالرقیم کتاب ام بنیان ''یعنی میں نہیں کہہ سکتا کہ رقیم سے کندہ تختی مراد ہے یا شہر مراد ہے۔

(۵) بروایت کعب احبار وہب بن منبہ حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ یہ ایلہ (عقبہ) کے قریب ایک شہر کا نام ہے یہ بلاد روم میں واقع ہے۔

تاریخ اور اثری تحقیقات کے پیش نظر یہ آخری قول ہی صحیح اور قرآن عزیز کے بیان کے مطابق ہے، اور باقی اقوال محض قیاس و تخمین پر مبنی ہیں۔ (قصص القرآن ۳/۱۷۷)

نفوس ثلاثہ

صوفیائے کرام نے بیان کیا ہے کہ نفس کے تین لقب ہیں (۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ یعنی نفس اپنی جبلت کے اعتبار سے امارۃ بالسوء ہوتا ہے یعنی انسان کو برائی کا حکم کرنے والا مگر ایمان اور عمل صالح اور عبادت و مجاہدہ سے یہ نفس لوامہ بن جاتا ہے کہ برائی اور کوتاہی پر نادم ہونے لگتا ہے، مگر برائی سے بالکلیہ انقطاع نہیں ہوتا، پھر عمل صالح میں ترقی اور قرب الٰہی کے حصول میں کوشش کرتے کرتے اگر شریعت اس کی طبیعت بن جائے تو اس نفس کا لقب مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

نفس لوامہ کی وجہ تسمیہ

ت کرنے والا چونکہ جب نفس کسی برائی میں واقع ہوتا ہے تو صاحب نفس کو نفس
ت کرتا ہے اسی لیے اس کو لوامہ کہتے ہیں۔ (لغات القرآن)

نفس امارہ کی وجہ تسمیہ

امارہ فعالہ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے مصدر اَمْـرٌ ہے باب نصر سے بمعنی بہت
ینے والا اس نفس کو امارہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ برائیوں کا حکم کرتا ہے۔
(منتخب لغات القرآن ص:۴۴۰)

سبع طول اور ذات المئین کی وجہ تسمیہ

قرآن کریم میں اولاً بڑی سورتیں ہیں پھر آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئیں ہیں،
ء کی سات سورتیں طویل ہیں، ان کو ''سبع طول'' (یعنی سات بڑی سورتیں) کہا جاتا
پھر ان سات سورتوں کے بعد گیارہ سورتیں ان کو ''ذات المئین'' کہا جاتا ہے
ان سورتوں میں تقریباً سو سو کے قریب آیات ہیں، اس لیے ان کو مئین کہتے ہیں۔
کے معنی سو کے ہیں۔ (آئینہ اصطلاحات العلوم ص:۱۱۷)

مثانی اور مفصلات کی وجہ تسمیہ

مذکورہ گیارہ سورتوں کے بعد ۲۰ سورتیں ان کو مثانی کہتے ہیں مثانی کے ایک معنی
ہونے کے بھی آتے ہیں اور ان ۲۰ سورتوں میں انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ بار بار آیا
ں لیے ان کو مثانی کہتے ہیں۔

پھر ان بیس سورتوں کے بعد سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو

لیے مفصلات[۱] سے تعبیر کرتے ہیں۔
(آئینہ اصطلاحات العلوم باب التفسیر ص:۱۱۷ بحوالہ منازل العرفان ص:۱۱۶)

کفار کے بت اور ان کی وجوہ تسمیہ

عرب کے بعض اصنام کا ذکر قرآن کریم مختلف آیتوں میں ہے جیسے لات، عزیٰ اور مناۃ کا ذکر سورۂ نجم میں بعل کا ذکر سورۂ صافات میں اور ود سواع یغوث یعوق اور نسر کا ذکر سورۂ نوح میں ہے۔

لات اور عزیٰ قریش کے دیوتا تھے مناۃ کو اوس اور خزرج سے خصوصیت تھی ود قبیلۂ کلب کا بت تھا۔ سواع کی ہذیل پرستش کرتے تھے یغوث مراد اور بنی غطیف کے قبیلوں کا دیوتا تھا یعوق ہمدان میں پجتا تھا نسر حمیر کے خاندان ذی الکلاع کا معبود تھا، بعل کی پرستش شام میں ہوتی تھی۔ (تفسیر بیضاوی)

اللات[۲] کی وجہ تسمیہ

حضرت ابن عباسؓ اور بعض دیگر راویوں سے مروی ہے کہ لات لتٌ سے مشتق ہے جس کے معنی گھولنے کے ہیں (اردو میں اسی سے لتنا یا لت کرنا بنا ہے) عرب میں ایک شخص تھا جو زمانہ حج میں ایک چٹان پر بیٹھ کر ستو گھول کر حاجیوں کو پلایا کرتا تھا اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اسی چٹان کو پوجنا شروع کر دیا اور اس کا نام لات یعنی گھولنے والا رکھا۔

---

[۱] پھر ان مفصلات کو تین قسموں میں منقسم کیا ہے ان میں سے شروع کی سورتیں لمبی ہیں اس لیے سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کو طوال مفصل کہا جاتا ہے، پھر سورۂ بروج سے لم یکن تک کو اوساط مفصل کہتے ہیں اور سورۂ لم یکن سے آخر قرآن تک کو قصار مفصل کہا جاتا ہے۔ (حاشیہ ہدایہ ۱/۱۱۹)

لیکن اس بیان سے علاوہ اس کے کہ یہ ایک غیر معقول توجیہہ ہے یہ لازم آتا ہے
(بالتخفیف) کے بجائے لات (تشدید کے ساتھ) ہو اور یہ قراۃ متواترہ کے خلاف
...یاقوت نے معجم میں اس کو لیت سے مشتق کیا ہے، جس کے معنی پھیرنے کے ہیں،
یعنی مصیبتوں کا پھیرنے والا لیکن اس اصول پر اس کو لائت ہونا چاہئے اور ان
...ں نظریوں پر یہ اعتراض لازم آتا ہے۔ کہ اس حالت میں تائے اصلی ہو اور تائے
...ث نہ ہو حالانکہ یہ مونث ہے۔ (ارض القرآن ص:۴۱۶)

العزیٰ[1] کی وجہ تسمیہ

یہ **عزّ** سے مشتق ہے جس کے معنی غلبہ کے ہیں عز کا اسم تفضیل مؤنث **عُزیٰ**
...ی بہت غالب آنے والی دیبی۔

عجب نہیں کہ یہ قریش اور ان کے ہم نسب قبائل کی لڑائی کی دیبی ہو اور غالبًا یہی
...ہے کہ جنگ احد میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور وہ کوہِ احد پر چڑھ گئے تو ابو
...ن نے دامن کوہ میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کو خطاب کر کے عزیٰ کی جے پکاری تھی،
...**ا العزی ولا عزی لکم** ہماری طرف عزیٰ ہے تمہاری طرف کوئی عزیٰ
...، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں فرمایا
...**مولانا ولا مولی لکم** اللہ ہمارا آقا ہے تمہارا کوئی آقا نہیں۔
(بخاری، ارض القرآن ص:۴۱۸)

مناۃ[2] کی وجہ تسمیہ

اس لفظ کا اشتقاق چند ماخذوں سے ہوسکتا ہے سب سے کمزور پہلو یہ ہے کہ وہ

...زیٰ یہ ایک درخت تھا اس کے نیچے ایک بت تھا چاروں طرف چاردیواری تھی۔ (ارض)۔

منی سے مشتق ہے جس کے معنی بہانے کے ہیں، اسی سے مکہ کے مقام منی کا نام ماخوذ ہے یعنی خون بہانے کی جگہ مناۃ شاید قربانی کا دیوتا تھا، جس کے نام سے خون بہایا جاتا ہوگا، لیکن بجز قیاس کے اس اشتقاق کی صحت کی اور کوئی دلیل نہیں یاقوت نے اس کے مختلف اشتقاقات بتائے ہیں۔

ہمارے نزدیک ان میں سے سب سے صحیح یہ ہے کہ وہ منا سے مشتق ہے اس کے معنی تقدیر کے ہیں اور اس کے معنی ثانی موت کے ہیں۔ صاحب لسان العرب نے بتایا ہے کہ اس میں ۃ لفظ علامت تانیث کے لیے ہے، گویا مناۃ تقدیر اور موت کی دیبی تھی نبطی کتبات میں یہی منات منوت کی صورت میں ہے، قرآن مجید میں بھی اس کا املا منوۃ ہے۔
(ارض القرآن ص:۴۱۸)

سواع[1] کی وجہ تسمیہ

اس لفظ کا مشتق منہ کلام عرب میں نہیں ملتا ممکن ہے کہ سوع سے مشتق ہو جس کے معنی زمانہ کے ہیں۔ (ارض)

یعوق[2] کی وجہ تسمیہ

عوق روکنا مضارع کا صیغہ ہے اہل یمن میں یہ بت پوجا جاتا تھا ان کے ہاں صیغہ مضارع کو بطور علم استعمال کرنے کا خاص دستور تھا چنانچہ **یعرب، یشجب، یکرب، یعفر، یهرعش، یوهیمن** وغیرہ اصلی نام کے ساتھ صفت کے طور پر مستعمل ہوئے ہیں، یعوق کے معنی روکنا ہے یعنی مصیبتوں کو روکتا ہے۔ (ارض ص:۴۱۹)

---

[1] سواع کی شکل عورت کی تھی آسمان میں مراۃ سلسلۂ ذات الکرسی وغیرہ عورت کی شکلیں ہیں۔

[2] یعوق کی صورت گھوڑے کی تھی ستاروں کی ایک شکل فرس بھی ہے عربوں کے نزدیک تو فرس حقیقۃً ان

یغوث[۱] کی وجہ تسمیہ

یہ بھی یعوق کے قاعدہ سے علم ہے، غوث (فریاد کو پہنچنا) اس کا مصدر ہے یغوث
ی فریادرسی کرنا ہے۔ (ارض القرآن)

نسر[۲] کی وجہ تسمیہ

نسر کے لغوی معنی گدھ کے ہیں اسی شکل کا ایک مجموعۂ کواکب آسمان میں ہے جس
ر کہتے ہیں نسر دیوتا کی حیثیت سے سامی قوموں میں بہت مدت سے پوجا جاتا تھا اہل
کے دیوتاؤں میں ایک نسروک تھا اب بابل میں اس دیوتا کا مجسمہ بھی نکلا ہے۔
(ارض القرآن ص:۴۱۹)

بعل[۳] کی وجہ تسمیہ

بعل کے لغوی معنی قوت کے ہیں اسی سے مجازاً آقاء کے معنی اوراس کے بعد شوہر
نی میں یہ لفظ مستعمل ہوا، چنانچہ دوسرے معنی میں یہ لفظ قرآن میں بکثرت آیا ہے
ں کا مشہور دیوتا ہبل جو قریش کا خدائے اعظم تھا اسی بعل کی تحریف ہے، عبرانی میں ھ
تحریف ہے بعل کو وہ **ھبعل** کہتے تھے عمرو بن لحی شام کے دیوتاؤں کو جب عرب لے
لا تو مکہ پہنچتے پہنچتے **ھبعل** کی صورت **ھبل** سے بدل گئی۔ (ارض القرآن)

ث کی شکل شیر کی تھی ستارہ اسد ہوگا ایک فریادرس اور مددگار کی مورت شیر سے بہتر کیا خیال کی جاسکتی ہے۔ (ارض)

سر ایک پرندہ کی شکل پر تھا نسر طائر اور واقع ستاروں کی دو مشہور شکلیں ہیں، بابل میں نسروک کی جو سنگی مورت ملی
بالکل گدھ کی شکل ہے۔ (ارض القرآن)

ہبل قریش کا معبود اعظم تھا، اس کی انسان کی مورت تھی عقیق سرخ سے بنایا گیا تھا اس کا داہنا ہاتھ ٹوٹا تھا قریش کو اسی
یں ملا تھا انہوں نے سونے کا ہاتھ بنوا کر لگایا تھا، یہودیوں کے بعل کی شکل بھی یہی تھی فرق یہ ہے کہ یہ تمام تر سونے

احادیث سے متعلق

قرآن وآل رسول کو ثقلین کہنے کی وجہ

قرآن وآل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ثقلین کیوں فرمایا، عامۂ شراح حدیث نے دو وجہ بیان فرمائی اول اس وجہ سے کہ ثقل ہر نفیس اور عمدہ شی کو کہتے ہیں، اور یہ دونوں ایسے ہی ہیں کیونکہ دونوں ہی علوم لدنیہ اور اسراء وحکم علیۃ، اور احکام شرعیہ کے معدن ہیں، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اقتداء کا حکم فرمایا دوسری وجہ یہ ہے کہ دونوں کا اتباع اوران کے حقوق کی رعایت کا وجوب ثقیل ہے۔

علامہ زمخشریؒ نے کتاب الفائق میں ایک تیسرا مطلب بھی تحریر فرمایا ہے۔
فرماتے ہیں: **الثقل المتاع المحمول علی الدابة وانما للجن والانس الثقلان لانهما قطان الارض فانهما ثقلاها وقد شبه بهما الكتاب والعترة فی ان الدین یستصلح بهما ویعمر كما عمرت الدنیا بالثقلین.**

خلاصہ یہ ہے کہ ثقل اس سامان کو کہتے ہیں جو سواری پر لادا جاتا ہے اسی لیے جن وانس کو ثقلین کہتے ہیں کہ وہ زمین پر بستے ہیں تو گویا وہ زمین پر اپنا بوجھ ڈالے ہوئے ہیں، تو جس طرح یہ دنیا ثقلین سے معمور وآباد ہے اسی طرح دنیا دین وایمان قرآن وآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد اور اصلاح پذیر ہے اس مشابہت کی وجہ سے کتاب اللہ اور آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ثقلین فرمایا گیا۔

لیکن یاد رہے کہ آل سے (سادات میں سے) صرف وہ لوگ ہی مراد ہیں جو عالم کتاب اور ماہر سنت ہیں اور جو مبتدع ہیں، ان کی اتباع کا قطعاً حکم نہیں، بلکہ ابتداع سے احتراز واجب ہے۔

خبر مشہور اور خبر مستفیض کی وجہ تسمیہ

جو خبر دو سے زیادہ سندوں کے ساتھ آئے اس کو مشہور اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہر
ں کے سامنے واضح اور ظاہر و باہر ہو جاتی ہے۔

اور جو خبر دو سے زیادہ روایت سے مروی ہو اس کو مستفیض کہتے ہیں، اس لیے کہ
ض یہ ماخوذ ہے، **فاض الماء یفیض فیضا و فیوضاً فیضانا** سے جس کا معنی
انی کی روآنا، کثرت سے بہنا اور **فاض الخبر** کا معنی ہوا، خبر کا پھیلنا تو چونکہ مذکورہ
سے زیادہ لوگوں کے روایت کرنے کی وجہ سے عوام و خواص میں پھیل جاتی ہے اسی
س کو مستفیض کہا جاتا ہے۔ (تحفۃ القمرص:۵۳-۵۴)

خبر عزیز کی وجہ تسمیہ

خبر عزیز وہ خبر ہے جس کو کم از کم دو راوی روایت کریں اس سے کم کسی طبقہ میں نہ
۔عزیز اگر **عز الشئ یعُزّ عزاً و عزارة** (باب ضرب) سے ماخوذ ہے، تو اس کا
ہے کمیاب۔ اس معنی کے اعتبار سے اس کو عزیز اس لیے کہتے ہیں۔ کہ وہ دوسری
یث کے مقابلہ میں کمیاب اور قلیل الوجود ہے۔

(۲) اور اگر یہ **عز الشئ یعُزّ عزاً و عزازة باب فتح و سمع** سے ماخوذ
اس کا معنی ہے قوی و مضبوط اس لحاظ سے اس کا نام عزیز رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ دوسری
سے آنے کی وجہ سے وہ قوی و مضبوط ہو جاتی ہے۔ (تحفۃ القمرص:۵۸)

وسمی بذلک اما لقلة وجوده و اما لکونه عزای قوی لمجیئه من
ں آخر. (نزہۃ النظر)

فرد مطلق اور فرد نسبی کی وجہ تسمیہ

مطلق کا معنی ہے قید کا نہ ہونا تو چونکہ فرد مطلق میں تفرد سند اور متن کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ہے، اس لیے اس کو فرد مطلق کہا جاتا ہے اور فرد نسبی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں تفرد شخص معین کے اعتبار سے ہوتا ہے اس لیے اس کو فرد نسبی کہا جاتا ہے۔ (تحفۃ القمرص:۹۰)

مخضرمین کی تعریف مع وجہ تسمیہ

مخضرمین وہ تابعی ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں پایا ہو مگر بحالت ایمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ان کو نہ ہوا ہو، برابر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بالکل بھی نہ ہوا ہو یا کفر کی حالت میں ہوا ہو۔

وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ یہ عرب کے قول "**لحم مخضرم**" یہ ماخوذ ہے اس کا معنی ہے ایسا گوشت جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ مذکر کا ہے یا مؤنث کا تو جس طرح مخضرم اس گوشت کو کہا جاتا ہے جو مذکر اور مؤنث دونوں کے گوشت کے درمیان متردد ہو، اسی طرح مخضرمین میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو طبقۂ صحابہ اور طبقہ تابعین کے درمیان متردد ہوں۔

(۲) بعض کا قول ہے کہ یہ **حَضْرَمَ** بمعنی **قَطَعَ** کا اسم مفعول ہے اس کا معنی ہے وہ لوگ جو اپنے ہم مثلوں سے کاٹ دے گئے ہوں تو چونکہ یہ حضرات صحابہ کے معاصر ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے اور طبقہ صحابہ سے کاٹ دیئے گئے اس لیے ان کو اس لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(۳) بعض حضرات نے کہا کہ یہ اسم فاعل ہے اور اس کا معنی ہے **الذین قطعوا اذان الابل** یعنی وہ لوگ جنہوں نے اونٹ کے کان کاٹ دیئے ہوں چونکہ ابتداء

کہ ان پر حملہ کرنے والوں کے لیے ان کے مسلمان ہونے پر علامت رہے اس لیے
ں نام سے موسوم ہوئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول وثانی صورت میں راء کا فتحہ ہے اور ثالث صورت میں راء کا
ہ ہے۔ (تحفۃ بالقمرص:۳۶۵)

روایت اقران کی وجہ تسمیہ

روایت اقران یہ ہے کہ ایک قرین دوسرے سے روایت کرے خواہ دوسرا بھی اس
روایت کرے یا نہ کرے۔

چونکہ اس کے اندر راوی اپنے قرین یعنی ہم عصر سے روایت کرتا ہے اس لیے اس
ایت اقران کہا جاتا ہے۔ (تحفۃ القمرص:۴۰۱)

ملائکہ، انبیاء اور اصحابِ نبی ﷺ وغیرہ کے نام والقاب کی وجوہِ تسمیہ

جبرئیل کی وجہ تسمیہ

علامہ ابوحیان کا بیان ہے کہ جبرئیل عجمی لفظ ہے جو علمیت اور عجمہ کی بنا پر غیر منصرف ہے اور ان لوگوں نے بڑی دور کی کہی ہے جو اس طرف گئے کہ وہ جبروت اللہ سے مشتق ہے یا اس طرف کہ وہ مرکب اضافی ہے، نیز جس نے یہ کہا کہ جبر بندہ اور ائیل اللہ دونوں سے مل کر بنا ہے اور حضر موت کی طرح سے مرکب امتزاجی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں ''یہ اگر چہ سریانی لفظ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے عربی زبان میں موافقت واقع ہوگئی ہے۔

کیونکہ جبر کے معنی بگڑی ہوئی چیز کی اصلاح کے ہیں اور جبرئیل بھی وحی پر مقرر ہیں جس کے ذریعہ اصلاح عام حاصل ہوتی ہے۔ (فتح الباری ۶/۲۱۷)

تفسیر ابن جریر میں جبریل کے معنی کے متعلق سلف سے حسب ذیل اقوال مروی ہیں، عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جبریل کے معنی عبداللہ میکائیل کے معنی عبیداللہ، جس اسم میں ایل ہو اس کے معنی اللہ کے بندگی کرنے والے کے ہیں، عکرمہ کے نزدیک جبر کے معنی عبد (بندہ) اور ایل کے معنی اللہ ہے، عبداللہ بن الحارث البصری فرماتے ہیں کہ عبرانی میں ایل اللہ کو کہتے ہیں۔

آدم کی وجہ تسمیہ

حافظ ابن حجر مکی کی رائے یہ ہے کہ آدم سریانی نام ہے اور بائبل میں الف کے مد
ل کے طول کے ساتھ پڑھا جاتا ہے یعنی آدام۔

اور علامہ جوہریؒ اور جوالیقیؒ کہتے ہیں کہ یہ عربی نام ہے چونکہ عبرانی زبان میں
م مٹی کو کہتے ہیں اور حضرت آدمؑ کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اس لیے آدم یا آدام نام
یا۔

بعض کا خیال ہے کہ آدم اُدمۃ سے ماخوذ ہے اس لیے کہ وہ **ادیم الارض** یعنی
زمین سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ادمت بمعنی خلطت سے
ہے اور چونکہ ان کا خمیر پانی اور مٹی کو ملا کر اور خلط ملط کر کے بنایا گیا ہے اس لیے اس
ت سے ان کو آدم کہا گیا۔

(قصص القرآن، ۳۱/۱، مولفہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، لغات القرآن ۵۶/۱،)

حوّا کی وجہ تسمیہ

حوّا نام اس لیے پڑا کہ وہ ہر انسانِ حیّ (زندہ انسان) کی ماں ہیں، اور مبالغہ کا
بنا کر ان کا نام رکھ دیا گیا۔ (فتح الباری، قصص القرآن ۳۶/۱)

نوحؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ کی وجوہ تسمیہ

(۱) نوح کے معنی آرام کے ہیں، باپ نے ان کو آرام وراحت کا موجب قرار دیا۔

(۲) یحییٰ کے معنی عمر دراز بڑھے ماں باپ کی، بہترین آرزوؤں کا ترجمان ہے۔

(۳) عیسیٰ کے معنی سرخ رنگ چہرہ گل گوں کی وجہ سے یہ نام تجویز ہوا۔

حضرت ابراہیم کو حنیف کہنے کی وجہ

حنیف کے معنی لغت میں **المائل عن الباطل الی الحق** یعنی جو باطل سے اعراض کر کے حق کی طرف متوجہ ہو جائے، حضرت ابراہیمؑ کو حنیف اس وجہ سے کہتے ہیں یہ بتوں کی عبادت چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ۳۹/۱)

حضرت یعقوبؑ کی وجہ تسمیہ

یعقوب کے معنی پیچھے آنے والا، یہ اپنے بھائی عیصو کے ساتھ توأم پیدا ہوئے تھے۔ (والتفصیل فی معجم البلدان ۴۴۳/۴ بیروت)

حضرت یعقوب کو اسرائیل کہنے کی وجہ

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی والدہ کے حکم سے اپنے ماموں کے یہاں جانے لگے، تو اس سفر میں آپ رات کو چلے، اور دن میں کہیں چھپ جاتے ہیں، اس وجہ سے آپ کو اسرائیل کہا جاتا ہے، اسراء کے معنی رات کو چلنے کے ہیں، اور ایل کے معنی دوست آپ نے چونکہ رات کا سفر اختیار فرمایا تھا اس وجہ سے ''رات کے سفر کا دوست'' آپ کا نام رکھا گیا۔ (تاریخ طبری ص:۲۲۶ حصہ الف)

لفظ شعیبؑ کی تحقیق و وجہ تسمیہ

شعیب علیہ السلام مشہور پیغمبر ہیں صنعانی نے کہا کہ عربی نام ہے ممکن ہے کہ شعیب شعب کی تصغیر ہو یا اشعب (بہت چوڑے سینہ والا) کی جس طرح کہ اہل عرب

امام راغب لکھتے ہیں کہ شعیب یا تو شعب مصدر کی تصغیر ہے (جس کے معنی فراہم
نے اور پراگندہ کرنے کے ہیں) اور یا شَـعْـبٌ اسم کی تصغیر ہے جس کے معنی بڑے
کے آتے ہیں اور یا شِـعْـبٌ (جس کے معنی پہاڑ کی گھاٹی کے ہیں، بعض لوگوں نے
کہ اسے مصغر بتانا غلط ہے کیونکہ انبیاء کے ناموں کی تصغیر جائز نہیں ہے لیکن یہ امر
بحث ہے کیونکہ یہ حکم نام کے وضع ہوجانے کے بعد ہے نہ کہ نام رکھتے وقت۔ علاوہ
مختار یہ ہے کہ یہ اسم مرتجل[1] ہے اور اس طرح اس کی وضع عمل میں آئی ہے۔
(لغات القرآن ۳/۲۸۱، روح المعانی)

لفظ ادریس کی تحقیق و وجہ تسمیہ

لفظ ادریسؑ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ لفظ سریانی ہے یا عربی، عربی
نے کی صورت میں اس کا اشتقاق ''دراست'' سے ہے، جس کے معنی پڑھنے اور یاد
نے کے ہیں۔
اور حضرت ادریسؑ صحف الٰہیہ کا مطالعہ اور درس کا بڑا اہتمام کرتے تھے، اس لیے آپ
ریس کہا گیا لیکن زمخشری نے کشاف میں اور مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں
ح کی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور دراست سے اس کا اشتقاق بنانا محض وہم ہے صحیح نہیں۔
زمخشری کہتے ہیں کہ اگر ادریس کو بروزن افعیلٌ درسٌ سے مشتق مانا جائے تو
منصرف ہونا چاہئے کیونکہ اس صورت میں اس میں صرف ایک سبب یعنی علمیت باقی
ہے حالانکہ یہ منصرف نہیں بلکہ غیر منصرف ہے لہٰذا اس کا غیر منصرف ہونا اس کی
کی دلیل ہے۔
زمخشری نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے ادریس جس زبان کا لفظ ہو اس

زبان میں اس کے معنی درس اور دراست سے ملتے جلتے ہوں جس سے راوی نے اس کو درس سے مشتق خیال کرلیا ہو۔ (تفسیر کشاف سورہ مریم، لغات القرآن ۱/۵۳)

خضرؑ کی وجہ تسمیہ

خضر کے معنی سرسبز و شاداب کے ہیں، اور آپ جس زمین پر تشریف فرما ہوتے وہ سرسبز ہوجاتی تھی، اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جب آپ نماز پڑھتے تو آپ کے اردگرد ہریالی (سرسبزی) پیدا ہوجاتی تھی۔ (حیاۃ الحیوان ۲/۲۲۲)

حضرت اسحاقؑ کی وجہ تسمیہ

اسحٰق اصل تلفظ کے اعتبار سے یصحق ہے یہ عبرانی لفظ ہے جس کا عربی ترجمہ یضحك (بمعنی ہنسنا ہے) ہوتا ہے۔

خدا کے فرشتوں نے جب حضرت ابراہیم کو سو برس اور حضرت سارہ کو نوے (۹۰) سال کے سن میں بیٹا ہونے کی بشارت دی تھی تو حضرت ابراہیمؑ نے اچنبھا سمجھا تھا اور حضرت سارہ کو بھی یہ سن کر ہنسی آگئی تھی، اس لیے ان کا یہ نام تجویز ہوا یا اس لیے نام رکھا گیا کہ ان کی پیدائش جو حضرت سارہ کی مسرت و شادمانی کا باعث ہوئی۔
(قصص القرآن ۱/۱۷۵)

اسماعیلؑ کی وجہ تسمیہ

اسماعیل عجمی نام ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے ''اسمع'' اور ''ایل''، جس کے معنی عبرانی زبان میں ہوتے ہیں ''میری دعا سن اے اللہ'' کہا جاتا ہے کہ یہی وہ الفاظ ہیں جو طلب فرزند کی دعا کرتے وقت حضرت ابراہیمؑ کے ورد زبان تھے، دعا قبول ہوئی تو

لیکن علامہ آلوسی اس کونقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں (واراہ فی غایة البعد) مجھے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے بعض نے اسماعیل کے عربی معنی ''اللہ کے مطیع'' یان کئے ہیں۔(روح المعانی ۱/۱۴۱/۳، ماخوذ از لغات القرآن ۱/۹۵)اورعبرانی میں تلفظ شماع ایل ہے۔ (قصص القرآن ۱/۱۵۸)

موسیٰ کی وجہ تسمیہ

عبرانی زبان میں ''مُو'' پانی کو اور شیٰ کا معنی درخت۔ عربی میں شین کو سین سے یا حضرت موسیٰ کو پیدائش کے بعد لکڑی کے صندوق میں بند کرکے پانی میں ڈال دیا تھا اس لیے موسیٰ نام ہوگیا۔

(قاموس، تاریخ طبری ص:۲۲۶، حصہ الف ولغات القرآن ۱/۵۷، ورحمۃ للعالمین ۳/۱۴)

حضرت حزقیلؑ نام رکھنے کی وجہ

توریت میں ہے کہ وہ یوذی کاہن کے بیٹے ہیں، ان کا نام حزقی ایل ہے عبرانی میں ایل اسم جلالت ہے اور حزقی کے معنی قدرت اور قوت کے ہیں، اس لیے عربی میں اس مرکب نام کا ترجمہ ''قدرۃ اللہ'' ہے، کہتے ہیں کہ حضرت حزقیلؑ کے والد کا ہی میں انتقال ہوگیا تھا، اور جب ان کی بعثت کا زمانہ قریب آیا توان کی والدہ بہت اور معمر ہوچکی تھیں، اس لیے اسرائیلیوں میں یہ ابن العجوز کے لقب سے مشہور ۔ (قصص القرآن، ۲/۴۰۶)

لقمان[۱] کی تحقیق

لقمُ نوالہ نگلنے کو کہتے ہیں **لقمةٌ** نگلے جانے والے نوالہ کو کہتے ہیں، **لقمٌ** راستہ کو یا راستہ کے کنارہ کو کہتے ہیں **باب افتعال** میں پہنچ کر **التقمَ** کا معنی ہوا نگل لیا، **فالتقمه الحوت** اس کو مچھلی نے نگل لیا۔

حضرت ہاجرہؓ کی وجہ تسمیہ

ہاجرہ اصل میں عبرانی لفظ ہاغار ہے جس کے معنی بیگانہ اور اجنبی کے ہیں، ان کا وطن چونکہ مصر تھا اس لیے یہ نام پڑ گیا۔(ارض القرآن)

لیکن اسی اصول کے پیش نظر زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ہاغار کے معنی جدا ہونے والے کے ہیں، اور عربی میں ہاجر کے معنی بھی یہی ہیں یہ چونکہ اپنے وطن مصر سے جدا ہوکر یا ہجرت کرکے حضرت ابراہیمؑ کے شریک حیات اور حضرت سارہ کی خدمت گذار بنیں۔ اس لیے ہاجرہ کہلائیں۔(قصص القرآن ۱/۲۱۳)

لفظ محمد اور احمد کی وجہ تسمیہ

لفظ محمد اور احمد دونوں کا اصل مادہ حمد ہے، حمد اصل میں کسی کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور کمالات اصلیہ اور فضائل حقیقہ اور محاسن واقعیہ کو محبت اور عظمت کے

[۱] یہ لقمان کون تھے اس بارے میں اختلاف ہے محمد ابن اسحاق نے کہا کہ لقمان بن باعور بن تارخ یعنی آزر (والد ابراہیم) وہب بن منبہ نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے، مقاتل نے کہا کہ حضرت ایوب کی خالہ کے بیٹے تھے، واقدی نے کہا کہ حضرت داؤد سے پہلے بنی اسرائیل کے قاضی تھے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون تھے، صحیح تحقیق کسی یقینی نتیجہ پر نہیں پہنچی، کوئی بھی تھے، تھے مگر موحد گر دانشمند ستھری نظر رکھنے والے سلف میں سے عکرمہ کے علاوہ کوئی حضرت لقمان کو نبی نہیں کہتا۔(**واللہ اعلم بالصواب علمه**

بیان کرنے کو کہتے ہیں اور تحمید جس سے محمد مشتق ہے وہ باب تفعیل کا مصدر ہے
ی وضع ہی مبالغہ اور تکرار کے لیے ہوئی ہے، لہٰذا لفظ محمد جو تحمید کا اسم مفعول ہے اس
نی یہ ہوں گے کہ وہ ذات ستودہ صفات کہ جن کے واقعی اور اصلی کمالات اور محاسن کو
اور عظمت کے ساتھ کثرت سے بار بار بیان کیا جائے اور احمد اسم تفضیل کا صیغہ ہے
کے نزدیک اسم مفعول کے معنی میں ہے اور بعض کے نزدیک اسم فاعل کے معنی میں
اسم مفعول کے معنی لیئے جائیں تو احمد کے معنی یہ ہوں گے ''سب سے زائد ستودہ''
شک مخلوق میں آپ سے زائد کوئی ستودہ نہیں اور نہ آپ سے بڑھ کر کوئی سراہا گیا۔
اسم فاعل کے معنی میں لیا جائے تو احمد کے معنی ہوں گے کہ مخلوق میں سب سے
خدا کی حمد اور ستائش کرنے والے یہ بھی نہایت صحیح اور درست ہے، دنیا میں آپ صلی
یہ وسلم نے اور آپ کی امت نے خدا کی وہ حمد وثناء کی جو کسی نے نہیں کی۔

(سیرۃ المصطفیٰ ۱/۶۴)

عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ

ان کو عبدالمطلب اس لیے کہا جاتا تھا کہ ان کے چچا مطلب جب ان کو ان کے
میں مدینے سے مکہ لے کر آئے تو ان کو انہوں نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا، اور وہ
وقت بہت خراب حال میں تھے، یعنی پھٹے پرانے کپڑوں میں تھے، چنانچہ جب بھی
ب سے کوئی پوچھتا کہ یہ کون ہیں، تو وہ کہہ دیتے کہ یہ میرا غلام ہے، وہ عبدالمطلب
علق (ان کے خراب خستہ حال کی وجہ سے) یہ کہتے ہوئے شرماتے تھے کہ یہ میرا
ہے۔ مکے پہنچ کر انہوں نے ان کی حالت سنواری اور تب یہ بتلایا کہ یہ میرا بھتیجا ہے
وقت جب بھی کوئی شخص ان کو عبدالمطلب (یعنی مطلب کا غلام) کہتا تو وہ اس کو

پہلی خبر ہی مشہور ہوگئی، اور ان کو عبدالمطلب کہا جانے لگا، (ان کا یہ نام پڑ جانے کے متعلق ایک وجہ یہ بھی بتلائی جاتی ہے کہ) چونکہ شیبہ کو ان کے چچا مطلب نے پالا تھا اور عربوں کی یہ عادت تھی کہ ایسا یتیم بچہ جس کو کوئی دوسرا شخص پرورش کرتا تھا اس کو پالنے والے کا عبد یعنی غلام کہتے تھے۔ (سیرت حلبیہ اردو، ۱/۴۸)

عبدالمطلب کو شیبۃ الحمد کہنے کی وجہ

عبدالمطلب کو شیبۃ الحمد بھی کہا جاتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ کثرت سے ان کی حمد اور تعریف کرتے تھے اس لیے کہ مصیبت کے وقت میں وہ قریش کا سہارا تھے اور تمام کاموں میں قریش ان ہی کی طرف دیکھتے تھے یہ قریش کے شرفاء میں سے تھے اور اپنے کمالات اور نیک عمل کے اعتبار سے ایسے سردار قریش تھے جن کا کوئی حریف اور مقابل نہیں تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کو شیبۃ الحمد اس لیے کہا گیا کہ جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے سر میں شیبہ یعنی سفیدی تھی (تاریخ طبری)۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ان کے سر کا درمیانی حصہ سفید تھا یا ان کو نیک فال کے طور پر شیبہ کہا گیا کہ ان کی عمر اتنی ہوگئی کہ وہ سن مکیب یعنی بڑھاپے تک پہنچیں گے۔

(سیرت حلبیہ ۱/۴۷)

عبدالمطلب کو مطعم الطیر کہنے کی وجہ

مطعم الطیر (یعنی پرندوں کو کھلانے والا) یہ عبدالمطلب کا لقب ہے اس لیے کہ عبدالمطلب مہمان نواز تھے ان کے دسترخوان پر جو کھانا بچ جاتا اس کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر ڈال دیتے تھے جس کو یہ پرندے کھا لیا کرتے تھے، اس واسطے مطعم الطیر ان کا لقب ہوگیا۔

(ذخیرہ معلومات)

ہاشم کی وجہ تسمیہ

ہاشم کو ہاشم اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کے بعد سب سے
دمی ہیں جنہوں نے ثرید کا کھانا تیار کیا، (ثرید عربوں کے ایک لذیذ کھانے کا نام
وروٹی کو سالن میں چور کر تیار کیا جاتا ہے، عربی میں ہشم کے معنی توڑنا اور چورنا
۔اور ہاشم چورنے والے کو کہا جاتا ہے۔

(زرقانی، سیرت حلبیہ ۱/۵۲، تاریخ طبری ص:۳۰)

ابوالبطحا کی وجہ تسمیہ

بطحا میں کشادگی کے معنی پائے جاتے ہیں ہاشم کو ابوالبطحا اور سید البطحا بھی کہا جاتا
یا جاتا ہے کہ ان کا دسترخوان ہمیشہ کھلا رہتا تھا، اور خوش حالی اور بدحالی کسی حالت
ی نہیں اٹھایا جاتا تھا۔ (سیرت حلبیہ ۱/۵۲)

عبدمناف کی وجہ تسمیہ

لفظ مناف اصل میں منات ہے جو ایک بت کا نام تھا، اور یہ قریش کے زبردست
میں سے ایک بت تھا، عبدمناف کی ماں نے ان کو اس بت کی غلامی میں دے دیا تھا
روایت یہ ہے کہ اس بت کے نام ہبہ کر دیا تھا۔ (سیرت حلبیہ ۱/۵۵)

ہشام بن محمد نے بیان کیا ہے کہ عبدمناف کا اصل نام مغیرہ اور لقب قمر تھا، اس کے
و جمال کی وجہ سے اسے قمر (یعنی چاند) کہتے تھے۔ (تاریخ طبری ۱/۳۱)

قصیٔ کی وجہ تسمیہ

مجمع بھی کہا جاتا ہے۔

ان کو قصیٔ اس لیے کہا جاتا تھا کہ یہ اپنے خاندان سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی نانہال یعنی بنی کلب کے مجمع میں رہنے لگے تھے۔

قصیٔ کے معنی علیحدگی اختیار کرنے کے ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان سے علیحدہ ہو کر اپنی ماں کے ساتھ بنی قضاعہ میں رہنے لگے اس لیے کہ ان کی ماں اسی خاندان یا قبیلہ کی تھیں۔ (سیرت حلبیہ ۱/۵۵)

کلاب کی وجہ تسمیہ

کلاب کلْب کی جمع ہے ابوالرقیش اعرابی سے کسی نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اپنی اولاد کے لیے کلب (کتا) ذئب (بھیڑیا) اس قسم کے بُرے نام اور اپنے غلاموں کے لیے مرزوق (رزق دیا ہوا) رباح (نفع پانے والا) اس قسم کے عمدہ نام تجویز کرتے ہو؟ ابوالرقیش اعرابی نے یہ جواب دیا کہ بیٹوں کے نام دشمنوں کے لیے اور غلاموں کے نام اپنے لیے رکھتے ہیں یعنی غلام تو اپنی خدمت کے لیے رکھے جاتے ہیں بخلاف اولاد کے وہ دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر جنگ کرتی ہے اس لیے ان کے نام یہ تجویز کئے گئے تاکہ دشمن اس قسم کے نام سنتے ہی مرعوب ہو جائے۔

کلاب کا نام حکیم یا عروہ یا مہذب تھا، علی اختلاف الاقوال کلاب شکار کے بہت شائق تھے، شکاری کتے جمع رکھتے تھے، اس لیے ان کا نام ہی کلاب پڑ گیا۔

(فتح الباری ۷/۱۲۴، سیرۃ المصطفیٰ، ۱/۲۶)

ابن مضر کو مضر الحمراء کہنے کی وجہ

نے اپنے باپ کا ترکہ تقسیم کیا یعنی نزار کا (جوان کا باپ تھا) تو مضر نے سونا لے لیا، لیے ان کو مضر الحمراء کہا گیا اور ربیعہ نے مویشی وغیرہ لے لیے، اس لیے ان کو ربیعۃ ں کہا گیا۔ (سیرت حلبیہ ۱/۷۸)

ابوبکر کی وجہ تسمیہ

علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ ابوبکر کا لقب پڑنے کی شاید وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی اچھی ت میں یکتہ وتنہا تھے (کیونکہ بکر کے معنی عمدگی اور یکتائی کے ہیں)۔

(سیرت حلبیہ ۲/۲۱۹)

حضرت ابوبکرؓ کے لقب ''عتیق'' کی وجہ

حضرت ابوبکرؓ وہ پہلے آدمی ہیں جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل چونکہ حضرت ابوبکرؓ بہت خوبصورت آدمی تھے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ن کا لقب عتیق رکھا تھا جس کے معنی خوبصورت کے ہیں۔

ادھر عتیق کے معنی آزاد کے بھی ہیں اس لیے عتیق لقب دینے کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہ وہ گناہوں اور برائیوں سے دور رہتے تھے ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ رت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف دیکھ کر یہ فرمایا تھا کہ یہ جہنم کی آگ زاد یعنی محفوظ ہیں، غرض یہ اسلام میں پہلا لقب ہے جو کسی شخص کو دیا گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی والدہ نے ان کو یہ لقب اس لیے دیا تھا کہ ان کا بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔

جب حضرت ابوبکرؓ پیدا ہوئے تو وہ ان کو لے کر کعبے کے سامنے آئیں اور کہنے

اس کے بعد ان کی اولاد میں حضرت ابوبکر ہی زندہ رہے۔ (چونکہ اس دعاء میں ان کی والدہ نے عتیق کا لفظ استعمال کیا تھا اس لیے حضرت ابوبکرؓ کا لقب عتیق ہوگیا)۔

چنانچہ ایک قول ہے کہ اسی بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ان کی والدہ جب ان کو کھلایا کرتی تھیں تو یہ کہا کرتی تھیں ''عتیق'' اور عتیق تو خوبصورت اور حسین ہوتا ہی ہے۔

علامہ ابن حجر ہیثمی نے یہ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو یہ خطاب دینے والے حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں یہ اس موقعہ کی بات ہے کہ جب کہ وہ حضرت عائشہ کے گھر پر تشریف لے گئے تھے، اور اسی دن سے یہ لقب مشہور بھی ہوا۔

اس روایت سے وہ قول غلط ثابت ہوجاتا ہے جس کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کو یہ لقب ان کی والدہ نے دیا تھا اور جس کو ان کی والدہ کی طرف نسبت حاصل ہوگئی۔ یہاں تک علامہ ہیثمی کا کلام ہے۔

اب اس قول میں یہ لفظ خاص طور پر قابل غور ہے کہ جب وہ حضرت عائشہؓ کے گھر پر تشریف لے گئے تھے جب کہ پچھلی سطروں میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ اس کے بالکل خلاف ہے۔

علامہ سہیلی نے یہ لکھا ہے کہ ایک قول ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا نام عتیق اس لیے پڑا کہ جب وہ مسلمان ہوئے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا تھا ''تم جہنم سے عتیق یعنی محفوظ ہو۔ (اسد الغابہ ۳/۳۰۰، سیرت حلبیہ ۲/۲۱۷)

حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کہنے کی وجہ

اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ نے بے

ھی بھی کسی امر میں ترش روئی سرزد نہیں ہوئی، اسلام میں جناب کا درجہ سب سے اعلیٰ ند ہے، صدیق کا لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپ نے کافروں واب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق ی۔ (ترجمہ تاریخ الخلفاء ص:۳۶)

حضرت عمرؓ کو فاروق کہنے کی وجہ

ایک یہودی اور منافق کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا، معاملہ حضور اکرم صلی اللہ لم کے پاس لایا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ سنا دیا، ق نے وہ فیصلہ نہ مانا اور یہودی کو کہا کہ عمر کے پاس چلو، وہ فیصلہ کریں گے، آخر کار ں حضرت عمرؓ کے پاس آئے معاملہ ان کے سامنے رکھا، یہودی نے حضرت عمرؓ کو حضور اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی بتلا دیا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو نہیں مانا، ت عمرؓ اندر گھر میں گئے تلوار اٹھا کر لائے اور منافق کی گردن قلم کردی اور کہا جو اللہ اور کے رسول کے فیصلہ کو نہیں مانتا اس کا یہی انجام ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کا لقب فاروق رکھا، کیونکہ آپ کے اس فعل ق و باطل میں فرق ہوگیا۔ (تفسیر خازن ۱/۳۹۷)

ذوالنورین کی وجہ تسمیہ

خثیمہ فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی اللہ وجہہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ص ہے کہ فرشتوں میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہے، اور اس کے نکاح میں

میں ہے کہ آپ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ جنت میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوں گے تو دو مرتبہ روشنیاں ہوگی۔ (تاریخ الخلفاء ص:۱۸۹)

حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ کہنے کی وجہ

اس کی دو وجہ بیان کی گئی ہیں (۱) حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کبھی اصنام (یعنی بتوں) کو سجدہ نہیں کیا، اللہ نے آپ کی پیشانی کو اصنام کے سامنے جھکنے سے محفوظ رکھا (اس لیے آپ کا چہرۂ مبارک مکرم ہے)۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ بنوامیہ میں کچھ لوگ حضرت علیؓ کو (بغض وعداوت کی وجہ سے) **سوّد اللہ وجهه** (اللہ آپ کے چہرہ کو (معاذ اللہ) سیاہ کرے) کے الفاظ سے پکارتے تھے ان کے جواب میں اہل سنت والجماعت نے کرم اللہ وجہہ (اللہ آپ کے چہرہ کو مکرم و مشرف بنائے) کہنا تجویز کیا تھا۔

(تقریر ترمذی مع شمائل ص:۱۲۵، از حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ)

حضرت علیؓ کو ابوتراب کہنے کی وجہ

بخاری نے ادب میں سہل بن سعد سے ایک روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا نام ابوتراب بہت پسند تھا کیونکہ یہ لقب آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا تھا، اس لیے کہ ایک دن آپ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوکر مسجد میں آکر لیٹ گئے تھے، آپ کے بدن پر کچھ مٹی لگ گئی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے بدن پر جو مٹی لگ گئی تھی اسے جھاڑتے ہوئے فرمایا ابوتراب (مٹی کے باپ) اٹھو۔ (تاریخ الخلفاء ص:۲۱۳)

ابو ہریرہؓ کی وجہ تسمیہ

اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کنیت کس نے تجویز فرمائی، مختلف اقوال ہیں۔

اول عام لوگوں نے یہ کنیت رکھی تھی چنانچہ طبقات بن سعد میں خود ابو ہریرہؓ سے ...ں ہے کہ **قال كانت لي هريرة صغيرة فكنت اذا كانت الليل وضعتها ...جرة فاذا اصبحت اخذتها فلعبت بها فكنوني ابا هريرة.**

اسی طرح امام ترمذی نے بھی ابواب المناقب میں روایت نقل کی: **كنت ارعى ...م اهلي وكانت لي هريرة اضعها بالليل في شجرة فاذا كان النهار ...ت بها معي فلعبت فكنوني ابا هريرة.**

ان دونوں سے معلوم ہوا کہ لوگوں نے یہ کنیت تجویز فرمائی تھی۔

دوسرے یہ کنیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی تھی چنانچہ ابن عبد البر ...لاستیعاب میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کنیت تجویز فرمائی تھی اور روایت ...ی: **قال كنت احمل يوماً هرة في كمي فرأني رسول الله فقال ما هذه ...ت هرة فقال يا اباهريرة.**

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کنیت تجویز فرمائی تھی۔

تیسرے یہ کہ ان کے والد نے یہ کنیت تجویز فرمائی تھی **كما ذكره الذهبي ...انی ابا هريرة لاني كنت ارعى غنما فوجدت اولاً دهرة وحشية فلما ...رهن وسمع اصواتهن اخبرته فقال انت ابو هريرة وكان اسمي عبد ...مس.** اس سے معلوم ہوا کہ ان کے والد نے یہ کنیت تجویز فرمائی تھی۔

تطبیق: ان میں کوئی تعارض نہیں ممکن ہے کہ آپؐ نے یہ کنیت تجویز فرمائی ...ر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہو اور ان کے والد نے بھی یہ تجویز کیا ہو۔

حضرت سفینہ کی وجہ تسمیہ

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے ایک صحابی تھک گئے سامان کا بوجھ ہونے کی وجہ اور بھی زیادہ تھکن محسوس ہو رہی تھی حضرت سفینہؓ نے اس ساتھی کا سامان اپنے اوپر لا دلیا اس وقت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ لقب دیا کہ تو سفینہ (یعنی کشتی) ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال مع مشکوۃ ص:۵۹۷، اسد الغابہ ۹۴۴/۲)

حضرت آبی اللحمؓ کی وجہ تسمیہ

حضرت آبی اللحمؓ الغفاری یہ قبیلہ غفار کے ہیں ان کے نام میں اختلاف ہے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہے کہ ان کا نام عبد اللہ بن عبد الملک ہے اور کلبی نے کہا ہے کہ آبی اللحم کا نام خلف بن مالک بن عبد اللہ بن حارثہ بن غفار ہے۔

ان کو آبی اللحم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ (آبی اللحم کے معنی ہیں گوشت سے انکار کرنے والا) اور یہ چونکہ ان جانوروں کا گوشت نہ کھاتے تھے جو جانور بتوں کے نام پر ذبح کئے جاتے تھے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ بالکل گوشت نہ کھاتے تھے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۹۲/۱)

عبد اللہ ابن زبیرؓ کو ابو خبیب کہنے کی وجہ

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا لقب ابو خبیب تھا ان کا یہ لقب اس لیے پڑا کہ مدینے میں ایک شخص تھا جس کا نام خبیب تھا یہ شخص بہت لمبی نماز پڑھا کرتا تھا، اور بہت کم گفتگو کیا کرتا تھا چونکہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ خبیب نامی شخص کے مشابہ تھے، اس لیے ان کو ابو خبیب کہا جانے لگا

علامہ ابن جوزی نے حضرت عبداللہ ابن زبیر کو ابوخبیب کہنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ
للہ بن زبیر کے ایک لڑکا تھا جس کا نام خبیب تھا، اس لیے ان کو خبیب کہتے ہیں۔
علم بالصواب۔ (سیرت حلبیہ ۱/۵۲۴)

غسیل ملائکہ کی وجہ تسمیہ

یہ حضرت حنظلہؓ کا لقب ہے اس لیے کہ حضرت حنظلہؓ جب شہید ہو گئے تو ان کو
نے غسل دیا تھا۔ (ہدایہ اول باب الشہید)

سیف اللہ کی وجہ تسمیہ

سیف کے معنی تلوار یعنی اللہ کی تلوار یہ حضرت خالد بن الولیدؓ کا لقب ہے۔
ری) جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا جب کہ حضرت خالد بن الولیدؓ جنگ موتہ میں
ں کے سامنے تلوار لے کر ڈٹ گئے تھے، اس واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا
سیف اللہ رکھ دیا۔ (حاشیہ بخاری ۱/۶۷)

خاتم المہاجرین کا مصداق اور وجہ

یہ حضرت عباس کا لقب ہے اس لیے کہ انہوں نے سب سے بعد میں ہجرت کی
(ذخیرہ معلومات ۱/۵۸، بحوالہ ابن اثیر ۲/۹۲)

حضرت جاریہ کو اجداری کہنے کی وجہ

حضرت جاریہ بن احرم کلبی اجداری ان کا نام عامر بن عوف بن کنانہ ہے، اجدار
قبیلہ ہے کلبی نے کہا ہے کہ ان کو لوگ اجدار اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ جدار یعنی دیوار

شخص نے کہا کہ کس عامر کو پوچھتے ہو، عامر بن عوف بن بکر کو یا عامر اجدار کو، چنانچہ یہ لقب ان کا مشہور ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی گردن میں جدرہ (یعنی آبلہ) تھا اسی سے ان کا نام اجدار ہو گیا۔

ابونعیم نے کہا ہے کہ ان کا صحابی ہونا نبی کی زیارت سے ان کا مشرف ہونا معلوم نہیں بعض راویوں نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے امیر ابونصر ابن ماکولا نے جاریہ کے نام میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جاریہ ابن احرم صحابی ہیں ان کا شمار بصرہ والوں میں ہے۔
(اسد الغابہ ۱/۳۷۲)

حضرت زبرقانؓ کی وجہ تسمیہ

حضرت زبرقان ان کا نام حصین بن بدر بن امراء القیس ہے کنیت ابوعیاش اور بقول بعض ابوشذرہ ہے ان کو زبرقان ان کے حسن کی وجہ سے کہتے ہیں، زبرقان اصل میں چاند کو کہتے ہیں اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ زبرقان ان کو اس سبب سے کہا گیا کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک عمامہ زعفران میں رنگا ہوا باندھا تھا، اور بعض لوگوں نے کہا کہ ان کا نام قمر تھا۔ واللہ اعلم۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۲/۷۸۶)

ذوالہجرتین کا مصداق

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دو ہجرتیں کی ہیں (۱) عراق سے کوفہ کی طرف (۲) کوفہ سے ملک شام کی طرف۔
(ذخیرہ معلومات بحوالہ تفسیر کشاف ۳/۴۵۱)

ذوالشہادتین کی وجہ تسمیہ

ہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی (سواد بن الحرث المحاربی) سے ایک گھوڑا
ں کا نام المرتجز تھا) خریدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو گھر پیسے لینے گئے اتنے میں دوسرے
ں نے دام لگا دیئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے واپس آئے تو یہ دیہاتی حضور
اللہ علیہ وسلم کے خریدنے کا انکار کرنے لگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا تو نے تو یہ گھوڑا مجھ کو بیچ دیا تھا، میں
ریدلیا تھا تو اس دیہاتی نے کہا کہ آپ کے پاس اس بات پر کوئی گواہ ہے، حضور صلی
یہ وسلم نے حضرت خزیمہ کو واقعہ بتلایا تو حضرت خزیمہ نے گواہی دی بعد میں حضرت
ہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا اے خزیمہ تو تو وہاں موجود نہیں تھا، پھر تو نے
گواہی دے دی؟ حضرت خزیمہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھ کو یقین ہے کہ
جھوٹا معاملہ نہیں کرسکتے، اس وجہ سے میں نے گواہی دی، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ
نے کہا تھا **یا خزیمة انک ذو الشهادتین** یعنی اے خزیمہ تمہاری اکیلے کی گواہی
یوں کے برابر ہے۔ (اسدالغابہ، حیاۃ الحیوان ۱۵۵/۲)

ذوالجناحین کی وجہ تسمیہ

یہ حضرت جعفرؓ کا لقب ہے ان کا یہ لقب ذوالجناحین (دو بازو والا) حضور صلی اللہ
سلم نے رکھا، جس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالبؓ غزوہ موتہ میں
ے لگے، تو دشمن نے ان کے دونوں بازو کاٹ دیئے پھر بھی لڑتے رہے آخر کار شہید
ئے، ان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر کو جنت میں اڑتے
ئے دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے ان کے دو بازوؤں کی جگہ دو پر لگا دیئے
ن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔ (حاشیہ بخاری ۱۶۱/۲)

ذوالبجادین کی وجہ تسمیہ

عبداللہ ان کا لقب ذوالبجادین تھا، جس وقت یہ وفد بن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تھے، اس وقت ان کا نام عبدالعزی تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا، ان کا لقب ذوالبجادین (بمعنی دو چادر والا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب انہوں نے اپنی قوم کے نزدیک اسلام ظاہر کیا تو ان لوگوں نے ان کے کل کپڑے چھین کر ننگا کر دیا اور ایک بجاد یعنی کملی اڑھا دی پس یہ اپنی قوم سے بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے جب آنحضرتؐ کے قریب پہنچے تو اس کملی کو دو چاک کر کے ایک کا ازار بنالیا اور دوسرے کی چادر اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے پس آپ نے ان کو ذوالبجادین فرمایا، اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ان کو ان کی والدہ نے ایک کملی دے دی تھی اس کو چاک کر کے ازار اور چادر بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واللہ اعلم۔ (اسدالغابہ ۲۳۹/۳)

ذوالاذنینؓ کی وجہ تسمیہ

ذوالاذنینؓ کے معنی دو کان والا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مذاق کے طور پر ان کو ذوالاذنین کہا تھا اور نہ نہ یہ ان کا نام ہے اور نہ لقب ہے۔

(اسدالغابہ فی معرفة الصحابہ ۷۱۶/۲)

ذوالجوشن کی وجہ تسمیہ

وشن کہا جاتا ہے ان کے نام میں اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام اوس
عور ہے اور بعض کہتے ہیں شرحبیل بن اعور بن عمرو بن معاویہ ہے۔ واللہ اعلم
اب۔ (اسد الغابہ ۲/۱۷)

ذو النطاقتین کی وجہ تسمیہ

یہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ کا لقب ہے جس کا ایک خاص واقعہ ہے زمانۂ
ت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بارادۂ ہجرت مکہ سے
کی طرف روانہ ہوئے تو تین دن دشمنوں کے خوف سے غار ثور میں قیام فرمایا ان تین
ں حضرت اسماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد ابوبکرؓ کے لیے کھانے کے واسطے
یا کرتی تھیں، جس دن چلنے لگے تو حضرت اسماء گھر سے ستو کا تھیلہ لائیں مگر اس کے
نے کا تسمہ یا ڈوری (جس سے باندھا جا سکے) اس وقت موجود نہ تھی، حضرت اسماء
راً اپنا نطاق (کمر باندھنے کی ڈوری یا کمر بند) نکال کر آدھا کمر سے باندھا اور آدھا
کے تھیلہ کو باندھ دیا، اس بروقت و بامحل تدبیر کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت
ہوئے اور آپ نے اسماء کو ذو النطاقتین کہا یعنی دو نطاقوں والی چنانچہ اس کے بعد
سماءؓ کو ذو النطاقتین کے لقب سے پکارا جانے لگا۔

(تاریخ اسلام ص: ۱۳۶، و اسماء الرجال مع مشکوۃ)

ذو اللسانینؓ کی وجہ تسمیہ

حضرت ذو اللسانینؓ ان کا نام مولہ بن کنیف ہے چونکہ یہ بڑے فصیح تھے اسی وجہ
ان کو ذو اللسانین کہا جاتا ہے۔ (ذو اللسانین کے معنی دو زبان والے) یہ عبدان کا

ذو الیدین کی وجہ تسمیہ

یہ حضرت خرباقؓ کا لقب ہے یا تو یہ کنایہ ہے سخاوت سے یا حقیقۃً ان کے ہاتھ لمبے تھے **قاله السهيلي وقال الطيبي** ذو الیدین کا اصل نام عمیر ہے لقب خرباق ہے اور کنیت ابو محمد ہے۔ (معارف السنن ۳/۵۲۸)

ذو الغصہ کی وجہ تسمیہ

غصہ کے معنی (گلے میں گلٹی کا ہونا) چونکہ ان کی حلق میں ایک گلٹی تھی جس کی بنا پر بات صاف سمجھ میں نہ آتی تھی ان کا نام حصین بن یزید ہے۔ (اسد الغابہ ۲/۲۷)

ذو القرنین کی وجہ تسمیہ

وہب بن منبہ کہتے ہیں یہ ذو القرنین ایک بادشاہ تھے ان کو ذو القرنین (دو سینگوں والا) اس لیے کہا گیا کہ ان کے سر کے دونوں طرف جنگوں کی وجہ سے ہمیشہ تانبا چڑھا رہتا تھا۔

بعض اہل کتاب نے (ان کو ذو القرنین کہنے کی) وجہ یہ بتلائی ہے کہ روم اور فارس دونوں عظیم خطوں کے بادشاہ تھے، بعض حضرات نے یہ وجہ بتلائی ہے کہ حقیقت میں ان کے سر کے دونوں طرف سینگ سے ابھرے ہوئے تھے۔

اس بارے میں سفیان ثوری ابوطفیل کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے ذو القرنین کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے تھے انھوں نے اپنی قوم کو نصیحت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اس پر قوم کے لوگ ان کے دشمن ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو پھر زندہ کر دیا، اور انہوں نے اپنی قوم کو پھر اللہ تعالیٰ کی

ے،اسی وجہ سے ان کو ذوالقرنین کہا گیا،یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو ذوالقرنین اس لیے
یا کہ مشرق سے مغرب تک گئے جدھر سے سورج کا کنارہ طلوع ہوتا ہے اور جدھر
ب ہوتے ہوئے ایک کنارہ سا نظر آتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم۔

(سیرت حلبیہ ۱/۵۱۲)

اویس قرنی کو قرنی کہنے کی وجہ تسمیہ

قرن کے معنی سینگ کے ہیں القرنی،قرن کی طرف منسوب ہے اور قرن قبیلہ مراد
ک شاخ کا نام ہے،اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو قرنی کہا جاتا ہے۔

(حیوۃ الحیوان،۱/۲۹۸)

مدرکہ،طابخہ،قمع اور خندف کی وجہ تسمیہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں مدرکہ بن الیاس ہیں،مدرکہ کا اصل نام عمرو
س کی ماں خندف تھی،اس کا اصل نام لیلیٰ بنت حلوان ہے مدرکہ کے دوسرے حقیقی
عامر اور عمیر تھے،عامر طابخہ اور عمیر قمع کہلاتا ہے۔

ان چاروں (مدرکہ،طابخہ،قمع اور خندف) کی وجہ تسمیہ درج ذیل ہے۔

مدرکہ اور طابخہ نام ہونے کیوجہ یہ ہوئی کہ یہ دونوں اپنے باپ کے اونٹ چرا رہے
ھوں نے پھندے سے ایک شکار پکڑا اور دونوں بیٹھ کر اسے پکانے لگے اس اثناء میں
جانور ان پر حملہ آور ہوا جس سے وہ بدک کر بھاگے عامر نے عمرو سے کہا،اونٹ لا نے
گے یا شکار پکاؤ گے؟عامر نے کہا میں تو شکار پکاتا ہوں تو عمرو اونٹ لینے کے لیے چلا گیا
ں کو ہانک کر لے آیا،جب شام کو دونوں باپ کے پاس آئے تو انھوں نے آج کا قصہ

ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ الیاس اپنی چراگاہ میں اونٹ چرانے گیا تھا وہاں اس کے اونٹ خرگوش سے بدک کر بھاگے عمرو جا کر ان کو پکڑ لایا،اس لیے اس کا نام مدرکہ (یعنی اونٹ پانے والا) اور عامر نے خرگوش کو پکڑ کر پکایا اس لیے اس کا نام طابخہ (یعنی پکانے والا) ہوا،مگر عمر کاہلی سے خیمہ میں بیٹھا رہا باہر نہیں آیا۔اس لیے اس کا نام قمع ہوا۔

ان کی ماں بڑی ادا سے چلتی ہوئی باہر آئی الیاس نے کہا اس چال سے کہاں چلیں؟اس وجہ اس کا نام خندف (بمعنی ایک خاص قسم کی چال) ہوگیا۔

قصی بن کلاب نے اپنے نسب کے اظہار میں یہ مصرع کہا ہے:

امهتی خندف و الیاس ابی

ترجمہ: میری ماں خندف اور میرا باپ الیاس ہے۔

الیاس نے اپنے بیٹے عمرو سے کہا"**انک قد ادرکت ما طلبت**"تو نے جو چیز طلب کی اسے پا لیا،اس لیے مدرکہ نام ہوا،عامر سے کہا **وانت قد انضجت ما طبخت** اور تو نے جو پکایا وہ اچھی طرح پک گیا اس لیے اس کا نام طابخہ ہوا،اور عمیر سے کہا **وانت قد اسأت و انقمعت** تو نے برا کیا اور نکما بن گیا۔اس لیے اس کا نام قمع ہوا۔

(تاریخ طبری ۱/۴۱)

ابولہب کی وجہ تسمیہ

عبدالعزی کو ابولہب اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ بے انتہا حسین اور خوبصورت آدمی تھا (لہب عربی میں آگ کے شعلے کو کہتے ہیں) وہ اتنا حسین تھا کہ گویا اس کے چہرے اس کی پیشانی اور اس کے رخساروں سے حسن کے شعلے نکلتے تھے،اگرچہ بعض مورخوں نے ابولہب لقب کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ اس کے لڑکے عقیر الاسد یا اس کے علاوہ کسی دوسرے لڑکے کا نام لہب تھا اس لیے اس کو ابولہب یعنی لہب کا باپ کہا جانے لگا۔

قریش کی وجہ تسمیہ

قریش ایک بحری جانور کا نام ہے جو اپنی قوت کی وجہ سے سب جانوروں پر غالب
ہے، وہ جس جانور کو چاہتا ہے کھالیتا ہے مگر اس کو کوئی نہیں کھا سکتا۔ اس طرح قریش
پنی شجاعت اور بہادری کی وجہ سے سب پر غالب رہتے ہیں، کسی سے مغلوب نہیں
نے ،اس لیے قریش کے نام سے موسوم ہوئے۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباسؓ حضرت معاویہؓ کے
شریف لے گئے، عمرو بن العاصؓ بھی موجود تھے، عمرو بن العاصؓ نے ابن عباسؓ سے
ب ہو کر کہا کہ قریش کا گمان یہ ہے کہ قریش میں تم ہی سب سے بڑے عالم ہو، بھلا
ں کی وجہ تسمیہ تو بیان کرو کہ قریش کو قریش کیوں کہتے ہیں؟ ابن عباسؓ نے قریش کی
یہ بیان فرمائی، جو ابھی نقل کی گئی عمرو بن العاصؓ نے فرمایا اچھا اگر اس بارے میں
شعر یاد ہو تو سناؤ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ شمرخ بن عمرو حمیری کہتا ہے

یش هی التی تكن البحر — بها سميت قريشٌ قريشا
الغث والسمين ولا تترك — لذی الجناحين ريشا
ذا فی البلاد حی قريش — يا كلون البلاد اكلا كميشا
م اخر الزمان نبی — يكثر القتل فيهمو والخموشا

یش ایک جانور ہے جو دریا میں رہتا ہے اسی کے نام پر قبیلۂ قریش کا نام رکھ دیا گیا۔
وہ جانور جو پتلے دبلے اور موٹے جانور کو کھا جاتا ہے پر تک نہیں چھوڑتا۔
اسی طرح قبیلۂ قریش شہروں کو سرعت کے ساتھ کھا جاتا ہے۔
یلہ قریش میں سے (اخیر زمانہ میں ایک نبی ظاہر ہوگا جو خدا کے نافرمانوں کو کثرت

اشعری کی وجہ تسمیہ

اشعریین یمن کا ایک معزز اور بہت بڑا قبیلہ ہے جو اپنے جد امجد اشعر کی طرف منسوب ہے۔

اشعر کو اشعر اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے بدن پر بال بکثرت تھے اور اشعر صیغہ صفت ہے شعر (بمعنی بال) سے مشتق ہے جس کے معنی کثیر الشعر کے ہیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ ۳/۱۱۵)

بربروں کی وجہ تسمیہ

ہشام بن محمد کا خیال ہے کہ یوشع علیہ السلام سے جنگ کے بعد کچھ کنعانی زندہ رہ گئے تھے افریقس بن قیس جب افریقہ کی طرف جارہا تھا تو اس وقت ان کا گذر ان کے پاس سے ہوا، اس نے انہیں شام کے ساحل سے اپنے ساتھ لے لیا اور ان کو لے کر افریقہ پہنچا افریقہ پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اور ان کے بادشاہ جرجیر کو قتل کیا اور ان کنعانیوں کو وہاں آباد کیا، ان کا نام برابرہ رکھا گیا، کیونکہ افریقس نے ان سے کہا تھا ''ما اکثر بربرتکم (تمہاری بڑبڑاہٹ کتنی زیادہ ہے) اسی وجہ سے ان کا نام بربر رکھا گیا تھا۔ (تاریخ طبری ص:۲۷، حصہ ب)

حواریین کی وجہ تسمیہ

یہ حواریؑ کی جمع ہے حَوَرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی خالص سفیدی کے ہیں، یہ حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب کا خطاب ہے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ چونکہ ان کے کپڑے سفید تھے اس واسطے وہ حواری کہلائے۔

بدالقادر صاحب موضح القرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے بارہ یار کا خطاب تھا
ں، حواری اصل میں کہتے ہیں دھوبی کو ان میں پہلے جو دو شخص ان کے تابع ہوئے
ں تھے حضرت عیسیٰؑ نے ان کو کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو میں تم کو دل دھونے سکھادوں
ں کے ساتھ ہوئے اس طرح سب کو یہ خطاب ٹھہر گیا۔ (لغات القرآن ۲/۲۹۶)

سامری کی وجہ تسمیہ

علامہ محمود زمخشری کشاف میں رقمطراز ہیں:

سامری بن اسرائیل کے ایک قبیلہ کی طرف منسوب ہے جس کو سامرہ کہا جاتا ہے
ض کا قول ہے کہ سامرہ یہود میں ایک قوم ہے جو بعض مذہبی چیزوں میں یہود کی
ف ہے اور بعض نے اس کو باجرما کا رہنے والا بتایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کرمان کا
دہقانی کافر تھا، اس کا نام موسی بن ظفر ہے یہ منافق تھا اور اسلام ظاہر کرتا تھا، اس کی
ائے کی پجاری تھی۔ (کشاف ۴/۲۹ مصر)

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سامری کون تھا، یہ اس کا نام
قومیت کا لقب قیاس کہتا ہے کہ یہاں سامری سے مقصود سمیری قوم کا فرد ہے کیونکہ
قوم کو ہم نے سمیری کے نام سے پکارنا شروع کر دیا ہے عربی میں قدیم سے اس کا نام
ری چلا آرہا ہے، اور اب بھی عراق میں ان کا بقایا اسی نام سے پکارا جاتا ہے، یہاں
ن کا السامری کہہ کے اسے پکارنا صاف کہہ رہا ہے، کہ یہ نام نہیں ہے اس کی قومیت
رف اشارہ ہے یعنی وہ شخص اسرائیل نہ تھا سامری تھا، حضرت مسیح علیہ السلام سے
باً ساڑھے تین ہزار برس پہلے دجلہ وفرات کے دوآبے میں دو مختلف قومیں آباد
ں تھیں اور ایک عظیم الشان تمدن کی بنیادیں اٹھا رہی تھیں ان میں ایک قوم جو جنوب

اسی قوم کے نام سے تاریخ قدیم کا شہر سامرہ اور آباد ہوا تھا جس کا محل **تل العبید** میں دریافت ہوا ہے اور وہاں سے پانچ ہزار برس پیشتر کے بنے ہوئے زیور اور سنہری ظروف برآمد ہوئے ہیں۔

بہر حال سمیری قبائل کا اصلی وطن عراق تھا مگر یہ دور دور تک پھیل گئے تھے مصر کے ان سے تعلقات کا سراغ ایک ہزار سال قبل مسیح تک روشنی میں آچکا ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ اسی قوم کا ایک فرد حضرت موسیٰؑ کا بھی معتقد ہو گیا اور جب بنی اسرائیل نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ نکل آیا اسی کو قرآن نے السامری کے لفظ سے یاد کیا ہے، گائے، بیل، اور بچھڑے کی تقدیس کا خیال سمیریوں میں بھی تھا۔ اور مصریوں میں بھی۔

(ترجمان القرآن ۲/۴۶۴، لغات القرآن ۳/۱۶۰)

قوم ثمود کی وجہ تسمیہ

ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا نام ہے، لفظ ثمود کو بعض عجمی بتاتے ہیں اور بعض عربی اور چونکہ یہ قبیلہ کا نام ہے اس لیے غیر منصرف پڑھتے ہیں، عربی ہونے کی صورت میں یہ ''ثَمَدٌ'' سے مشتق ہے بروزن **فُعُولٌ ثَمَدٌ** بارش کے اس تھوڑے پانی کو کہتے ہیں جو گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے، سردی میں باقی رہتا ہے اور گرمی میں سوکھ جاتا ہے ابوعمرو بن العلاء نے جو لغت و عربیت کے امام ہیں تصریح کی ہے ''**سمیت ثمود لقلة مائها و الثمد الماء القليل و كانت مساكنهم الحجر بين الحجاز و الشام الى وادى القرىٰ**''۔ (معالم التنزیل امام بغوی ۲/۲۰۸ مطبوعہ مصر)

چونکہ اس قوم میں پانی کی کمی تھی اس لیے وہ ثمود کے نام سے موسوم ہوئی، ثمد تھوڑے پانی کو کہتے ہیں ان کی آبادیاں حجر میں حجاز و شام کے درمیان وادی القریٰ تک واقع تھیں

قاضی بیضاوی ثمود کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں ''**سموا باسم ابیهم الاکبر**
بن عابر بن ارم بن سام بن نوح''۔(انوار التنزیل بیضاوی ۱/۲۵۰ مصر)
ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح کے نام پر پوری قوم کا نام پڑ گیا۔

علامہ سلیمان ندوی کی تحقیق اس بارے میں جداگانہ ہے وہ فرماتے ہیں: ثمود کی
تحقیق شاید عربی میں صحیح نہ مل سکے ثمد عربی زبان میں آب قلیل کو کہتے ہیں لیکن اس
وئی مناسبت نہیں معلوم ہوتی۔ عبری میں ایک لفظ تامید ہے جس کے معنی دائم اور
کے ہیں، عربی کی ث اور عبری کی ت ایک چیز ہے۔

عبری میں ث نہیں ہے اس لیے اکثر وہ الفاظ جو عربی میں ث سے ہیں عبری میں
ہیں، اس بناء پر ثمود کے معنی عام سامی زبان میں وہی ہوں گے جو عربی میں خالد کے
ہیں، اور بہت قبائل عرب کے نام ہیں۔

(ارض القرآن ۱/۱۸۸، لغات القرآن ۲/۲۲۳)

قوم سبا کی وجہ تسمیہ

سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں یمن کی طرف تھا۔ (موضح القرآن)
زجاج کہتے ہیں کہ سبا وہ شہر ہے کہ مارب کے نام سے مشہور ہے۔
یہ صنعاء سے تین شب کی مسافت پر ہے۔ (تاج العروس)
یاقوت حموی لکھتے ہیں کہ یہ سرزمین اس نام سے اس لیے موسوم ہوئی کہ یہی اولاد
ن یشحب بن قحطان کی سکونت گاہ تھی۔ (معجم البلدان)

ابن درید نے کتاب الاشتقاق میں لکھا ہے کہ **سباء بن یشحب بن یعرب** کا
ہے اس کا نام عبد شمس ہے یہ لفظ یمن کے تمام قبائل کو جامع ہے۔ (تاج العروس)

تورات میں شبا ایک جدِّ قبیلہ کا نام ہے عرب روایت کے مطابق اس جد قبیلہ کا نام
یا عبد شمس اور لقب سبا تھا، محققین جدید بھی زیادہ تر اس کو لقب خیال کرتے ہیں لغویین
عرب کی رائے ہے کہ یہ ''سبی'' سے مشتق ہے جس کے معنی غلام بنانے کے ہیں، چونکہ عبد
شمس بہت بڑا فاتح تھا اور اس نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر کے غلام بنایا اس لیے اس کا
لقب سبا قرار دیا گیا۔

تحقیق جدید یہ ہے کہ سبی اور سبا اس معنی سے ماخوذ ہے کہ جس کا مفہوم تجارت
ہے۔ کتبات میں عموماً سبا کا مادہ تجارتی سفر کے معنی میں مستعمل ہوا ہے عربی زبان میں
اب تک شراب کی تجارت اور خرید و فروخت اور اس کے سفر کے معنی میں مستعمل ہے چونکہ
سبا تاجر قوم تھی اس لیے اس لقب سے مشہور ہوئی۔

(لغات القرآن مولانا عبدالرشید نعمانی ۳/۱۶۶، بحوالہ ارض القرآن ۱/۲۳۶)

قوم عاد کی وجہ تسمیہ

عاد اصل میں ایک شخص کا نام ہے جو نوح علیہ السلام کی پانچویں نسل اور ان کے
بیٹے سام کی اولاد میں ہے پھر اس شخص کی اولاد اور پوری قوم عاد کے نام سے مشہور ہوگئی
قرآن کریم میں عاد کے ساتھ کہیں لفظ اولیٰ اور کہیں **اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ** بھی آیا ہے، جس
سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عاد کو ارم بھی کہا جاتا ہے اور عاد اولیٰ کے مقابلہ میں کوئی عاد ثانیہ
بھی ہے، اس کی تحقیق میں مفسرین اور مورخین کے اقوال مختلف ہیں، زیادہ مشہور یہ ہے کہ
عاد کے دادا کا نام ارم ہے اس کے ایک بیٹے یعنی عوض کی اولاد میں عاد ہے یہ عاد اولیٰ
کہلاتا ہے اور دوسرے بیٹے جثو کا بیٹا ثمود ہے یہ عاد ثانی کہلاتا ہے، اس تحقیق کا حاصل یہ
ہے کہ عاد اور ثمود دونوں ارم کی دو شاخیں ہیں ایک شاخ کو عاد اولیٰ اور دوسری کو ثمود یا عاد
ثانیہ بھی کہا جاتا ہے اور لفظ ارم عاد و ثمود دونوں کے لیے مشترک ہے۔

یاجوج ماجوج کی وجہ تسمیہ

یاجوج اور ماجوج الگ الگ گروہ ہیں دونوں لفظ غیر عربی ہیں، بقول ضحاک
ں کی نسل سے ہیں، اور بقول سدی ترک ان کی ہی ایک جماعت تھی، تمام اہل تاریخ
ن کو یافث بن نوح کی نسل سے مانا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تاتاری ترک ہیں،
تار میں آباد ہیں تورات کتاب پیدائش میں یافث کے ایک بیٹے کا نام ماغوغ آیا ہے
زبان میں غین کا تلفظ گ کی آواز سے ہوتا ہے، اس لیے ماغوغ آیا ہے۔ طبری
میں غین کا تلفظ گ کی آواز سے ہوتا ہے، اس لیے ماغوغ کو ماگوگ کہتے ہیں۔ عربی
ف کو جیم سے بدل لیتے ہیں، اس لیے ماگوگ کو ماجوج کہتے ہیں، یاجوج ماجوج اصل
گوگ ماگوگ تھے، کتاب حزقیل نبی (باب ۲۱۳۸) میں یاگوگ کا لفظ قوم اور میگوگ

جوج ماجوج ایک ایسے قبائل کا مجموعہ ہے جو جسمانی اور معاشرتی اعتبار سے عجیب و غریب زندگی کے حامل
ثلاً وہ بالشت یا ڈیڑھ بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ذراع کا قد رکھتے ہیں، اور بعض غیر معمولی طول
ت ہیں اور ان کے دونوں کان اتنے بڑے ہیں کہ ایک اوڑھنے اور دوسرا اچھانے کے کام میں آتا ہے۔
چہرے چوڑے چکلے اور قد کے ساتھ غیر متناسب ہیں ان کی غذا کے لیے قدرت سال بھر میں دو
مندر سے ایسی مچھلیاں نکال کر پھینک دیتی ہے جن کے سر اور دم کا فاصلہ اس قدر طویل ہوتا ہے کہ دس
نب اگر کوئی اس پر چلتا رہے تب اس فاصلہ کو قطع کر سکتا ہے، یا ایک ایسا سانپ ان کی خوراک ہے جو
ب و جوار کے تمام بری جانور کو ہضم کر جاتا ہے اور پھر قدرت اس کو سمندر میں پھینک دیتی ہے اور وہ
یلوں تک بحری جانور کو چٹ کر لیتا ہے پھر بادل آتا ہے اور فرشتہ اس عظیم الجثہ اژدہے کو اٹھا کر اس پر
ا ہے، اور بادل اس کو ان قبائل میں لے جا کر ڈال دیتا ہے اور یہ کہ یاجوج ماجوج ایک ایسی برّی مخلوق
آدم کے صلب سے تو ہیں مگر حوا کے بطن سے نہیں۔ ان روایات کو نقل کر کے علامہ حموی نے لکھا ہے کہ ان
ت کے اختلافات کے پیش نظر کسی طرح ان کی صحت کو باور نہیں کر سکتا، اس معاملہ کی اصل حقیقت کا

کا لفظ ملک پر بولا گیا ہے، مگر استعمال میں یہ دونوں لفظ ساتھ ساتھ بولے جاتے ہیں۔ ایک کا اطلاق دوسرے پر بھی ہوتا ہے، عربی میں بھی یاجوج ماجوج ساتھ ہی بولے جاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض لوگوں کو ایک لفظ کے متبوع اور دوسرے کے تابع بے معنی ہونے کا دھوکہ ہو گیا ہے۔ اگر کتاب حزقیل کے استعمال کو پیش نظر رکھا جائے تو ممکن ہے کہ ان اقوام پر ان الفاظ کے اطلاق کی وجہ یہ ہو کہ انہوں نے انفرادیت کو ہر صورت سے تباہ کر دیا، اور اجتماعیت واشتراکیت کو ہی اپنے فہم ودانش کی آماجگاہ قرار دیا اس لیے بجائے اصحاب یاجوج وماجوج اور علمبردارانِ قوم وملک ہونے کے انہیں کو مبالغۃً یاجوج ماجوج یا گوگ میگوگ کہا جانے لگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (لغات القرآن نعمانی ۱۷۱/۶)

دجال کی وجہ تسمیہ

دجال بفتح الدال فعال کے وزن پر ہے دجل سے ماخوذ ہے، جس کے معنی تغطیہ بمعنی حق کو باطل کے ساتھ چھپانا خلط ملط کرنا، خداع وتلبیس وتمویہ آراستہ کر کے دکھانا اسی طرح کذب کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور چونکہ یہ افعال دجال میں پائے جاتے ہیں اس لیے دجال کو دجال کہتے ہیں۔ (انتہاب المنن فی شرح السنن ۲۶/۲)

ہ محدثین اور بادشاہوں کے نام والقاب کی وجوہ تسمیہ

ابوحنیفہ کی وجہ تسمیہ

امام محی الدین محمد بن سلیمان کافی جی نے لکھا ہے کہ عراقی زبان میں ''حنیفہ''
ت کو کہتے ہیں چونکہ امام ہمام ہر وقت اپنے ساتھ دوات رکھتے تھے اس لیے لوگ آپ
حنیفہ کہنے لگے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کی ایک لڑکی تھی جس کا نام حنیفہ تھا اس کے نام سے
ی کنیت ابوحنیفہ ہوگئی، خوارزمی کے بیان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ایک لڑکی
گر چہ خوارزمی سمیت دوسرے محققین سے یہ روایت ہے کہ امام صاحبؒ کے یہاں
ف ایک لڑکا تھا جس کا نام حماد ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری اولاد نہیں تھی، واللہ اعلم
اب۔ (تذکرۃ النعمان ص:۷۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی کو ابن حجر کہنے کی وجہ

حافظ موصوف ابن حجر کے لقب سے مشہور ہیں جد امجد کا لقب بھی ابن حجر تھا پس یا
پ نے بطور تفاول اپنا لقب ابن حجر رکھا یا آل حجر کی نسبت سے ابن حجر مشہور ہوئے،
ہ ابن عماد حنبلی نے لکھا ہے حافظ شمس الدین سخاوی نے (جو حافظ ابن حجر کے تلمیذ
ں ہیں) تصریح کی ہے کہ حجر آپ کے آباء واجداد میں سے کسی کا لقب ہے آل حجر کا
رض قابض میں آباد تھا وہاں سے منتقل ہوکر جرید کے جنوبی حصہ میں سکونت پذیر
تھا، اس مردخیز خاندان میں محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت پیدا ہوئی ہے عسقلان
ن کے اطراف میں ساحل سمندر پر شام کا مشہور خوبصورت شہر ہے اسی لیے اس کو

اسحاق بن راہویہ کی وجہ تسمیہ

آپ کا نام اسحاق اور ابویعقوب کنیت تھی، والد کا نام ابراہیم تھا مگر راہویہ سے نام سے مشہور تھے، عبداللہ ابن طاہر امیر خراسان نے ایک بار ان سے دریافت کیا کہ آپ ابن راہویہ کے نام سے کیوں مشہور ہیں؟ اس نام سے آپ کو مخاطب کیا جائے، تو برا نہیں مانیں گے؟ بولے کہ میرے والد کی ولادت راستے میں ہوئی تھی، جس کی وجہ سے اہل مرو ان کو راہ وی کہنے لگے، یہی راہ وی عربی میں آ کر راہویہ ہوگیا۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے والد اس لفظ کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے تھے لیکن مجھے پسند ہے۔

(تاریخ بغداد ۶/۳۴۵، بیروت، لبنان)

علامہ جاراللہ زمخشری کو اعرج کہنے کی وجہ

کہتے ہیں کہ ان کے پاؤں میں ایک پھوڑا نکلا تھا جس کی وجہ سے پاؤں کاٹ کر اس کی جگہ لکڑی کا ایک مصنوعی پاؤں فٹ کر دیا گیا تھا جب یہ چلتے تھے، تو پاؤں پر کپڑا لٹکا لیتے تھے جس سے دیکھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ آپ لنگڑے ہیں بعض حضرات نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ موصوف بلاد خوارزم کے سفر میں تھے خنکی اور برف شدت کے ساتھ پڑی جس کے نتیجہ میں پاؤں بیکار ہوگیا لیکن بعض حضرات نے خود علامہ زمخشری سے جو وجہ نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ جب موصوف بغداد آئے اور دامغانی حنفی فقیہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو موصوف نے کہا کہ یہ والدہ محترمہ کی بد دعاء کا نتیجہ ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ میں بچپن میں ایک چڑیا کے پاؤں میں دھاگا باندھ کر کھیل رہا تھا اتفاق کی بات چڑیا ہاتھ سے چھوٹ کر ایک سوراخ میں جاگھسی میں نے دھاگا کھینچا تو اس کا

ے الفاظ قبول ہوگئے، چنانچہ میں جب طلب علم کے لیے بخارا کی طرف نکلا تو راہ میں
ں سے گر کر پاؤں ٹوٹ گیا۔اسی وجہ سے آپ کو اعرج (لنگڑا) کہتے ہیں۔واللہ اعلم۔
(ظفر المحصلین ص:۴۸۳)

ابو العباس مبرّد کو مبرد کہنے کی وجہ

علامہ مازنی نے جب کتاب ''الالف والام'' تصنیف کی تو انہوں نے مبرد سے
تاب کی بعض باریک اور مشکل چیزیں دریافت کیں، تو مبرد نے ان کا برجستہ اور
ت عمدہ جواب دیا، اس پر مازنی نے کہا قُم فانت المُبَرّدُ (اٹھ تو حق کو ثابت کرنے
ہے)۔اسی وقت سے آپ کو مبرد کہا جانے لگا، یہ لفظ اصل میں مُبرِّد (بکسر راء) ہے
ب تفعیل کا اسم فاعل ہے لیکن کوفیوں نے اس میں تغیر کر کے راء کو فتحہ دے دیا۔
(ظفر المحصلین ص:۴۹۵)

قطب الدین تحتانی اور فوقانی کی وجہ تسمیہ

صاحب مفتاح السعادۃ نے لکھا ہے کہ قطب الدین رازی مصنف قطبی اور قطب
ن شیرازی شارح حکمۃ الاشراق وغیرہ یہ دونوں ہم نام و ہم عصر عالم ایک ہی زمانہ
یراز کے ایک مدرسہ میں استاذ مقرر ہوئے بالائی منزل میں شیرازی پڑھاتے تھے،
لیے ان کو قطب الدین فوقانی کہتے ہیں اور نچلی منزل میں قطب الدین رازی درس
ے تھے اس لیے ان کو قطب الدین تحتانی کہتے ہیں۔(ظفر المحصلین ص:۴۳۴)

امام غزالی کو غزالی کہنے کی وجہ

مشہور بزرگ اور بڑے فلسفی ہیں، تقریباً دوسو کتابوں کے مصنف ہیں آپ کی شہرۂ آفاق
کتاب احیاء علوم الدین ہے۔

غزالی زا کی تشدید کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے اور تخفیف کے ساتھ بھی پہلی صورت
میں غزل (سوت کاتنے) کی طرف نسبت ہے غزّال بہت سوت کاتنے والا۔

اور دوسری صورت میں غزالہ کی طرف نسبت ہے جو علاقۂ طوس کا ایک گاؤں ہے
طوس ایران میں ہے۔ (معین الفلسفہ ص:۱۲، اعلام ۱۲/۷)

امام رازی کو رازی کہنے کی وجہ

علامہ فخر الدین محمد بن عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۵۴۴ھ وفات ۶۰۶ھ)
مشہور مفسر اور عقلیات نقلیات اور گذشتہ لوگوں کے علوم میں یگانہ روزگار تھے، رَی کی
طرف نسبت ہے جو ایران میں طہران کے جنوب میں ایک قدیم شہر ہے۔
(معین الفلسفہ ص:۲۳)

امام فارابی کی وجہ تسمیہ

امام ابونصر محمد (ولادت ۲۶۰ھ وفات ۳۳۹) مسلمان فلاسفہ کا بادشاہ اور یونانی
فلسفہ کے مترجمین کا سرخیل ہے اس کا لقب معلم ثانی ہے، کیونکہ اس نے ارسطو کی کتب
منطقیہ کی شرح کی ہے تقریباً سو کتابوں کا مصنف ہے فاراب کی طرف نسبت ہے جو
ترکستان کا ایک شہر ہے۔ (معین الفلسفہ ص:۲۱)

شمس الائمہ حلوائی وحلوانی کی وجہ تسمیہ

حلوائی حلوہ فروش کی طرف نسبت ہے چونکہ آپ کے والد حلوہ فروش تھے اس لیے
حلوائی کہتے ہیں

اورحلوانی یہ حلوان کی طرف منسوب ہے حلوان عراق کے قریب کے قریہ کا نام

(آئینہ اصطلاحات العلوم ص:۶۵،مقدمہ عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ ص:۴۲)

قالون کی وجہ تسمیہ

یہ حضرت نافع کے پہلے راوی عیسیٰ بن مینا ہیں جنکا لقب قالون ہے، قالون رومی
کا لفظ ہے جس کے معنی عمدہ چیز کے ہیں یہ چونکہ بہت عمدہ قراءت کرتے تھے اس
ن کا نام قالون ہوگیا۔ (المفتاح شرح شاطبیہ ص:۳۳)

ورش کی وجہ تسمیہ

یہ حضرت نافع کے دوسرے راوی ہیں جن کا اسم گرامی عثمان اور لقب ورش ہے،
کے معنی گورا، امام نافع نے ان کو یہ لقب دیا تھا اس لیے کہ ان کا رنگ بہت صاف
را تھا آپ مصر کے رہنے والے ہیں۔ ستاسی سال کی عمر پا کر مصر ہی میں ۱۹۷ھ میں
ت پائی۔ (المفتاح شرح شاطبیہ ص:۳۴)

امام علی کسائی کی وجہ تسمیہ

یہ قراء سبع میں سے ایک قاری اورامام علی کسائی ہیں ستر سال کی عمر پا کر ۱۸۹ھ میں
ہ نامی ایک قصبہ میں وفات پائی، آپ کا لقب کسائی ہے اس کی وجہ تسمیہ کے بارے
لف اقوال ہیں:

۱- ایک مرتبہ آپ نے کمبل کا احرام باندھا تھا اور کمبل والے کو کسائی کہتے ہیں۔
لیے ان کا لقب کسائی پڑ گیا۔

۲- آپ اپنے استاذ (امام حمزہ بن قیس) کی مجلس میں کمبل اوڑھ کر بیٹھے تھے اس

تو لوگ ان کو کسائی کہنے لگے پھر اس سے مشہور ہوگئے۔ (المفتاح شرح شاطبیہ ص:۴۰)

وَاَمَّا عَلِیٌّ فَالْکِسَائی نَعتُہ
لِمَا کَان فِی الاحْرَامِ فِیْہ تَسربَلا

(شاطبیہ)

عبدان کی وجہ تسمیہ

یہ راوی کا لقب ہے یہ لقب محض اس لیے تھا کہ ان کا نام عبد اللہ اور کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی اور دونوں میں عبد کا لفظ پایا جاتا تھا، اس لیے ان کو عبدان (دو عبد والا) کہا جانے لگا، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عام طور پر بچپن میں نام بگاڑ کر پکارا جاتا ہے، جیسا کہ ہر ملک میں اس کا رواج پایا جاتا ہے، اسی طرح ان کے نام کو بگاڑ کر عبدان کہا جانے لگا۔ (فن اسماء الرجال ص:۷۰)

بُندار کی وجہ تسمیہ

یہ محمد بن بشار المصری کا لقب ہے بندار کے معنی ہیں، آڑھتیہ تھوک فروش اسٹاکسٹ چونکہ ان کے پاس احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ تھا اور کثرت سے روایت کرتے تھے، اس لیے اہل علم ان کو بندار الحدیث کہنے لگے، بعد میں مخفف ہوکر صرف بندار رہ گیا۔ (فن اسماء الرجال ص:۷۰)

سیفنہ کی وجہ تسمیہ

سیفنہ اس چڑیا کو کہتے ہیں کہ وہ جس پودے پر بیٹھتی ہے اس کے تمام پتے کھا جاتی ہے، یہ ایک راوئ حدیث کا لقب ہے وہ چونکہ ہمہ وقت احادیث کے لکھنے میں مشغول

محمد بن ابراہیم الدامغانی ان کا لقب سیفنۃ پڑ گیا۔

(فن اسماء الرجال ص:٦٧، بحوالہ معرفۃ علوم الحدیث والحاکم)

مشکدانہ کی وجہ تسمیہ

مشکدانہ بمعنی مشک کا برتن یہ عبداللہ بن عمرابان الجعفی کا لقب ہے، ان سے ان
م کی وجہ پوچھی گئی کہ یہ نام کیسے پڑ گیا؟ تو انہوں نے خود اس واقعہ کو بیان کیا کہ مشہور
ث فضل بن ذکین نے میرا نام رکھ دیا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ میں حمام سے نکلا اور خوشبو
ان کی مجلس میں چلا گیا تو انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

یا ابا عبد الرحمن اُعیذک باللہ ما انت الا مشکدانہ.

ابوعبد الرحمٰن تم بالکل مشکدانہ بن گئے ہو، یہ بات انہوں نے مجلس میں کئی
رائی اسی وقت سے مجھ کو مشکدانہ کہا جانے لگا۔

(فن اسماء الرجال ص:٦٧، بحوالہ معرفۃ علوم الحدیث والحاکم)

غندر کی وجہ تسمیہ

مشہور محدث ابن جریج بصرہ گئے، انہوں نے پہلے دن کچھ حدیثیں بیان کیں لیکن
ں نے ان روایتوں پر شک کا اظہار کیا اور ان کی صحت سے انکار کیا، اور یہ انکار اتنا
کہ ابن جریج کے لیے حدیثیں بیان کرنا دشوار ہو گیا، شور مچانے والوں میں مشہور
محمد بن جعفر پیش پیش تھے، ابن جریج نے ان کو ڈانٹتے ہوئے کہا اسکت یا غندر (اے
پانے والے چپ رہ) اسی دن سے محمد بن جعفر کا لقب ہی غندر (غین کے ضمہ نون
لون، اور دال کے ضمہ کے ساتھ) پڑ گیا۔ (فن اسماء الرجال ص:٦٦)

مسروق کی وجہ تسمیہ

یہ مسروق بن الاجدع تابعی ہیں متوفیٰ ٦٣ھ ان کو مسروق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مسروق کے معنی چوری شدہ کے ہیں، چونکہ بچپن میں ان کو کوئی اغوا کر کے لے گیا تھا، اسی وجہ سے ان کا لقب مسروق پڑ گیا۔ (معارف السنن ۱/۱۰۹)

ابن خلّکان کی وجہ تسمیہ

ان کا اصل نام شمس ہے ان کا نام ابن خلکان اس وجہ سے پڑا کہ دراصل ان کا تکیہ کلام کان تھا، بات بات میں کان کہتے تھے، جب ان سے چھوڑنے کو کہا کہ **خَلِّ کان** یعنی کان کہنا چھوڑ دو یہ اتنا مشہور ہوا کہ ان کا نام پڑ گیا۔

(ملفوظات فقیہ الامت ص:۳۹ ذخیرۂ معلومات)

ابن خلدون کی وجہ تسمیہ

حضرت وائل بن حجرؓ کے کوئی پوتے خالد بن عثمان نامی یمنی لشکر کے ہمراہ اپنے وطن سے نکل کر اندلس جا بسے تھے، اہل مغاربہ نے اپنی عادت کے مطابق خالد کے نام کو خلدون سے بدل ڈالا اسی بنا پر ان کی پچھلی نسل بنوخلدون کے نام سے موسوم ہوئی۔

(مقدمہ ابن خلدون)

افلاطون کی وجہ تسمیہ

افلاطون یونان کے شہر دارتھنس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چار سو انتیس برس پہلے پیدا ہوا ہے، جس کا باپ ارسطو اور دادا اور سٹاکلس اسقلینوس ہے، لیکن اس کا سینہ

ارسطو نے اسے افلاطون کے نام سے ملقب کر دیا۔(گلستاں مولوی ص:۴۶۵)

بِشر حافی کی وجہ تسمیہ

حافی، حَفِیَ باب سمع سے ننگے پاؤں چلنا، زیادہ چلنے سے پاؤں گھسنا، اسی سے حافی
عل ہے، بمعنی ننگے پاؤں چلنے والا۔

بشر حافی کو حافی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ننگے پاؤں رہتے تھے، جب انہوں نے
ن کی آیت ''وَالْاَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ'' پڑھا کہ زمین کو اللہ تعالیٰ
پنے کلام پاک میں فرش کہا ہے، تو انہوں نے شاہی فرش پر جوتے پہن کر چلنا ادب
لاف سمجھا اس لیے انہوں نے ننگے پاؤں رہنے کا معمول بنالیا، اس لیے ان کو حافی
پاؤں چلنے والا) کہنے لگے۔

اہل سیر نے لکھا ہے کہ بشر حافی جس راستہ سے گذرتے تھے اگر اس طرف پاخانہ
ت پڑی ہوتی تو اللہ تعالیٰ حکم فرماتے اے زمین میرا بندہ بشر حافی آرہا ہے، اس
ں کو نگل جا، زمین فوراً اس غلاظت وگندگی کو نگل جاتی۔

اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ لوگوں نے آپ سے ننگے پاؤں چلنے کی وجہ پوچھی تو
کہ توبہ کے وقت ننگے پاؤں تھا اب مجھے جوتا پہنتے ہوئے شرم آتی ہے۔

(عیون الحکایات، سیر اعلام النبلاء، ۱۶۹/۱، حلیۃ الاولیاء، ۳۳۶/۸، خطبات اسلم)

گنج شکر کی وجہ تسمیہ

شیخ فریدالدین کے گنج شکر کے ساتھ ملقب ہونے میں چند اقوال نقل کئے گئے
نجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ آپ نے مجاہدہ کا ارادہ کیا شیخ نے بھوکا رہنا بتلایا آپ نے

نے اس کو اشارۂ غیبی سمجھ کر نوش فرمالیا، کھانے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں امتلا ہوا اور سب
قے کے راستہ نکل گیا، آپ نے اپنے شیخ سے یہ قصہ نقل کیا، انہوں نے فرمایا کہ تین دن
کے بعد تو کھایا پھر شرابی کے کھانے سے کھایا، حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ کھانا پیٹ میں نہ رہ
سکا، اب تین دن اور بھوکے رہو، اور جو غیب سے آوے اس کو کھاؤ، تین دن گذرنے کے
بعد کچھ نہ آیا، ضعف بے حد ہو گیا شدت بھوک میں کچھ کنکریاں اٹھا کر منھ میں ڈال لیں وہ
شکر بن گئیں، شیخ نے یہ سمجھ کر کہ کہیں دھوکا نہ ہو، ان کو تھوک دیا تھوڑی دیر میں پھر شدت
بھوک سے مجبور ہو کر کنکریاں اٹھا کر منھ میں ڈالیں، وہ بھی شکر بن گئیں، ایسے ہی تین
مرتبہ ہوا، صبح کو حضرت شیخ سے عرض کیا حضرت نے فرمایا بہتر کیا وہ کھالیا، اس دن سے
آپ کو گنج شکر کہنے لگے، گنج کے معنی خزانہ اور شکر کے معنی شکر یعنی شکر کا خزانہ۔

اور بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ساتویں دن حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر
ہو رہے تھے کہ بھوک کی وجہ سے گر پڑے، اور منھ کو مٹی لگ گئی، وہ مٹی شکر بن گئی، بعض
لوگوں نے لکھا ہے کہ ایک سوداگر سے شکر مانگی، اس نے کہا کہ میرے پاس تو نمک ہے،
آپ نے فرمایا نمک ہی ہوگا، دیکھا تو وہ شکر نمک بن گیا تھا، اس پر سوداگر نے معذرت کی
جس پر وہ شکر میں تبدیل ہو گیا۔(تاریخ مشائخ چشت، ص:۱۷۷)

اور صاحب سیر العارفین نے لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ قرسم خاتون نے پہلی
بار بابا فرید کو نماز پڑھنے کی تلقین کی، تو کچھ اس طرح سے سمجھایا کہ جب چھوٹے بچے اللہ
تعالیٰ کی نماز ادا کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں شکر کا انعام دیتے ہیں، اور جب بڑے
ہو جاتے ہیں، تو دوسرے بڑے اور مزید انعامات دیئے جاتے ہیں، بابا فرید جب نماز
پڑھتے تو قرسم خاتون چپکے سے ان کے مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتیں، اور بابا فرید وہ
شکر کی پڑیا انعام میں پاکر بہت خوش ہوتے، یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا یہاں تک کہ

کہ اے فریدالدین مسعود کیا آپ کو کل شکر کی پڑیا مل گئی تھی، تو بابا فرید نے ہاں میں
دیا، تو قرسم خاتون نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا کہ ان کی لاج رہ گئی، اور اس بات
بھی ہوئی کہ اللہ عزوجل کی طرف سے انعام دیا گیا تب انہوں نے بابا فرید سے کہا
ے فریدالدین مسعود آپ تو واقعی گنج شکر ہیں۔

(سیر العارفین، مولفہ حامد بن فضل اللہ جمالی مطبوعہ دہلی ۱۳۱۱ھ)

شیخ قطب الدین بختیار کو کاکی کہنے کی وجہ

آپ کا لقب کاکی اس وجہ سے مشہور ہوا کہ جب آپ دہلی میں رہنے لگے تو کسی
ئی چیز قبول نہیں فرماتے تھے اور مستغرق رہتے تھے ان ایام میں آپ کے یہاں کوئی
اندی نہیں تھی، ایک مسلمان دوکاندار شرف الدین نامی آپ کا ہمسایہ تھا اور اس کی
ت کبھی کبھی آپ کی اہلیہ کے پاس آتی تھی، ایک مرتبہ حضرت کے یہاں کھانے کے
ئی چیز نہیں تھی، ایک دو وقت کے فاقے بھی ہو چکے تھے، حضرت کی اہلیہ نے اس
ت سے نصف ٹکہ یا کم وبیش قرض لیا ایک روز اس عورت نے اہلیہ محترمہ سے کہا کہ اگر ہم
نہ دیں تو تم بھوکے مرجاؤ، یہ بات اہلیہ کو ناگوار ہوئی اور عہد کرلیا کہ آئندہ ہرگز قرض
لیں گی، ایک روز فرصت پاکر حضرت سے بھی یہ بات عرض کردی، حضرت نے تھوڑی
ں کے بعد فرمایا کہ اس عورت سے کوئی چیز قرض نہ لینی چاہئے، اور ایک طاق کی طرف
کر کے فرمایا کہ ضرورت کے وقت بسم اللہ پڑھ کر اس میں سے کاک نکال لیا کرو، اور جس
ہو دے دیا کرو، چنانچہ اہلیہ محترمہ اس میں سے کاک نکالتی رہتیں اور بانٹ دیا کرتیں
ت فارسی زبان میں روٹی کو کہتے ہیں) تبھی سے آپ کو کاکی کہا جانے لگا۔

دوسری وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ ایک دن حضرت امیر خسرو نے حضرت نظام

کہتے ہیں، سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ آپ بمع احباب حوض شمسی پر تشریف فرما تھے، ہوا سرد چل رہی تھی یاروں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت کا کہائے گرم (گرما گرم روٹی) ملے تو خوب ہوتا، آپ یہ سن کر پانی کے پاس تشریف لے گئے اور کا کہائے گرم پانی سے نکال کر یاروں کو عطا فرمانے لگے، اس روز سے آپ کے نام کے ساتھ کاکی مشہور ہوگیا۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص:۱۷۵)

حلاج کی وجہ تسمیہ

منصور کا لقب حلاج اس وجہ سے پڑ گیا کہ ایک دن وہ نداف (روئی دھننے والا، دُھنیہ) کی دکان پر بیٹھے ہوئے اس سے کوئی کام کرنے کے لیے کہہ رہے تھے نداف نے ان سے کہا کہ میں روئی دھننے میں مصروف ہوں مجھے فرصت نہیں، آپ نے اس سے کہا کہ تم میرا کام کردو، میں تمہارا کام (روئی دھنا) کردوں گا، چنانچہ وہ راضی ہوگیا، اور منصور کے کام سے چلا گیا، جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ جتنی روئی اس کے یہاں موجود تھی وہ سب دھنکی ہوئی رکھی ہے، حالانکہ وہ اتنی زیادہ تھی کہ اگر دس آدمی مل کر اس کو کئی دن تک دھونکتے تو بھی کچھ باقی رہ جاتی، اس دن سے لوگ منصور کو حلاج کہنے لگے۔

حلاج کے معنی نداف کے ہیں، بعض لوگوں نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ تصوف کے اسرار اور صوفیاء کے نکات بیان کرتے ہیں، اس لیے آپ کو حلاج کہنے لگے، منصور ملک فارس کے شہر بیضاء کا باشندہ تھا، اور اصل نام حسین بن منصور تھا۔

(حیاۃ الحیوان ۲/۱۷۴)

نجاشی بادشاہ کی وجہ تسمیہ

کی زبان میں نجوس کے معنی بادشاہ کے ہیں، اسی مناسبت سے نجاشی کہا جاتا ہے، ر بادشاہ نجاشی جن کا تذکرہ روایات میں ہے ان کا نام اصحمہ بن ابجر ہے، یہی وہ ں ہیں جن کے انتقال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ ان کی نماز جنازہ پڑھی ابہ رضی اللہ عنہم کو بذریعہ وحی ان کے انتقال کی خبر دی۔ (قصص القرآن ۳۴۶/۳)

بادشاہ ہرقل قیصر روم کی وجہ تسمیہ

قیصر کے معنی ایسے بچے کے ہیں جسے ماں کا پیٹ چاک کرکے نکالا گیا ہو، ہرقل زیر، راپر زبر، اور قاف اور لام پر سکون) کی پیدائش بھی اسی طرح ہوئی تھی کیونکہ اس ں دردزہ میں ہی مرگئی تھی، چنانچہ قیصر کو ماں کے پیٹ سے اسی طرح نکالا گیا اور اسی س کو قیصر کہا جانے لگا۔

یہ ہرقل قیصر روم اس بات پر فخر کیا کرتا تھا کہ میں فرج یعنی عورت کی شرمگاہ جیسی ں جگہ میں سے نہیں نکلا ہوں لیکن قیصر شاہی خطاب اور لقب بھی تھا، چنانچہ ہر بادشاہ قیصر کہا جانے لگا۔ (نصر الباری شرح بخاری ۱۵۹/۱، بحوالہ عینی وسیرت حلبیہ ۲۲۹/۶)

لفظ فرعون کی تحقیق

فرعون اصل میں لفظ فارا، اوہ تھا، مصری زبان میں فارا کے معنی محل اور اَوہ کے معنی بڑا تھا، فارااوہ محل کبیر عالی اس سے مراد شاہ مصر کی ذات ہوئی تھی، جیسے خلافت عثمانی مانہ میں باب عالی سے مراد خلیفہ کی ذات ہوتی تھی۔ (لغات القرآن ۴۴/۵)

آزر کی تحقیق اور وجہ تسمیہ

آزر عبرانی زبان میں محبّ صنم کو کہتے ہیں اور چونکہ تارخ میں بت تراشی و بت

کہ آزر کے معنی اعوج (کم فہم) یا بے وقوف اور پیرفرتوت کے ہیں، اور چونکہ تارخ میں یہ باتیں موجود تھیں اس لیے اس وصف سے موسوم کیا گیا اور قرآن نے اسی وصفی علم کو اختیار کیا ہے۔ (تاج العروج)

لیکن علامہ عبدالوہاب نجار کی رائے یہ ہے کہ مجاہد کا قول قرین قیاس اور قابل قبول ہے، اس لیے کہ مصریوں کے قدیم دیوتاؤں میں ایک نام ازوریس بھی آتا ہے جس کے معنی ''خدائے قوی ومعین'' ہیں اور انعام پرست اقوام کا شروع سے یہ دستور رہا ہے کہ قدیم دیوتاؤں کے نام ہی پر جدید دیوتاؤں کے نام رکھ لیا کرتے تھے، اس لیے اس بت کا نام بھی قدیم مصری دیوتا کے نام پر آزر رکھا گیا، ورنہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا۔ (قصص الانبیاء، ص:۹۶)

لیکن بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آزر بت کا نام ہے یا عاشق صنم کو آزر کہتے ہیں، تب بھی بغیر کسی تاویل کے یہ کیوں نہیں ہوسکتا ہے کہ قدیم زمانے سے اصنام پرستوں کا معمول رہا ہے کہ وہ کبھی کبھی اپنی اولاد کا نام شوق کا غلام ظاہر کرکے رکھتے تھے اور کبھی خود بن ہی کے نام پر نام رکھ دیا کرتے تھے۔ اس لیے ممکن ہے کہ آزر کا نام بھی بت کے نام پر رکھا گیا ہو۔ (قصص القرآن، ۱۰۹/۱-۱۱۰)

بخت نصر کی وجہ تسمیہ

یہ ایک کافر بادشاہ کا نام ہے، بخت کے معنی پسر اور نصر ایک بت کا نام ہے چونکہ اس کو حالت طفلی میں اس بت کے آگے پڑا ہوا پایا تھا اور اس کے باپ کا نام معلوم نہ تھا اس لیے اس کا یہ نام رکھا گیا۔ (لغات کشوری ص:۸۷)

بادشاہ شاہجہاں کو شاہجہاں سے موسوم کرنے کی وجہ

ایک مرتبہ شاہجہاں پر اعتراض آیا کہ وہ تو شاہ ہند ہے اس کو شاہ جہاں کیوں کہا ہے، اس کے یہاں ایک نوعمر لڑکا تھا وہ بولا کہ میں جواب دوں گا۔ وہ یہ کہ ہند کے عداد ہیں جہاں کے بھی اتنے ہی ہیں ہند کے اعداد انسٹھ ہیں، اس طرح کہ ہ کے نون کے پچاس، اور دال کے چار کل انسٹھ ہوئے، جہاں کے بھی انسٹھ ہیں، اس ح کہ جیم کے تین، ہ کے پانچ، الف کا ایک اور نون کے پچاس کل انسٹھ ہوگئے، اس س کو شاہ ہند کے بجائے شاہ جہاں کہا جاتا ہے۔ (ملفوظات فقیہ الامت ۱/۵۷)

امام عبدالرحمٰن جانباز قلندر کو جانباز کہنے کی وجہ

شیخ علاء الدین جرینہ پوشؒ کے صاحبزادے تھے (آپ کی پیدائش ۸۶۱ھ میں اور ں ۱۲/ذی الحجہ ۹۷۶ھ لہرپور میں ہوئی) ہمایوں[1] بادشاہ نے بوجہ شہرت آپ کو اپنے بلالیا اور آپ ہی کی اقتداء میں پنج وقتہ نماز پڑھتا تھا۔ پھر آپ یہ سب چھوڑ کر والدہ رمت کی نیت سے گھر سے روانہ ہوگئے۔

والدہ کے پاس حاضر ہوکر سلام کیا تو والدہ نے بھی چونکہ ولیۂ وقت وصاحب ت تھیں انہوں نے منھ پھیر لیا پھر سلام کیا تو پھر منھ پھیر لیا تو آپ نے والدہ سے ں کیا کہ میں آپ کے لیے چار ہزار باندیاں اور چار ہزار خادم لایا ہوں والدہ نے کہا ہاری آواز بھی نہیں سنوں گی، جب تک تم اپنے اجداد کی شکل اختیار نہ کرلو، تو آپ چھا پھر کہاں جاؤں والدہ نے فرمایا جونپور جاؤ۔

۱؎ ہمایوں یہ مرکب ہے لفظ ہما اور یوں سے ہما ایک پرندہ کا نام ہے، جو صرف ہڈی کھاتا ہے اور ہے کہ جو شخص اس کے سایہ کے نیچے آجائے تو وہ دولت وسلطنت کا مالک بن جائے لیکن حقیقتاً اس کا کوئی وجود نہیں ہے شعراء کا فرضی نام ہے اور لفظ یوں نسبت کے واسطے آتا ہے ہمایوں کے معنی ہوئے

چنانچہ آپ والدہ کی نصیحت کے مطابق جونپور حضرت شیخ الاسلام عبدالقدوسؒ کے پاس گئے جس وقت جونپور گومتی ندی کے کنارے پہنچے تو دریا میں نہایت طغیانی تھی اور اتفاق سے کوئی کشتی بھی نہ تھی آپ رتھ پر سوار تھے گاڑی بان دریا کی طغیانی دیکھ کر رکا آپ نے فرمایا اگر میرا اعتقاد کامل رہبر ہے، اور پیر ومرشد برحق ہیں تو دریا طالبان حق کی راہ نہیں روک سکتا، یہ فرما کر رتھ دریا میں ہنکوادیا، دریا دونوں طرف سے پھٹ گیا اور بیچ میں خشک راستہ نکل آیا، آپ کا رتھ اسی راستہ سے عبور کر گیا، اب آپ پیادہ پا حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا ''آؤ میرے جانباز'' اسی وقت سے آپ جانباز سے مشہور ہوگئے، جونپور سے واپس لاہرپور آکر نکاح کیا اور یہیں پر آپ کی وفات ہوئی، آپ کا مزار خانقاہ لہرپور ضلع سیتاپور میں ہے۔

(هكذا سمعت من شيخ خورشيد احمد عرف بركات مياںؒ عبدالرحمٰن المظاهری)

ذوالنون مصری کی وجہ تسمیہ

لغت میں نون مچھلی کو کہتے ہیں یہ ایک فقیر کامل کا لقب ہے اس لیے کہ یہ ایک روز کشتی پر سوار تھے کسی کا موتی کھو گیا لوگوں نے آپ پر چوری کا گمان کیا آپ کی دعا سے مچھلیاں پانی پر ابھر آئیں اور ہر ایک کے منھ میں ایک موتی تھا آپ نے اس شخص کا موتی پہچنوا کر اس کو دے دیا۔ (لغات کشوری ص:۳۱۳)

شاہ جلال الدین فیروز کو خلجی کہنے کی وجہ

مورخ کا بیان ہے کہ قالج خان کی نسبت سے ان امراء کو عام طور پر قالجی کہا جاتا تھا، کثرت استعمال سے الف گر گیا، ''ق'' کا خ سے تبادلہ ہوگیا، اور یوں قالجی سے خلجی بن گیا، لیکن تاریخ سلجوقیاں کے مصنف کی رائے اس سے مختلف ہے، اس کا بیان ہے کہ ترک

مورخ فرشتہ بھی اسی رائے کو صحیح تسلیم کرتا ہے، اس لیے کہ اگر نظام الدین کے
و مان لیا جائے تو پھر خلجیوں کا وجود چنگیزی عہد کے بعد ثابت ہوتا ہے اور یہ بالکل
ہے کیونکہ معتبر تاریخوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر ناصر الدین اور سلطان
غزنوی کے بہت سے امیر خلجی کہلاتے تھے، اور یہ بات مسلم ہے کہ یہ دونوں حکمراں
سے پہلے گزرے ہیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ قالج خاں خود بھی خلجی خاندان سے تعلق
ہو اور سلطان جلال الدین دہلوی اور سلطان محمود مندومی اس کی نسل سے ہوں۔

(تاریخ فرشتہ ۱/۳۱۴)

سلطان محمود شاہ گجراتی کو ''بیگرا'' کہنے کی وجہ

سلطان محمود نے ایک ماہ کم اکسٹھ (۶۱) سال کی عمر پائی اس عرصے میں پچپن سال
ب ماہ تک اس نے حکومت کی، حکومت کے فرامین میں اسے ''خدائیگاں حلیم'' کے
سے یاد کیا جاتا ہے۔

سلطان محمود کو ''بیگرا'' بھی کہا جاتا ہے بیگرا اس گائے کو کہا جاتا ہے جس کے سینگ
ں طرف گھومے ہوئے اور حلقہ دار ہوتے ہیں چونکہ سلطان محمود کی مونچھوں کے بال
رح کے تھے اس لیے اسے بیگرا کہا جاتا ہے۔ (تاریخ فرشتہ ۲/۵۷۱)

یوسف عادل شاہ کو سوائی کہنے کی وجہ

یوسف عادل شاہ کا لقب ''سوائی'' تھا اس کی اصل ساوی ہے چونکہ یوسف نے
نامی شہر میں تعلیم وتربیت حاصل کی تھی اس نسبت سے اسے ساوی کہا جاتا ہے۔

جاہل لوگوں نے ساوی سے سوائی بنالیا بعض مورخین کا خیال ہے کہ سوائی (۱۱/۴)

اور (۱۱/۴) کی نسبت تھی، اس لیے یوسف سوائی کے لقب سے مشہور ہوا۔

راقم (مصنف تاریخ فرشتہ) کے نزدیک یہ توجیہ غلط ہے پہلی روایت زیادہ قرین قیاس اور صحیح ہے، جس طرح شاہ بحروی کو عوام نے بحری بنالیا اسی طرح ساوی سے سوائی بن گیا۔ (تاریخ فرشتہ ۲/۸۶)

غزوات وسرایا کی وجہ تسمیہ

غزوۂ بنوقینقاع کی وجہ تسمیہ

ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں بفتح قاف اور نون کو بعض ضمہ بعض فتحہ بعض کسرہ اور یہی
ں میں بھی ہے۔
بنی قینقاع عبداللہ بن سلام کے برادری کے لوگ تھے، نہایت شجاع اور بہادر تھے
ی کا کام کرتے تھے۔
غزوہ بدر کے بعد سب سے پہلے انہوں نے عہد شکنی کی اور ان سے ۱۵/شوال یوم
نہ ۲ ہجری کو جنگ ہوئی انہیں کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس غزوہ کو بنی قینقاع کہا
ہے۔(سیرت المصطفیٰ)

غزوۂ تبوک وجیش العسرہ کی وجہ تسمیہ

مدارج النبوۃ میں ہے کہ تبوک ایک مقام ہے مدینہ سے چودہ مرحلہ پر شام اور
کے درمیان بعض کہتے ہیں کہ ایک قلعہ کا نام ہے، مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے
وک ایک چشمہ کا نام ہے، قاموس میں ہے کہ تبوک ایک زمین ہے شام اور مدینہ کے
ن ان سب معنوں میں کوئی منافات نہیں ہے، اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے
غزوۂ تبوک کہتے ہیں اور چونکہ یہ غزوہ سخت قحط کے ایام میں ہوا تھا، دور کا سفر تھا ہوا
سواری کم کھانے پینے کی تکلیف جیش کی تعداد زیادہ چونکہ بہت تنگی ہوئی تھی، اس لیے
جیش العسرہ بھی کہتے ہیں، عسرہ کے معنی تنگی، جیش العسرہ کے معنی ہیں، تنگی کا لشکر اور
اس میں منافقوں کو شرمساری ہوئی تھی اور ان کا نفاق ظاہر ہو گیا تھا، اس لیے اس کو

غزوۂ بدر کی وجہ تسمیہ

بدر ایک گاؤں کا نام ہے چونکہ مدینہ منورہ سے چار منزل اور اٹھائیس فرسخ یعنی تقریباً اَسّی (۸۰) میل کے فاصلہ پر ہے، اور بدر بن یخلد بن نضر بن کنانہ یا بدر بن الحارث کی طرف منسوب ہے۔ جو اس کا بانی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بدر ایک کنویں کا نام ہے۔ کنویں ہی کے نام سے بستی مشہور ہوگئی۔ (زرقانی، ۱/۴۰۶)

چونکہ یہ عظیم الشان جہاد اسی سرزمین پر واقع ہوا، اسی لیے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو غزوۂ بدر کہتے ہیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ)

جنگ جمل کی وجہ تسمیہ

جنگ جمل کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ام المومنین اس جنگ میں جمل یعنی اونٹ پر سوار ہو کر میدان جنگ میں رونق افروز ہوئی تھیں اسی مناسبت سے اس کو جنگ جمل کہتے ہیں۔ (حاشیہ اسد الغابہ، ۱/۹۲۷)

غزوۃ الخبط کی وجہ تسمیہ

واقدی کہتا ہے کہ یہ واقعہ (سنہ ۸ ہجری) میں ہوا، اس کو غزوۃ الخبط اس لیے کہا گیا کہ اس میں مسلمانوں کو تین ماہ تک خشک پتے کھانے پڑے، جس کی وجہ سے ان کے جبڑے سے خاردار جھاڑی کھانے والے اونٹوں کی طرح ہو گئے چونکہ خبط کے معنی درخت کے پتے کے ہیں، اسی مناسبت سے نام رکھا گیا۔ (تاریخ طبری، ۱/۷۳۰)

غزوۂ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ

ی ایک اونٹ پر باری باری کر کے گئے تھے، ہم لوگوں کے پیر پھٹ گئے، اس لیے
ں چیتھڑے لپیٹ لئے تھے، اس لیے اس غزوہ کا نام غزوۂ ذات الرقاع ہو گیا۔

امام نوویؒ کہتے ہیں کہ بعض سے روایت ہے کہ ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے،
حق کہتے ہیں کہ ایک درخت کا نام ہے ہوسکتا ہے کہ سب باتیں ہوں۔

(اصح السیر، ص:۱۲۶، نصر الباری، ۱۷۹/۸)

غزوہ بنی المصطلق ومریسیع کی وجہ تسمیہ

مصطلق بنی خزاعہ کے ایک شخص جذیمہ بن سعد کا لقب ہے اور بنی خزاعہ کا ایک
ہے جس کو مریسیع کہتے ہیں، اسی کنویں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے تھے، اسی
س کو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں اور مریسیع بھی یہ غزوہ سنہ ۵ ہجری میں ہوا ہے۔

(اصح السیر، ص:۱۳۰)

غزوۂ حدیبیہ کی وجہ تسمیہ

حدیبیہ ایک کنویں کا نام تھا ایک قول ہے کہ ایک درخت کا نام تھا اور اسی درخت کی
سے اس جگہ کا نام بھی حدیبیہ پڑ گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ ایک بستی کا نام تھا جو مکہ سے قریب تھی اور جس کا اکثر حصہ حرم
رود میں آتا ہے۔ (سیرت حلبیہ، ۵۱/۵)

عمرۂ قضاء کی وجہ تسمیہ

اس کو عمرۂ قضیہ بھی کہا جاتا ہے، قضاء کے معنی ہیں فیصلہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ
لم نے اس پر قریش سے فیصلہ یعنی صلح فرمائی تھی، اس لیے اس کو عمرہ قضا کہا جاتا

علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ یہ نام یعنی عمرہ قصاص زیادہ مناسب ہے، کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ''۔

(پ۲، سورۂ بقرہ)

حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینے کے اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں۔ (سیرت حلبیہ، ۱۹۹/۵، نصر الباری شرح بخاری)

غزوۂ موتہ کی وجہ تسمیہ

موتہ کی تحقیق:

لفظ موتہ میں میم پر پیش ہے اور ہمزہ کے ساتھ ہے، یہ لفظ بغیر ہمزہ کے بھی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ (زرقانی)

لیکن علامہ سہیلی نے لکھا ہے کہ یہ لفظ موتہ ہمزہ کے ساتھ ہے، اور بغیر ہمزہ کے جو موتہ ہے وہ جنون کی ایک قسم کو کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''**اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، من هَمَزِه ونفخه ونفثه**'' اس حدیث کے راوی نے ان الفاظ کی خود ہی تشریح کی ہے، اور کہا ہے کہ نفث سے مراد سحر اور جادو ہے، نفخ سے مراد تکبر اور بڑائی اور ہمز سے مراد موتہ ہے، یعنی جنون کی ایک قسم مراد ہے۔ (سیرت حلبیہ، ۲۱۱/۵)

وجہ تسمیہ

موتہ ملک شام میں شہر بلقاء کے مضافات میں بیت المقدس سے تقریباً دو منزلہ کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے، یہاں پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان پہلی جنگ ہوئی تھی، اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے غزوۂ موتہ کہا جاتا ہے۔

(سیرت خاتم الانبیاء، ص:۹۱)

غزوۂ حنین کی وجہ تسمیہ

حنین طائف کے قریب ایک گاؤں کا نام ہے ایک قول ہے کہ یہ بستی ذی المجاز
ابر میں تھی، جو جاہلیت کے زمانہ کا ایک میلہ اور بازار تھا ایک قول یہ ہے کہ یہ مکے
ئف کے درمیانی علاقے کا نام ہے، اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو حنین کہا
ہے۔

اور اس غزوہ کو غزوۂ ہوازن بھی کہا جاتا ہے چونکہ یہ غزوہ بنی ہوازن کے ساتھ
یا تھا اس لیے ہوازن بھی کہا جاتا ہے۔ (سیرت حلبیہ، ۳۲۰/۵)

اسی طرح اس غزوہ کو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہیں چونکہ دشمنان اسلام کے لشکر عظیم
اع اسی مقام پر ہوا۔ (تاریخ اسلام، ۱۷۹/۱)

غزوۂ دومۃ الجندل کی وجہ تسمیہ

دومۃ الجندل یہ تبوک کے مقام سے قریب ایک بستی ہے، اس کی طرف نسبت
تے ہوئے غزوۂ دومۃ الجندل کہا گیا ہے، مقام دومۃ الجندل کی وجہ تسمیہ آگے شہروں
جوہ تسمیہ کے ذیل میں آئے گی۔

غزوۂ ذات السُّلاسِل کی وجہ تسمیہ

ایک قول کے مطابق ذات السلاسل ایک جگہ کا نام ہے اور نام رکھنے کی وجہ یہ ہے
ہاں تہہ در تہہ اور مسلسل ریت کے ٹیلے تھے، اگر پانی میٹھا اور صاف ہو جو آسانی کے
حلق میں اتر جائے، تو اس کو آب مسلسل اور آب سلسال کہا جاتا ہے، یہ علاقہ وادی

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سُلسُل ایک چشمہ تھا اس وجہ سے اس غزوہ کو ذات السلاسل کہتے ہیں۔ (اصح السیر، ص: ۲۴۰)

ایک قول یہ ہے کہ مشرکوں نے بچھڑ جانے کے خوف سے خود کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ لیا تھا (تاکہ اچانک حملہ کی صورت میں افراتفری کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہو جائیں)۔ (سیرت حلبیہ، ۹۰/۶)

غزوۂ خندق واحزاب کی وجہ تسمیہ

اس غزوہ کے دو نام ہیں چونکہ حفاظت کے لیے صحابہ کرامؓ نے خندق کھودا تھا، اس لیے اس کو غزوۂ خندق کہتے ہیں، اور چونکہ بہت سے قبائل متفق ہو کر جماعتیں بنا کر اس دفعہ مسلمانوں کو فنا کرنے آئے تھے، اس لیے اس غزوہ کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں، چونکہ احزاب جمع ہے حزب کی بمعنی جماعت اور گروہ۔

(اصح السیر، ص: ۱۴۲، نصر الباری، ۱۴۹/۸، بحوالہ فتح الباری)

غزوۂ سویق کی وجہ تسمیہ

۵/ذی الحجہ سنہ ۲ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو مہاجرین و انصار کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوئے، مگر کوئی ہاتھ نہ آیا پہلے ہی نکل بھاگے تھے، چلتے وقت بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ستو کے جو تھیلے ہمراہ لائے تھے، وہ چھوڑ گئے تھے، وہ سب مسلمانوں کو ہاتھ آئے، اسی لیے اس غزوہ کا نام غزوۃ ''السویق'' یعنی ستو والا غزوہ ہے۔ (سیرۃ المصطفیٰ ۱۷۱/۲، بحوالہ زرقانی)

الفاظ نحو وصرف کی وجوہ تسمیہ

لفظ کی وجہ تسمیہ

لفظ کے لغوی معنی پھینکنے کے ہیں، جیسے کہ اہل عرب بولتے ہیں **اکلت التمرة**
ظت النواة میں نے کھجوریں کھائیں اور گٹھلی کو پھینک دیا چونکہ انسان بھی الفاظ کا
رتا ہے یعنی الفاظ کو زبان سے پھینکتا ہے اسی مناسبت سے لفظ کہتے ہیں۔
(تسہیل السامی ص:۲۲)

کلمہ کی وجہ تسمیہ

کلمہ یہ **کلمٌ (بکسر الکاف وبتسکین الام)** سے مشتق ہے اس کے معنی
ی کرنا تو جس طرح زخم کا اثر جسم پر ہوتا ہے اسی طرح کلمہ اور کلام کا اثر بھی دل پر ہوتا
یسا کہ کسی ایک شاعر نے کہا ؎

جراحات السنان لها التیام ‌ ‌ ‌ ولا یلتام ما جرح اللسان

نیزوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں اور کبھی نہ کبھی دیر سویر اچھے ہو جاتے ہیں لیکن
سے نکلنے والے کلمات کا جو اثر دل پر ہوتا ہے اس کا بھرنا بڑا دشوار ہوتا ہے اسی
بت کی وجہ سے کلمہ کہتے ہیں۔ (شرح جامی)

اسم کی وجہ تسمیہ

اسم کی وجہ تسمیہ میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے۔

يعلو علواً خلاف قیاس واؤ کو حذف کر کے سین کی حرکت میم کو دے دی گئی اور اس کے شروع میں ہمزہ وصل لائے تاکہ ابتداء بالساکن لازم نہ آئے، **السمو** کے معنی بلندی کے ہیں، اسم بھی اپنے اخوین پر بلند ہوتا ہے اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔

اور کوفیین نے کہا کہ اسم وِسْمٌ سے ماخوذ ہے **وسم** کے معنی علامت کے ہیں اسم بھی اپنے مسمی پر علامت ہوتا ہے اس لیے اسم کو اسم کہا جاتا ہے واؤ کو حذف کر کے شروع میں ہمزہ لائے اسم ہو گیا۔ (تسہیل السامی ص:۳۸)

فعل کی وجہ تسمیہ

فعل اصطلاحی کے اندر تین چیزیں پائی جاتی ہیں (۱) معنی مصدری جس کے معنی فارسی میں کردن کے ہیں (۲) زمانہ (۳) **نسبت الی فاعل مّا** چونکہ معنی مصدری فعل اصطلاحی کا جزء ہے اس لیے **تسمیة الکل باسم الجزء** کے طور پر فعل اصطلاحی کو فعل کہا گیا۔

یا یہ کہا جائے کہ فعل اصطلاحی فعل لغوی کو متضمن ہوتا ہے تو **تسمیة المتضمن** (بکسر المیم) **باسم المتضمن** (بفتح المیم) کے طور پر فعل اصطلاحی کا فعل نام رکھا گیا۔
(تسہیل السامی ص:۳۸)

حرف کی وجہ تسمیہ

حرف کے معنی لغت میں طرف یعنی جانب کے ہیں یہ بھی کلام میں اسم اور فعل کے مقابلہ میں ایک جانب[1] میں ہے جو بات اسم اور فعل میں پائی جاتی ہے وہ حرف میں نہیں ہیں، اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہوتا ہے فعل مسند ہوتا ہے حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ ہوتا ہے۔ (تسہیل السامی ص:۳۶)

اعراب کی وجہ تسمیہ

اعراب یہ اعربہ سے ماخوذ ہے جو کسی چیز کو واضح کرنے کے بعد بولتے ہیں
ب بھی معانی متقضیہ کو یعنی فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت کو واضح کرتا ہے رفع کی
سے فاعل کا، نصب کی وجہ سے مفعول کا، جر کی وجہ سے اضافت کا علم ہوتا ہے اس لیے
ب کو اعراب کہتے ہیں۔ یا وجہ ہے کہ اعراب کا مجرد عرب ہے جس کے معنی فاسد
نے کے ہیں، پھر اس پر ہمزہ باب افعال کا سلب ماخذ کے لیے ہے، یعنی فساد کا سلب
تو چونکہ اعراب سے بعض معانی کے بعض معنی کے ساتھ التباس کا فساد دور ہوتا ہے

ف کی وجہ تسمیہ پر کسی نے اعتراض کیا ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ حرف کلام کے طرف میں واقع ہوتا
لکہ وسط کلام میں بھی واقع ہوتا ہے جیسے **زید فی الدار** میں حرف فی درمیان کلام میں واقع ہے اسی
زید ان تضرب میں ان حرف ناصبہ وسط کلام میں ہے، اس کے علاوہ اور بھی مثالیں ہیں، لہٰذا جب
کلام میں واقع ہوتا ہے تو پھر حرف کا نام طرف میں واقع ہونے کی بنا پر رکھنا غلط ہوا۔

جواب: اس اشکال کا جواب صاحب الہامیہ دیتے ہیں کہ حرف کا طرف میں واقع ہونے سے
ہ مطلب نہیں جو معترض نے سمجھا ہے یعنی آخر اور کنارہ میں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حرف اسم اور فعل
ابلہ میں علیحدہ اور کمتر ہے کیونکہ حرف مقصود لذاتہ اور مستقل بالمفہومیہ مسند اور مسند الیہ کی طرح نہیں ہوتا
ف اسم اور فعل کے کہ دونوں مقصود لذاتہ اور مستقل بالمفہومیہ ہوتے ہیں، لہٰذا حرف مستقل بالمفہومیہ نہ
کی بنا پر مسند اور مسند الیہ سے ایک طرف اور کنارہ ہو گیا اس لیے اس کا نام حرف رکھا گیا اب وہ اشکال
ہو گیا۔ (الہامیہ ص:۲۷)

اس اشکال کا جواب ملا جامیؒ نے اس طرح دیا ہے کہ حرف کو حرف اس لیے کہتے ہیں کہ حرف لغت
رف کے معنی میں آتا اور یہ اسم و فعل کے مقابلہ میں ایک جانب ہے کیونکہ یہ دونوں کلام میں عمدہ واقع
ہیں اور حرف عمدہ نہیں ہوتا اسم و فعل کے عمدہ ہونے کی وجہ پیچھے بیان کی جا چکی ہے۔ **سمی هذا**
م حرفاً لان الحرف فی اللغة الطرف وهو فی طرف ای جانب مقابل الاسم والفعل

اس لیے اس کا نام اعراب ہوتا ہے یعنی اعراب کے باعث کوئی فاعل کو مفعول برعکس نہ سمجھے۔ (سعیدیہ ص:۸، تسہیل السامی)

رفع، نصب اور جر کی وجہ تسمیہ

رفع: کو رفع اس لیے کہتے ہیں کہ رفع کے لغوی معنی اٹھنے اور بلند ہونے کے ہیں، چونکہ رفع کے تلفظ کے وقت نیچے کی ہونٹ اوپر کو اٹھ جاتی ہے یا رفع کو رفع اس لیے کہتے ہیں کہ نصب اور جر کے مقابلہ میں مرتبہ کے اعتبار سے بلند ہوتا ہے کیونکہ رفع عمدۃ الکلام ہے یعنی فاعل کی علامت ہوتا ہے۔

نصب: کو نصب اس لیے کہتے ہیں کہ نصب کے معنی لغت میں قائم رہنے اور بحال کے ہیں، چونکہ نصب کی ادائیگی کے وقت دونوں ہونٹ اپنے حال پر قائم رہتے ہیں۔

جر: کو جر اس لیے کہتے ہیں کہ جر کے معنی لغت میں کھینچنے کے ہیں چونکہ جر فعل کے معنی کو کھینچ کر اسم تک پہنچا دیتا ہے یا جر کو جر اس لیے کہتے ہیں کہ اسکے تلفظ کے وقت نیچے کے ہونٹ اور نیچے کی جانب کھچ جاتی ہیں۔

(مشکلات النحو ص:۸۴، بحوالہ غایۃ التحقیق وتحریر سنبٹ ص:۲۸)

ضمہ کی وجہ تسمیہ

ضم کے معنی لغت میں ملنے ملانے کے آتے ہیں چونکہ اس کے تلفظ کے وقت دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں **سمی الضم ضما لحصوله بضم الشفتين الخ۔**

(حاشیہ کافیہ ص:۶۴، درایہ ص:۱۶۰)

فتحہ کی وجہ تسمیہ

ذا اس کا نام فتحہ رکھا گیا۔ سمی الفتح فتحا لانفتاح الفم فی التلفظ۔

(حاشیہ کافیہ ص:۶۴، درایہ ص:۱۶۰)

کسرہ کی وجہ تسمیہ

کسرہ کے تلفظ میں چونکہ نیچے کا ہونٹ منکسر ہو جاتا ہے یعنی اس کے تلفظ میں نیچے ٹ اوپر کے ہونٹ سے علیحدہ ہو جاتا ہے، اس لیے اس کا نام کسرہ رکھا گیا۔ سمی سر کسراً لانکسار الشفة السفلی فی التلفظ۔(ایضاً)

معرب اور مبنی کی وجہ تسمیہ

معرب یہ یا تو اسم ظرف ہے اعراب سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اظہار کے پس معرب کو معرب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ معانی کو ظاہر کرنے کا محل ہے۔

(حاشیہ کافیہ ص:۴)

یا معرب اسم مفعول کا صیغہ ہے اعراب سے ماخوذ ہے جس کے معنی ازالہ فساد کے پس اس وقت معرب کو معرب اس لیے کہتے ہیں کہ اس پر پے در پے آنے والے ی کے اظہار سے فساد کا ازالہ ہو گیا، اور بعض معنی کا بعض سے التباس نہیں رہتا۔

(الہامیہ ص:۴۵)

مبنی: یہ بنا سے ماخوذ ہے جس کے معنی قرار اور عدم تغیر کے ہیں، اور مبنی ہمیشہ ایک پر رہتا ہے، اسی وجہ سے مبنی کہتے ہیں۔ (مشکلات النحو ص:۵۷، بحوالہ مصباح ص:۱۸۳)

اسم متمکن اور غیر متمکن کی وجہ تسمیہ

کو جگہ دے دیتا ہے۔

غیر متمکن کے معنی ہوئے جگہ نہ دینے والا، چونکہ یہ ایک حالت پر قائم رہتا ہے اس پر عوامل کا کوئی اثر نہیں پڑتا، اب یوں سمجھ لو کہ اسم متمکن تو اسم معرب کو کہتے ہیں اور غیر متمکن مبنی کو۔ (گنجینۂ صرف ص:۱۴۵)

صحیح کی وجہ تسمیہ

صحیح کے معنی لغت میں درست اور اچھا کے آتے ہیں چونکہ فعل حروف علت اور دو مکرر حرف ایک جنس سے خالی ہوتا ہے تو گویا کہ وہ اچھا ہے اس وجہ سے اس کو صحیح کہتے ہیں۔

(مشکلات النحو ص:۸۶، حاشیہ صرف میر ص:۵)

جاری مجریٰ صحیح کی وجہ تسمیہ

چونکہ اعراب لفظی اس حرف علت پر جس کا ماقبل ساکن ہو ثقیل نہیں ہوتا اس لیے کہ خفت سکون ثقالت حرکت کے معارض ہوتی ہے، لہٰذا اس کو صحیح کا قائم مقام کیا گیا اور چونکہ اس میں قدر ثقل باقی رہتا ہے اس لیے وہ مکمل صحیح بھی نہیں ہو سکتا۔

(مشکلات النحو ص:۸۶، بحوالہ روایۃ النحو ص:۱۹)

اسمائے افعال کی وجہ تسمیہ

یہ اسماء صورۃً اسم ہیں اور معنیً فعل اور علماء نحو کا ایک طریق چلا آ رہا ہے کہ جب کوئی شئ بلحاظ معنی کسی دوسری شی سے ملتبس ہو اور احکام لفظیہ میں اس سے مختلف تو اس شئ پر لفظ اسم بڑھا کر اس دوسری شئ کا نام ڈال دیتے ہیں مثلاً جمع اور اسم جمع مصدر اور اسم مصدر صفت اور اسم صفت اسی طرح یہاں بھی کیا گیا۔ (مفتاح العوامل ص:۱۳۶)

اسماء اصوات کی وجہ تسمیہ

اصوات جمع ہے صوت کی بمعنی آواز، چونکہ ان اسماء سے کسی کی آواز کو نقل کیا جاتا
ں لیے ان کو اصوات کہتے ہیں۔ (ضوالمستنیر ص:۱۰۱)

اسماء ظروف کی وجہ تسمیہ

ظروف ظرف کی جمع ہے بمعنی برتن اور وہ چیز جس میں کوئی چیز سما جائے، یہاں
ف سے مراد وہ الفاظ ہیں جو وقت اور جگہ کو بتلاتے ہیں کیونکہ کوئی بھی فعل یا کام کسی نہ
جگہ اور وقت میں ہی ہوا کرتا ہے اگر کوئی لفظ زمانے کو بتلائے تو ظرف زماں کہتے
ور جو مکان اور جگہ کو بتلائے اس کو ظرف مکان کہتے ہیں۔ (ضوالمستنیر ص:۱۰۲)

اسماء کنایہ کی وجہ تسمیہ

کنایہ کنایة کنی یکنی کنایة بالشیء عن کذا یعنی کسی چیز کو بول کر کسی
ی چیز کا ارادہ کرنا جیسے لمبے ہاتھوں والا کہہ کر کسی کا سخی ہونا مراد لیا کرتے ہیں حقیقی معنی
یں کہ اس کے ہاتھ لمبے ہوں چونکہ اسماء کنایہ میں بھی گول مول بات مراد لیا کرتے
س لیے ان کو اسماء کنایہ کہتے ہیں۔ (ضوالمستنیر ص:۱۰۵)

اسم فاعل کی وجہ تسمیہ

اسم فاعل کو اسم فاعل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسم فاعل ثلاثی مجرد سے چونکہ فاعل
زن پر آتا ہے اس لیے اسم فاعل کو اسم فاعل کہتے ہیں۔
بعض لوگوں نے کہا کہ فاعل سے مراد کام کرنے والا یعنی جس نے کسی فعل کو انجام

ہیں، البتہ بعض اسم فاعل ایسے بھی ہیں جن کے اندر معنی مذکور نہیں پائے جاتے ہیں مگر تغلیباً یہ بھی اسم فاعل میں داخل ہیں۔

صفت مشبہ کی وجہ تسمیہ

اس کو صفت مشبہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو اسم فاعل سے مشابہت ہے گردان میں یعنی جس طرح کہ اسم فاعل مذکر اور مونث ہوتا ہے اور تثنیہ وجمع اسی طرح صفت بھی مذکر مونث تثنیہ جمع ہوتی ہے۔ پس بلحاظ تصرف صفت اسم فاعل سے مشابہ ہوگئی کہ فاعل میں اسی طرح مذکر مونث کے چھ صیغے علیحدہ علیحدہ ہیں جیسے **حسن حسنان حسنون حسنة حسنتان حسنات**۔ تو یہ مشابہت فی التصریف ہوئی جس کی بنیاد پر اس کو صفت مشبہ کہا جاتا ہے۔ (مفتاح العوامل ص:۲۵۳)

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صفت مشبہ کی اصل مرفوع ہونا ہے نہ کہ منصوب جیسا کہ اسم فاعل مرفوع ہوتا ہے۔ (شمس الہدیٰ شرح قطر الندیٰ ص:۳۳۴)

مصدر کی وجہ تسمیہ

مصدر بروزن مفعل ظرف ہے یعنی محل صدور چونکہ اس سے فعل کا صدور ہوتا ہے یعنی اس سے فعل نکلتا ہے اس اعتبار سے یہ محل صدور ہوا، لہٰذا اس کا نام مصدر اسی وجہ سے رکھا گیا (یعنی چونکہ فعل اور جملہ مشتقات بالواسطہ یا براہِ راست مصدر ہی سے نکلے ہیں اور کسی شئ سے وہی چیز نکالی جاسکتی ہے جو اس میں کسی نہ کسی شکل کے ساتھ موجود ہوں، تو ماننا پڑے گا کہ مصدر ان تمام چیزوں کا خزانہ ہے اور یہ تمام مشتقات اس میں پڑے ہوتے ہیں، اور یہ ان تمام اشیاء کا محل صدور ہے اور جب محل صدور ہے تو پھر اس کا نام

مستثنیٰ مفرغ کی وجہ تسمیہ

مفرغ کے معنی فارغ کئے گئے کے ہیں، تو چونکہ اس مستثنیٰ نے عامل سابق الذکر کو
ی منہ میں عمل کرنے سے فراغت دے دی ہے، اس لیے اس کو مستثنیٰ مفرغ کہتے
ے۔

(درایۃ النحو شرح ہدایت النحو ص:۱۱۷)

مبتداء کی وجہ تسمیہ

باب افتعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کو مبتداء اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے
ی ابتداء ہوتی ہے اور یہ مسند الیہ کا دوسرا نام ہے۔

(حل مشکلات النحو ص:۴۷ بحوالہ المصباح ص:۱۴)

خبر کی وجہ تسمیہ

خبر کو خبر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اسم یعنی مبتداء کے حال کی خبر دیتا ہے اور خبر کا دوسرا
سند ہے جیسے زید عالم میں عالم خبر ہے۔ کیونکہ اسم زید کی حالت یعنی عالمیت کی خبر
ر رہا ہے۔ (مشکلات النحو ص:۴۷، بحوالہ المصباح ص:۱۴)

ضمیر مرفوع منفصل کی وجہ تسمیہ

مرفوع تو اس لیے کہ یہ مبتداء یا خبر یا فاعل ہوتی ہے اور یہ تینوں مرفوع ہوتے ہیں
صل بمعنی جدا الگ کیونکہ کسی فعل کے ساتھ مل کر آنے کے بجائے تنہا مستقل طور سے
ل ہوتی ہے۔ (ضوالمستنیر ص:۹۴)

ضمیر منصوب منفصل

منصوب اس لیے کہ یہ سب ضمیریں مفعول بہ ہوتی ہیں اور منفصل بمعنی جدا کیونکہ فعل سے الگ کر کے استعمال کی جاتی ہیں جیسے **ایاک نعبد**۔ (ایضاً)

ضمیر مجرور متصل

ان ضمیروں پر اگر حرف جر داخل ہو تو یہ مجرور کہلائے گی کیونکہ یہ یا تو مجرور بنیں گی یا مضاف الیہ اور مضاف الیہ بھی مجرور ہی ہوتا ہے، اور منفصل اس لیے کہا کہ وہ ضمیر حرف جر یا مضاف الیہ سے ملی ہوئی ہیں، الگ نہیں ہوتی۔ (ضوالمستنیر ص:۹۴)

ضمیر قصہ و ضمیر شان

ایسی ضمیر کا نام (جو جملہ سے پہلے بلا مرجع ایک ضمیر غائب ہو) مذکر میں ضمیر شان، اور مونث میں قصہ، اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ دونوں ضمیریں معہود فی الذہن ہی کی جانب لوٹتی ہیں، **انما یسمی هذا الضمیر ضمیر الشان و القصه لانه عائد الی ماهو المعهود فی الذهن** الخ۔ (مشکلات النحو ص:۸۳ بحوالہ غایۃ التحقیق ص:۶۷)

کَلِمُ المجازات کی وجہ تسمیہ

کلم المجازات کا دوسرا نام اسماء شرطیہ ہے ان کو کلم المجازات اس لیے کہتے ہیں کہ مجازات بمعنی بدلہ دینا جزا دینا، چونکہ یہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں اور ایک جملہ دوسرے جملہ کے لیے جزاء ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لیے ان اسماء کا کلم المجازات لقب ہوا۔ (حاشیہ ہدایت النحو ص:۸۷ بحوالہ درایہ ص:۲۲۰)

عطف کی وجہ تسمیہ

عطف کے معنی میلان اور جھکاؤ کے آتے ہیں چونکہ حرف عطف اپنے مابعد کا
کے حکم پر جھکاؤ کو ظاہر کرتا ہے یعنی جو حکم حرف عطف سے پہلے پر ہے وہی اس کے
لے پر بھی ہے اس لیے اس کا عطف نام رکھا گیا۔
یا عطف کے معنی جوڑنے کے ہیں اور جس سے جوڑے معطوف علیہ اور جس کو
ں معطوف کہتے ہیں تو چونکہ حرف عطف معطوف کو معطوف علیہ پر لگے، حکم سے جوڑتا
ں لیے حرف عطف کہلایا۔ (ضوء المستنیر ص:۲۳۰، فوائد الضیائیہ تحریر سنبٹ ص:۱۷۴)

حروف علت کی وجہ تسمیہ

حرف علت تین ہیں، واؤ، الف، یا ان کا مجموعہ وائے ہوتا ہے ہائے وائے درد اور
ت کے کلمات ہیں، وائے افسوس کا کلمہ بھی ہے، کہا جاتا ہے کہ وائے برحال زید
ی حالت پر افسوس)۔
وجہ تسمیہ اس شعر میں ہے ۔

حرف علت نام کردم واو والف و یائے را
ہر کہ را دردے رسد ناچار گوید وائے را

ترجمہ: میں نے واو الف اور یا کا نام حرف علت (بیماری کے حروف) رکھا کیونکہ
ی کوئی درد ہوتا ہے تو وہ بے اختیار ہائے وائے کرتا ہے۔ (گنجینۂ صرف ص:۲۶)

معتل کی وجہ تسمیہ

معتل علت سے مشتق ہے چونکہ اس کلمہ میں حرف علت ہوتا ہے اس وجہ سے
معتل کہتے ...

مہموز کی وجہ تسمیہ

مہموز یہ ہمزہ سے ماخوذ ہے چونکہ اس فعل میں فا یا عین یا لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہوتے
ہیں اس وجہ سے اس کا نام مہموز رکھا گیا۔ (حاشیہ علم الصیغہ)

مثال کی وجہ تسمیہ

معتل فاء کا دوسرا نام مثال ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مثال مثل (طرح) کے
معنی میں ہے چونکہ معتل فاء وعد یسر قلتِ تعلیل میں صحیح کی طرح ہے اس لیے اس کو
مثال کہتے ہیں یعنی جیسے ہفت اقسام کی ایک قسم صحیح میں تعلیل شاذ و نادر ہوتی ہے اسی طرح
مثال میں تعلیل کم ہوتی ہے اس مماثلت و مشابہت کی وجہ سے معتل فاء کو مثال کہا جاتا
ہے۔ (حاشیہ علم الصیغہ)

اجوف کی وجہ تسمیہ

اجوف کے معنی لغت میں کھوکھلا اور پیٹ کے آتے ہیں چونکہ وہ کلمہ اپنے پیٹ میں
حرف علت رکھتا ہے یا اس وجہ سے کہ اس کا جوف حرف صحیح سے کھوکھلا رہتا ہے۔
(حاشیہ صرف میر ص:۶)

ناقص کی وجہ تسمیہ

ناقص بمعنی کم کے آتے ہیں چونکہ آخر سے حرف علت زیادہ تر ساقط ہوجاتا ہے
لہٰذا اس کلمہ کی بنا میں ایک نقصان اور کمی واقع ہوجاتی ہے اس وجہ سے اس کو ناقص کہتے
ہیں۔ (مشکلات النحو ص:۸۶، بحوالہ صرف میر ص:۶، علم الصیغہ)

لفیف کی وجہ تسمیہ

لفیف کے معنی لغت میں پیچیدہ اور لپیٹنے کے آتے ہیں اسی سے لفافہ ہے چونکہ
صحیح میں دو حرف علت لپٹ جاتے ہیں اس وجہ سے اس کا نام لفیف رکھا گیا لفیف
پیچیدہ است الخ۔ (مشکلات النحو بحوالہ علم الصیغہ ص:۴، صرف میر ص:۷)

مضاعف کی وجہ تسمیہ

مضاعف کے معنی لغت میں مکرر اور دوگنا کے آتے ہیں چونکہ اس میں ایک جنس کا
مکرر آجاتا ہے اس وجہ سے اس کو مضاعف کہا جاتا ہے۔

(مشکلات النحو ص:۸۶ بحوالہ صرف میر ص:۵)

فعل مضارع کی وجہ تسمیہ

مضارع باب مفاعلت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی مشابہت رکھنے والا کے
مضارع کو مضارع اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اسم فاعل کے ساتھ حال اور استقبال میں
ہونے اور سین اور سوف کے ساتھ مختص ہونے میں مشابہت رکھتا ہے، گویا دونوں
یعنی مضارع واسم نے ایک پستان سے دودھ پیا ہے یہی وجہ تسمیہ شرح رضی میں
(حل مشکلات النحو ص:۵۷ بحوالہ شرح رضی ۲/۲۲۶، بیروت مصباح ص:۲۴۴)

فعل لازم اور فعل متعدی کی وجہ تسمیہ

لازم یلزم لزوماً کے معنی چمٹنے کے آتے ہیں کیونکہ فعل لازم اپنے فاعل ہی کو
ہتا ہے اس سے گذر کر آگے مفعول بہ تک نہیں جاتا اس لیے فعل لازم کہلاتا ہے۔

فاعل سے گذر کر آگے مفعول بہ تک چلا جاتا ہے اس لیے متعدی کہلاتا ہے۔
(ضوالمستنیر ص:۱۵۹)

مفعول مالم یسم فاعلہ کی وجہ تسمیہ

لم یسم لم یذکر کے معنی میں ہے اور ما سے مراد مفعول ہے یعنی ایسے مفعول کا
فعل کہ جس مفعول کا فاعل نہ ذکر کیا گیا ہو چونکہ فعل مجہول کا فاعل ذکر نہیں کیا جاتا اس
لیے فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔ (ضوالمستنیر ص:۱۷۴)

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ

ان افعال کو ناقصہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ محض فاعل سے مل کر کلام تام نہیں ہوتے
بلکہ تمامیت کلام کے لیے مفعول یعنی منصوب کے ذکر کے محتاج رہتے ہیں، لہٰذا یہ افعال
خالی از نقصان نہیں مثال کے طور پر کان زید قائماً کے معنی ہیں، زید قائم تھا یہ کلام تام
ہے، لیکن بغیر ذکر قائماً کے کلام ناقص ہوا جس پر سامع کو کوئی اطمینان نہیں ہوا، وہ لامحالہ
پوچھے گا کہ زید تھا کیا تھا قائم تھا یا قاعد تھا، راکب تھا یا ماشی۔ بہرحال بدون ذکر خبر سامع
کا تردد زائل نہیں ہوسکتا اسی وجہ سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔

(مفتاح العوامل ص:۱۴۵، حاشیہ کافیہ ص:۱۰۶، مصباح ص:۲۶۷)

افعال مقاربہ کی وجہ تسمیہ

ان کو مقاربہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان افعال میں اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ ان
کی خبریں اپنے اسماء کے لیے قریب الحصول ہیں خواہ یہ قربت متکلم کی رجاء اور امید کے

نے والی ہے، یا متکلم کو اس امر کا جزم ہو کہ فاعل تحصیل خیر کا کام شروع کر چکا ہے۔

(مفتاح العوامل ص:۶۴)

افعال قلوب کی وجہ تسمیہ

قلوب جمع ہے قلب کی بمعنی دل ان افعال کو افعال قلوب اس وجہ سے کہتے ہیں کہ
عال کا صدور براہ راست قلب سے متعلق ہے ان کے صدور میں جوارح کا واسطہ اور
یں ہوتا[1]

(مفتاح العوامل ص:۱۹۶، درایہ ص:۱۱۹، مصباح ص:۱۶۵)

افعال الشک والیقین کی وجہ تسمیہ

افعال قلوب کا دوسرا نام افعال الشک والیقین اس وجہ سے رکھا گیا کہ ان میں
عض شک کے لیے آتے ہیں اور بعض یقین کے واسطے، وتسمی افعال الشك
قین ایضاً لان بعضها للشك وبعضها لليقين۔

(تحریرسنبٹ ص:۲۵۱، مصباح ص:۲۲۵، از مشکلات النحوص:۷۷)

تعلیق[1] کی وجہ تسمیہ

وسمی ذلك تعليقاً الخ (قطر الندی) تعلیق کو تعلیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ
ہے اس معلقہ عورت کے ساتھ جو نہ مطلقہ ہو نہ مزوجہ ہو، جس عورت کی زندگی اس
وہر نے برباد کر رکھی ہو نہ طلاق دے اور نہ حقوق ادا کرے اسے معلقہ کہا جاتا ہے۔

ں پر بظاہر ایک طالب علمانہ سوال وارد ہوتا ہے کہ افعال قلوب کا تعلق تو دل سے ہوتا ہے حالانکہ رأیت
) دیکھنا) کا تعلق تو آنکھ سے ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رأیت بمعنی دیکھنا سے مراد یہاں دل سے دیکھنا ہے یعنی سوچنا ہے نہ کہ

یہی حال اس عامل کا ہوتا ہے کہ نہ پوری طرح بے عمل رہتا ہے اور نہ کمال کے ساتھ عمل
کر پاتا ہے۔

(شمس الہدیٰ شرح قطر الندیٰ ص:۱۷۴)

حرف کی وجہ تسمیہ

حرف کے معنی لغت میں طرف (کنارہ) ہیں اور اصطلاحاً دو ہونٹوں کے ٹکراؤ
سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ حرف کہلاتی ہے۔

(گنجینۂ صرف ص:۱۹۸)

حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ

حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں اور مشبہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے ان
حروف کو مشبہ بالفعل اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کو فعل کے ساتھ مشابہت لفظی ومعنوی
حاصل ہے۔

لفظی مشابہت تو یہ ہے کہ جس طرح فعل ماضی مبنی برفتحہ ہوتا ہے اسی طرح یہ
حروف بھی مبنی برفتح ہوتے ہیں اور جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی
ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں اور جس طرح فعل متعدی دو اسم کا متقاضی ہوتا ہے اسی طرح
یہ حروف بھی دو اسم کا تقاضا کرتے ہیں اور مشابہت معنوی یہ ہے کہ ان حروف کے معانی
فعل جیسے ہیں، چنانچہ اِنَّ اور اَنَّ بمعنی اکدت وحققت ہیں، اور کاَنّ بمعنی شبهت
اور لکن بمعنی استدرکت اور لیت بمعنی تمنّیت اور لعل بمعنی ترجیت ہیں۔

(حل مشکلات النحو ص:۷۰، بحوالہ درایہ ص:۲۴۹، تحریرسنبٹ ص:۲۷۰)

[1] تعلیق سے مراد افعال قلوب کے عمل کو لفظاً باطل کر دینا اور محلاً باقی رکھنا تعلیق کہلاتا ہے تعلیق کی صورت اس
وقت پیدا ہوگی جب کہ فعل قلوب اور اس کے معمول کے درمیان کوئی ایسا کلمہ ہو جو صدارت کلام چاہتا ہے مثلاً ما
نافیہ، لا نافیہ، لا ابتداء، لام قسم، استفہام وغیرہ تو ان افعال کا عمل لفظاً باطل کر دیا جاتا ہے محلاً باقی رہتا ہے گویا اس

حروف جر کی وجہ تسمیہ

حروف جر کو جار یا جر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ حروف اپنے مدخول کو جر کرتے ہیں
نے یہ وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ جر کے معنی کھینچنا چونکہ یہ حروف بھی معانی افعال کو اپنے
ں کی طرف کھینچتے ہیں۔ اوران حروف کا دوسرا نام حروف اضافت بھی ہے، چونکہ
ت کے معنی ملانا اور یہ حروف فعل یا مشبہ فعل یا معنی فعل کو اپنے معمول سے ملا دیتے
لہٰذا ان حروف کا نام حروف اضافت رکھ دیا گیا۔

(حل مشکلات النحوص:٨١، بحوالہ تحریر سنبٹ ص:٢٦٤، مصباح ص:٢٧٦)

حروف تحضیض کی وجہ تسمیہ

یہ چار حروف ہوتے ہیں **الا ھلا، اور لولا، لوما** تحضیض کے معنی لغت میں
نا اور آمادہ کرنا ہے، چونکہ یہ حروف فعل کے کرنے پر ابھارنا اور آمادہ کرنے کے لیے
ے ہیں اس وجہ سے ان کو حروف تحضیض کہتے ہیں۔

(مشکلات النحوص:٨٧، بحوالہ مصباح ص:٢١٠، فوائد الضائیہ)

حروف توقع کی وجہ تسمیہ

توقع باب تفعل کا مصدر ہے بمعنی امید والا ہونا، حروف توقع اس وجہ سے کہا جاتا
ہ جو متوقع اخبار ہے اس کو اس سے خبر دی جاتی ہے، **لانہ یخبر بھا لمتوقع**
ـار اور صاحب روایہ نے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ اس حرف قد سے اس خبر
س کے وجود کی خبر دی جاتی ہے اس کا دوسرا نام حرف تقریب ہے، چونکہ یہ ماضی پر
ہو کر اس کو زمانۂ حال کی طرف قریب کرتا ہے۔

حروف ردع کی وجہ تسمیہ

ردع بمعنی زجر و جھڑ کنا اور منع کرنا چونکہ کلا زجر اور منع کے لیے موضوع ہے اس وجہ سے کلا کو حرف ردع کہتے ہیں۔

(مشکلات النحوص:٣١٨، مصباح ص:٣١٨، روایہ ص:١٤٧)

حروف تنبیہ کی وجہ تسمیہ

تنبیہ کے معنی بیدار کرنا کسی چیز پر خبردار کرنا حروف تنبیہ تین ہیں، **الا، اما، ھا** ۔
یہ حروف جملے کے سرے پر داخل ہوتے ہیں تا کہ مخاطب اس کلام کے کسی جزو سے بھی غفلت نہ کرے، جس کو متکلم اس کی طرف القا کرنا چاہتا ہے، اور مخاطب کے ذہن میں اچھی طرح متمکن ہو جائے اور چونکہ غرض مذکور پر دلالت کرنے کی وجہ سے جملہ کے شروع میں آتے ہیں، اس وجہ سے ان کا نام حروف استفتاح بھی ہے۔

(مشکلات النحوص:٩٧، بحوالہ تحریر سنبٹ ص:٢٧٦، درایہ ص:٢٦)

حروف ایجاب کی وجہ تسمیہ

ایجاب باب افعال کا مصدر ہے بمعنی جواب دینا اور ثابت کرنا کیونکہ یہ حروف جواب دینے تصدیق تحقیق اور اثبات کے واسطے آتے ہیں ایجاب سے مراد مقابل نفی، نفی نہیں بلکہ جواب دینا ہے، خواہ ماسبق کی تقریر کے ساتھ ہو، خواہ نفی سابق کے اثبات کے ساتھ۔ ان حروف ایجاب کا دوسرا نام حروف تصدیق بھی ہے۔

(مشکلات النحوص:٩٧، حاشیہ ہدایت النحوص:١١٥)

حروف زیادۃ کی وجہ تسمیہ

ب یہ چاہتے ہیں کہ کلام میں کسی حرف کوزائدلائیں توان حرفوں میں سے لاتے ہیں
جہ سے یہ حروف اس نام کے ساتھ موسوم ہوگئے،اوران حروف کا نام حروف صلہ بھی

(مشکلات النحوص:۹۷بحوالہ مصباح ص:۳۰۲،درایہ ص:۲۶۴)

حروف مصدریہ کی وجہ تسمیہ

صاحب مصباح کےقول کے مطابق حروف مصدریہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ حروف
مصدر کے حکم میں کردیتے ہیں اس وجہ سے ان کوحروف مصدریہ کہتے ہیں لیکن محشی
ت النحو نے عبدالرحمٰن ملا جامی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حروف مصدریہ کی وجہ تسمیہ یہ
ہ یہ حروف اپنے صلہ کومصدر کے حکم میں کردیتے ہیں یعنی اپنے معنی پر صلہ کے رہنے
وجوداس پرمصدر کےاحکام جاری ہوجاتے ہیں جیسے بما رحبت ای برحبھا،
ر کےمعنی میں ہےاس لیےان حروف کوحروف مصدریہ کہتے ہیں۔

(مشکلات النحوص:۸۱بحوالہ فوائدایضائیہ حاشیہ ہدایت النحوص:۱۱۷)

حروف عطف ونسق کی وجہ تسمیہ

عطف مصدر ہےاس کے معنی جھکانا مائل کرنا چونکہ ان حروف کے ذریعہ سے ایک
دوسرے اسم کے ساتھ حکم میں شریک کیا جاتا ہےاس لیےان حروف کوحروف عطف
جا تا ہے اوران کا دوسرا نام حروف نسق بھی ہے،نسق کے معنی ترتیب دینا چونکہ ان
ف کے ذریعہ سے کلام میں ترتیب قائم ہوتی ہےاس لیےحروف نسق کہلاتے ہیں۔

(المصباح المنیر شرح نحومیرص:۱۴۵،درایۃ النحوعربی شرح ہدایت النحوص:۱۳۳)

اضافت معنوی کی وجہ تسمیہ

فائدہ دیتی ہےاوروہ امرمعنوی تعریف ہے،یاتخصیص (یعنی اضافت معنوی مضاف کے لیےتعریف کا فائدہ دیتی ہے،یاتخصیص کا) اگرمضاف الیہ معرفہ ہوتو مضاف بھی معرفہ ہوگا،جیسے غلام زید اوراگرمضاف الیہ نکرہ ہوتو مضاف میں تخصیص پیدا ہوجائے گی،یعنی خالص نکرہ نہ رہے گا،جیسے غلام امراۃ،عورت کا غلام اس میں امراءۃ کی طرف اضافت سےقبل مرداورعورت دونوں کے غلام ہونے کا احتمال تھا اورامراۃ کی طرف اضافت کرنے سے مرد کا غلام خارج ہوگیا،کیونکہ تخصیص کے معنی ہیں قلت اشتراک اورظاہر ہے کہ غلام کی اضافت امراۃ کی طرف کرنے سے اشتراک کم ہوجائے گا۔(ایضاً)

اضافت لفظیہ کی وجہ تسمیہ

اضافت لفظیہ کولفظیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اضافت لفظ میں ایک امر کا فائدہ دیتی ہےاوروہ صرف تخفیف ہےتعریف اورتخصیص اس سے حاصل نہیں ہوتی اس لیے اس کولفظیہ کہتے ہیں۔

(شمس الھدیٰ شرح اردوقطرالندیٰ ص:۳۰۱)

ہمزہ وصلی کی وجہ تسمیہ

وصل کے معنی لغوی پہنچانا یاملنا ہے چونکہ یہ ہمزہ اپنے مابعدکو ماقبل سے ملادیتا ہے اورمزہ کی بات یہ ہے کہ دونوں کوملاکرخوددرمیان سے چلاجاتا ہے۔

(قواعدالصرف ص:۲۱)

ہمزہ قطعی کی وجہ تسمیہ

قطع کے لغوی معنی کاٹنے یاروک دینے کے ہیں،چونکہ یہ ہمزہ اپنے مابعدکو ماقبل سے نہیں ملاتا بلکہ ماقبل کو مابعد سے منقطع کردیتا ہے،عربی میں تتبع اورتلاش کے بعد ہمزۂ

استفہام (۴) اسم تفضیل کا ہمزہ (۵) اسم صریح کا ہمزہ جیسے اسدٌ (۶) عَلَم کا ہمزہ
احمد۔ (مآرب الطلبہ، ص:۸۶، قواعد الصرف ص:۲۲)

نون وقایہ کی وجہ تسمیہ

وقی یقی وقایة بمعنی بچانا چونکہ یہ نون فعل کے آخر کو کسرہ سے بچاتا ہے اس
س کو نون وقایہ کہتے ہیں۔ (قواعد الصرف ص:۱۳)

نون تنوین کو نون قطنی کہنے کی وجہ

نون اور قطنی دونوں کلمے عربی ہیں۔ لغت میں قطنٌ کے معنی روئی کے ہیں، آپس
ضاف مضاف الیہ ہیں یعنی نون مضاف ہے قطنی کی طرف (روئی کا نون) یہ ایک
انوکھی اور بے جوڑ بات ہے۔

یاد رہے کہ نون قطنی صرف ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش ملکوں میں ہی کہتے
ر کسی ملک میں نون قطنی نہیں کہتے۔ اکثر جگہ خلاف قیاس چھوٹا سا نون بھی لکھ دیتے
اور حالت وصل میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس تنوین کو زیر دے کر پڑھتے ہیں،
مزة نالذی وغیرہ۔

اکثر انہیں تینوں ملکوں کے چھپے ہوئے قرآنوں میں عوام کی سہولت کی غرض سے
ں کے درمیان چھوٹا سا نون لکھا ہوا ہے، اس کے علاوہ اور کسی ملک کے قرآن کے
پے میں دو کلموں کے درمیان چھوٹا سا نون لکھا ہوا نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح سے جسم کے کسی حصہ میں گوشت کٹ کر دو ٹکڑے
تا ہے ایک ٹکڑا ادھر ایک ٹکڑا اُدھر، اکثر ان گوشت کے دو ٹکڑوں کے درمیان روئی

جوڑنے کی صلاحیت رکھی ہے، اب وہ گوشت کے دو ٹکڑے جڑ کر ایک ہو جاتے ہیں، ٹھیک اسی طرح یہ دو کلمے الگ الگ ہیں، اجتماع ساکنین کی وجہ سے ان دو کلموں کو بھی جوڑنے کے لیے روئی کے فایہ کے مانند نون قطنی دو کلموں کے درمیان لکھ کر وصل کرتے ہوئے دونوں کلمے جڑ کر ایک ہو جاتے ہیں، جیسے فسق نالیوم میں فسق ایک کلمہ الگ ہے الیوم دوسرا کلمہ الگ ہے اسی طرح لمزة نالذی میں لمزة الگ کلمہ ہے اور الذی الگ کلمہ ہے۔ ان دونوں کلموں میں اجتماع ساکنین کا قاعدہ ہے، نون قطنی روئی کا نون دو کلموں کے درمیان میں لا کر وصل کر کے پڑھیں گے، اور دونوں کلمے جڑ کر ایک ہو جائیں گے، اس لیے ہندوستان وغیرہ میں نون قطنی کہتے ہیں۔ (علمی مقالات، ص:۴۷)

غایات کی وجہ تسمیہ

وہ ظرف جو اضافت سے قطع کر دیئے جاتے ہیں ان کو غایات کہا جاتا ہے غایات جمع ہے غایت کی بمعنی منتہی الشی ان کو غایات اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کو بولنے کے بعد یہ توقع ہوتی ہے کہ ان کا تکلم ان کے مضاف الیہ پر ختم ہوگا، جب ان کے مضاف الیہ کو بلا عوض حذف کر دیا تو خلاف توقع ان کا تکلم ان پر ختم ہو گیا، تو گویا کہ یہ نطق میں غایت ہو گئے اس وجہ سے ان کا نام غایات رکھ دیا بخلاف ان کے جن کے مضاف الیہ کو حذف کر کے عوض میں تنوین وغیرہ لے آتے ہیں، جیسے کل بعض تو ان کو غایت نہیں کہا جائے گا، چونکہ وہاں ان پر غایات تکلم کی نہیں ہوتی ہے بلکہ مضاف الیہ پر ہوتی ہے۔

وجہ تسمیہ : صاحب روایۃ النحو نے اس کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کی ہے کہ ظروف مقطوع عن الاضافت کا نام غایات اس لیے رکھا گیا کہ کلام کی غایت اور انتہاء ان کا مضاف الیہ تھا، لیکن جب اس کو حذف کر دیا گیا تو یہ ظرف کلام کی غایت ہو گئے لہٰذا ان کا نام غایات رکھا گیا۔

حروف تہجی اور مبانی کی وجہ تسمیہ

حروف تہجی کو حروف مبانی بھی کہا جاتا ہے یہ صرف ترکیبی حروف ہوتے ہیں ان
کے دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ حروف کو ملا کر کلمات بنائے جاتے ہیں، چونکہ یہ
ف کلمہ کی بنیاد ہوتے ہیں اس لیے ان کو مبانی (یعنی بنیادی حروف) کہا جاتا ہے اور
حروف کو تہجی کہتے ہیں، جیسے هجیت ، تهجیت بمعنی میں نے حروف کو الگ الگ
قطعات پڑھا، چنانچہ جب کسی کلمہ کے ہجے کئے جاتے ہیں تو ہر ہر حرف علیحدہ علیحدہ
نام سے پکارا جاتا ہے اس لیے ان کو تہجی کہتے ہیں۔ (گنجینۂ صرف ص:۱۹۲)

حروف شجریہ کی وجہ تسمیہ

شجریہ وہ حروف ہیں جو وسط زبان اور اس کے مقابل اوپر کے تالو سے نکلتے ہیں
تین حرف ہیں، ج، ش، ی، گویا ان تینوں کا مخرج میانہ زبان ہے ان کو شجریہ اس لیے
ہیں کہ شجریہ (بفتح شین وسکون جیم) بمعنی شگاف دہن یعنی دو جبڑوں کے مابین
گی کا نام شجر ہے، چونکہ یہ تینوں منہ کی کشادگی سے جو بین اللحیین واقع ہے ادا ہوتے
اسی مناسبت سے ان کو شجریہ کہتے ہیں۔ (گنجینۂ صرف ص:۲۰۱)

حروف مہموسہ کی وجہ تسمیہ

وہ دس حروف ہیں جن کی آواز پست نکلتی ہے ان کو مہموسہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمس
ی نرم آواز کے ہیں چونکہ ان کی ادائیگی میں آواز میں ایک قسم کی پستی ہوتی ہے اسی
ن کو مہموسہ کہتے ہیں۔ (گنجینۂ صرف ص:۲۰۶)

حروف قلقلہ کی وجہ تسمیہ

قلقلہ کے پانچ حروف ہیں جن کا مجموعہ قُطُبُ جَدٍّ ہے (قطب کیلی کو کہتے ہیں) جس پر چکی کا پاٹ وغیرہ گھومتا ہے جد بمعنی بزرگی قطب جد یعنی مدار بزرگی[1]

قلقلہ کو قلقلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لغت میں قلقلہ جنبش اور حرکت کو کہتے ہیں چونکہ حالت سکون میں ان حروف کے ادا کے وقت مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے۔ اس لیے ان کو حروف قلقلہ کہتے ہیں۔ (گنجینۂ صرف ص:۲۱۳)

حروف صفیرہ کی وجہ تسمیہ

ص، س، ز، ان تین حرفوں کو حروف صفیرہ کہتے ہیں، صفیر کے معنی سیٹی کے ہیں، چونکہ ان حروف کے ادا کے وقت ایک آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے اسی لیے ان کو حروف صفیر کہتے ہیں صفیر اصل میں چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں۔ (گنجینۂ صرف ص:۲۱۳)

حرف تفشی کی وجہ تسمیہ

شین میں تفشی ہے اس لیے اس کو متفشی کہتے ہیں تفشی کے لغوی معنی پھیلنے کے ہیں شین کے ادا میں آواز منہ میں پھیل جاتی ہے اس لیے اس کو متفشی کہتے ہیں۔

(گنجینۂ صرف ص:۲۱۳)

حروف حافیہ کی وجہ تسمیہ

وہ گیارہ حروف ہیں جو زبان کی نوک سے بمعونت اگلے دانتوں کے یعنی نوک

[1] اور اگر اس کو قَطَبَ جَدٌّ پڑھیں تو قطب فعل ماضی ہوگا، قطب ترش روئی اور جد دادا پس ترجمہ ہوگا دادا

اور سامنے کے دانتوں سے ادا ہوتے ہیں۔ حافہ ہر چیز کا کنارہ ہوتا ہے ان حروف کا کے کنارہ سے تعلق ہے اس لیے حافیہ نام ہوا۔ (گنجینۂ صرف ص:۲۰۲)

حروف نطعیہ کی وجہ تسمیہ

وہ تین حروف (ط، د، ت) ہیں جو نوک زبان اور ثنایا علیا کی جڑ سے نکلتے ہیں ان کو کہتے ہیں نطع کے معنی تالو اور اگلا حصہ جس میں شکن جیسا ہوتا چونکہ یہ حروف ثنایا علیا ڑ سے نکلتے ہیں جو نطع سے متصل ہے، اس لیے ان حروف کو نطعیہ کہتے ہیں۔

(گنجینۂ صرف ص:۲۰۳)

حروف شمسیہ کی وجہ تسمیہ

یہ وہ حروف ہیں جن پر الف لام آئے تو لام نہ پڑھا جائے بلکہ مابعد حرف کی جنس وکر ادغام ہو جائے جیسے السلام ان کو شمسیہ اس لیے کہتے ہیں کہ شمس کے معنی سورج کے ہ جس طرح سورج چاند پر اثر انداز ہوتا ہے یہ حروف بھی مابعد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(گنجینۂ ص:۲۱۹)

حروف قمریہ کی وجہ تسمیہ

یہ وہ حروف ہیں جن پر الف تعریف آئے تو لام پڑھا جائے ادغام نہ ہو جیسے الحمد، قمریہ اس لیے کہتے ہیں کہ قمر کے معنی چاند کے ہیں اور چاند سورج پر اثر انداز نہیں اسی طرح یہ حروف مابعد پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ (گنجینۂ صرف ص:۲۱۹)

مختلف علوم کی وجوہ تسمیہ

علم تفسیر کی وجہ تسمیہ

تفسیر کے لغوی معنی ہیں واضح کرنا کھولنا، اس علم میں چونکہ قرآن کریم کے معانی اور مطالب کھول کر بیان کئے جاتے ہیں اس لیے اس علم کو تفسیر کہتے ہیں۔

(الخیر الکثیر ص:۷۲)

علم اصول تفسیر کی وجہ تسمیہ

چونکہ اس علم کے ذریعہ قرآنی الفاظ کے مدلولات کی تفصیل شرح معانی نظم اور استخراج احکام شرعیہ کے اقوال معلوم ہوتے ہیں اس لیے اس علم کا نام اصول تفسیر ہے۔

(قرۃ العیون فی تذکرۃ الفنون ص:۴۳)

علم حدیث کی وجہ تسمیہ

قال الشیخ الاسلام ابن حجر فی شرح البخاری الحدیث فی عرف الشرع وما یضاف الی النبی صلی الله علیه وسلم قولا او فعلاً او تقریراً او صفة کانه ارید به مقابلة القرآن لانه قدیم. (کذا فی فتح الباری)

لفظ حدیث کے معنی گفتگو بات چیت کے ہیں۔

حدیث ہر وہ چیز ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہو قول و فعل ہو چاہے صفت یا تقریر ہو اور جو چیز منسوب ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو قرآن

علم تجوید کی وجہ تسمیہ

لفظ تجوید باب تفعیل کا مصدر ہے جو جودۃ بمعنی عمدگی سے مشتق ہے چونکہ اس علم
وصال واوقاف کی درستی اور مخارج وصفات کی عمدگی کے ساتھ قرآن کو سنوار کر پڑھنے
اعد بیان کئے جاتے ہیں اس لیے اس علم کا نام تجوید ہوا۔ (قرۃ العیون ص:۵۵)

علم کلام یا عقائد کی وجہ تسمیہ

جس وقت اس علم کی تدوین عمل میں آئی اس وقت لوگوں کی عادت تھی کہ جب وہ
ن میں گفتگو شروع کرتے تو اکثر **الکلام فی کذا و کذا** کہہ کر مسائل کے
ات قائم کرتے تھے اس لیے اس کا نام علم کلام ہو گیا۔

یا اس لیے کہ اس کا متنازع فیہ مسئلہ کلام باری کا مسئلہ تھا کہ وہ مخلوق ہے یا غیر
ں؟ (قرۃ العیون ص:۱۰۸)

یا تو اس لیے کہ اس فن میں بدعتوں پر مناظرہ ہوتا ہے، جو محض گفتگو ہوتی ہے اور
عمل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لیے کہ جب یہ فن ایجاد ہوا، اس وقت کلام نفسی کا
خوب زور پکڑے ہوئے تھا اور اس کی مدافعت کے لیے یہ فن ایجاد ہوا، یعنی ایجاد کا
کلام نفسی ہے اس لیے اسے کلام کہا گیا۔ (مقدمہ بن خلدون ۲/۳۶۴)

علم فقہ کی وجہ تسمیہ

فقہ کے لغوی معنی ہیں کسی شئ کو کھولنا اور واضح کرنا چونکہ اس علم میں احکام شرعیہ کو
ا اور واضح کیا جاتا ہے اسی وجہ سے اس عالم کو فقیہ کہتے ہیں جو احکام شرعیہ کو واضح
ے اور ان کی حقائق کا سراغ لگائے اور مغلق و پیچیدہ مسائل کو واضح کرے۔

علم فرائض کی وجہ تسمیہ

فرائض فریضۃ کی جمع ہے فریضہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر عائد کردہ پابندیاں اس کے لغوی معنی ہیں، متعین چیز چونکہ میراث میں مستحقین کے حصے متعین ہوتے ہیں اس لیے ان حصوں کو فرائض کہا جاتا ہے، پھر رفتہ رفتہ علم میراث کو فرائض اور اس فن کے واقف کار کو فرضی فرّاض اور فریض کہا جانے لگا۔ (مصباح اللغات طرازی شرح سراجی ص:۳۴)

علم نحو کی وجہ تسمیہ

علم نحو کی وجہ تسمیہ کے متعلق مختلف اقوال ہیں ایک وجہ تسمیہ تو یہ ہے کہ نحو لغت میں بمعنی قصد بولا جاتا ہے، **نحوته** میں نے اس کا ارادہ کیا، تو علم نحو کو نحو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس علم کی تدوین میں کلام عرب کی طرف قصد وارادہ ہے تا کہ وہ حضرات جو اہل لغت میں سے نہیں ہے فصاحت میں اہل لغت کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ابوالاسود دوئلیؒ نے ایک روز ایک مرد سے سنا کہ وہ آیت کریمہ ''**ان اللہ برئ من المشرکین ورسوله**'' لام کو جر کے ساتھ پڑھتا ہے، وہ یہ سن کر غصہ ہوئے اور فرمایا اس طرح پڑھنا کفر ہے، اس لیے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے اس کے بعد وہ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا اور کہا کہ **نحوت ان اصنع میزانا للعرب لیقوموا السنتهم** یعنی میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اہل عرب کے لیے ایک میزان اور قانون بناؤں جس کے ذریعہ وہ اپنی زبان کو ٹھیک رکھیں، حضرت علیؓ نے فرمایا **أقصده نحوه** اس کی طرف تم ارادہ کرو لہٰذا ان قواعد وضوابط کا نام تبرکاً نحو رکھ دیا گیا۔ (روایۃ النحوص:۷)

علم صرف کی وجہ تسمیہ

صرف کے معنی لغت میں کسی شئ کو ایک حال سے دوسری حالت کی طرف پھیرنا
نا چونکہ علم الصرف میں ایک لفظ کو مختلف صیغوں میں گردانا جاتا ہے تا کہ اس سے معانی
صادر ہوں۔ (مشکلات النحو ص:۸۴،بحوالہ حاشیہ علم الصیغہ ص:۲،صرف میر ص:۲)

علم ادب کی وجہ تسمیہ

علامہ ابن منظور افریقی نے علم ادب کی وجہ تسمیہ کے متعلق لسان العرب (۹۳/۱)
ھا ہے: **الادب سمی ادبا لانه یأدب الناس الی المحامد و اصل الادب**
عا ۔ادب کے معنی اصل میں بلانے اور دعوت دینے کے ہیں، ادب کو ادب اس لیے
ہیں کہ وہ لوگوں کو بہتر اوصاف و اخلاق کی دعوت دیتا ہے۔ (تکمیل الادب ص:۱۹)

علم منطق کے اسماء اوران کی وجوہ تسمیہ

(۱) علم منطق کو منطق اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نطق ظاہری یعنی گفتگو اور نطق باطنی
م اور ادراک کلیات دونوں کا فائدہ دیتی ہے۔
نطق ظاہری کا تو اس طرح کہ منطقی مناظرہ اور گفتگو میں دوسرے پر غالب
تا ہے اور نطق باطنی کا اس طرح کہ منطقی چیزوں کی حقیقت جنس، نوع، فصل، خاصہ اور
عام سے واقف ہوتا ہے۔
مثلاً اگر کسی منطقی سے پوچھا جائے کہ زید کی جنس نوع فصل اور عرض عام کیا ہے تو
اب دے گا کہ زید کی جنس حیوان نوع انسان فصل ناطق خاصہ ضاحک اور عرض عام

(۲) علم منطق کا دوسرا نام علم میزان ہے، میزان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ میزان کے معنی ''ترازو'' کے ہیں چونکہ منطق عقل کے لیے ترازو ہے جس کے ذریعہ صحیح فکروں کو تولا جاتا ہے اور فاسد فکروں اور کھوٹ نظروں کی کمی کو پہچانا جاتا ہے۔

(۳) علم منطق کا تیسرا نام علم آلہ ہے اس کو آلہ اس لیے کہتے ہیں کہ آلہ کے معنی ذریعہ کے ہیں چونکہ منطق تمام علوم وفنون خاص طور سے علم حکمت کے حصول کے لیے ذریعہ ہے۔ (درس ایساغوجی ص:۴)

علم فلسفہ کی وجہ تسمیہ

فلسفہ یونانی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں علم وحکمت یہ فیلا اور سوفا سے بنا ہے فیلا کے معنی ہیں ترجیح دینا فضیلت دینا، محبت کرنا اور سوفا کے معنی ہیں علم اور دانشمندی کی باتیں۔
شروع میں یہ لفظ مفید اور حقیقی علم کے معنی میں مستعمل تھا پھر علم الہی یعنی علم وحی کے مقابل استعمال ہونے لگا، یعنی غور فکر کے ذریعہ چیزوں کی حقیقت تک پہنچنا اور اب یہ لفظ متعدد معانی میں استعمال کیا جاتا ہے البتہ جب مطلق بولا جاتا ہے تو حکمت یونان ہی مراد ہوتی ہے۔ (معین الفلسفہ ص:۱۵)

علم ریاضی کی وجہ تسمیہ

راض یروض روضاً وریاضة کے معنی ہیں سدھارنا، تربیت دینا جیسے **راض المهر** بچھڑے کو سدھارنا، تربیت دی چونکہ اس فن سے ذہن کی تربیت ہوتی ہے عقل کو جلا ملتی ہے اس لیے اس حکمت کا نام علم ریاضی رکھا گیا ہے۔
(معین الفلسفہ ص:۳۴)

علم الٰہی کی وجہ تسمیہ

اس حکمت کا نام علم الٰہی اس لیے رکھا گیا کہ اس فن میں جن موجودات سے بحث اتی ہے ان میں سے اشرف اللہ تعالیٰ ہیں اس لیے لفظ الٰہ سے الٰہی اور الٰہیات نام گئے ہیں۔ (معین الفلسفہ ص:۳۵)

علم طبعی کی وجہ تسمیہ

علم حکمت کا نام علم طبعی اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں جسم طبعی کے احوال سے ی جاتی ہے، اور یہ بحث اس حیثیت سے ہوتی ہے کہ اجسام طبعیہ مادہ پر مشتمل ہیں ان کے مفہوم عقلی سے بحث نہیں ہوتی، غرض اس علم میں مادی چیزوں کی طبعیت حث کی جاتی ہے، اور طبیعت کے لغوی معنی ہیں عادت وخصلت اور اصطلاحی معنی ہیں دات واقعیہ کے ان ذاتی افعال کا سرچشمہ جو شعور اور ارادہ کے بغیر صادر ہوتے (معین الفلسفہ)

کتب درسیہ کی وجوہ تسمیہ

بخاری شریف کا اصل نام اور اس کی وجہ تسمیہ

اس کتاب کا اصل نام الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ ہے۔

جامع تو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کے اندر حدیث کے آٹھوں ابواب موجود ہیں۔

سیر، آداب، تفسیر وعقائد فتن احکام اشراط ومناقب

مسند اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ سند متصل کے ساتھ مرفوعاً منقول ہیں آثار وغیرہ جو مذکور ہیں وہ بالتبع ہیں اور تراجم میں ہیں۔

اور **صحیح** اس وجہ سے کہ امام بخاریؒ نے اس میں صحت کا التزام کیا ہے ان کی تحقیق کے مطابق اس میں کوئی روایت ضعیف نہیں ہے۔

المختصر سے اشارہ کر دیا کہ یہ کتاب بھی مختصر ہے اس میں تمام صحیح حدیثوں کو جمع نہیں کیا ہے خود امام بخاری سے منقول ہے کہ چھ لاکھ حدیثوں میں سے میں نے اس کتاب کو مختصر کیا ہے، یہ بھی منقول ہے کہ **ما کتبت فی کتاب الجامع الا ما صح وترکت کثیرا من الصحاح لحال لطول** ۔اس میں جتنی حدیثیں ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ اور بہت سی صحیح حدیثوں کو طول سے بچنے کے لیے میں نے ترک کر دیا ہے۔من امور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے آپؐ کے اقوال کی طرف اشارہ ہے اور سننہ سے آپؐ کے افعال وتقریرات کی جانب اشارہ ہے۔اور ایامہ سے غزوات کی طرف اور ان تمام واقعات کی طرف اشارہ ہے جو آپ کے عہد مبارک

مؤطا کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہ تسمیہ میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں، لیکن قیاس آرائیوں سے بہتر
ہ مولف یعنی امام مالکؒ کے قول ہی کو ترجیح دی جائے۔
امام مالکؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا عرضت کتابی هذا علی
عین فقیها من فقهاء المدينة فكلهم واطأني عليه فسميته بالمؤطا
یں نے اپنی اس کتاب کو مدینہ طیبہ کے ستر فقہاء پر پیش کیا سب نے میری موافقت
س لیے میں نے اس کا نام مؤطا رکھا۔
صاحب قاموس نے اس کے لغوی معنی روندنے، تیار کرنے نرم وسہل بنانے کے
کئے ہیں، تو موطا کے لغوی معنی روندا ہوا، تیار ہوا، نرم وسہل بنایا ہوا کے ہیں، یہاں یہ
معانی بطور استعارہ مراد لئے جاسکتے ہیں۔ (ظفر المحصلین ص:۸۴)

مشکوٰۃ المصابیح کی وجہ تسمیہ

مشکوٰۃ المصابیح کے المصابیح میں الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے، اصل
ت مشكوة مصابيح السنة۔
مصابیح جمع ہے مصباح کی بمعنی روشن اور مشکوٰۃ کے معنی طاقچۂ غیر نافذہ ایک طاقچۂ
ہوتا ہے جو دونوں طرف سے کھلا ہوا ہو اس کے چراغ کی روشنی زیادہ نہیں ہوتی،
اس کی روشنی دونوں طرف پھیل جاتی ہے اور طاقچۂ غیر نافذہ جو ایک ہی طرف سے کھلا
ں کے چراغ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ تمام روشنی ایک ہی سمت میں رہتی ہے۔
صاحب مصابیح یعنی علامہ بغوی نے احادیث کو روشن چراغ کے ساتھ تشبیہ دی

ہے تو گویا کہ مصباح (روشن چراغ) کو مشکوٰۃ (یعنی طاقچۂ غیر نافذہ) میں رکھ دیا گیا ہے
لہٰذا کتاب اسم بامسمیٰ ہوئی۔
(هكذا سمعت و كتبت عن شيخ مفتی محمد طاهر حفظه الله مظاہر علوم سہارنپور)

جلالین کی وجہ تسمیہ

''کتاب تفسیر القرآن'' جو کہ جلالین کے نام سے مشہور ہے دو بزرگوں کی تصنیف ہے، دونوں کے نام میں جلال آیا ہے اس لیے اس کے مضاف الیہ کو حذف کردیا صرف مضاف کو باقی رکھ کر دونوں کی طرف نسبت کردی جلالین جلال الدین محلی[1] نے نصف آخر اور جلال الدین سیوطی[2] نے نصف اول تصنیف کی ہے۔
(هكذا سمعت من فضيلة الشيخ مولانا ساجد حسن حفظه الله مظاہر علوم سہارنپور)

کنز الدقائق کی وجہ تسمیہ

کنز کے معنی دفینہ اور خزانہ کے ہیں یعنی وہ مال (سونا یا چاندی) جس کو آدمی زمین کے اندر دفن کردے چونکہ یہ کتاب بے شمار مسائل پر مشتمل ہے جنہیں مصنف نے اس میں ودیعت فرمادیئے ہیں، تو گویا کہ یہ مسائل کا خزانہ ہے اس لیے اس کو کنز کہتے ہیں۔

---

[1] محلی یہ محلہ کبریٰ کی طرف منسوب ہے جو مغربی مصر کا ایک شہر ہے۔
[2] سیوطی یہ سیوط کی طرف منسوب ہے جس کو اسیوط بھی کہتے ہیں نواح مصر میں دریائے نیل کے مغربی جانب ایک شہر ہے یہیں محلّہ خضریہ جو سوق خضر کے ساتھ مشہور ہے۔
فائدہ: محلی کا میم اور سیوطی کا سین حروف تہجی میں پہلے سین ہے اس لیے جلالین کا پہلا حصہ سین والے یعنی سیوطی کا ہے اور میم اس کے بعد میں ہے اس لیے دوسرا حصہ میم والے یعنی محلی کا ہے۔ **كما قاله**

اور دقائق نام اس لیے رکھا کہ دقائق جمع ہے دقیقہ کی بمعنی باریکی چونکہ یہ کتاب
ختصر ہے، لیکن اس میں باریکیاں بہت ہیں، اگر اس کے مسائل کو پھیلا دیا جائے تو
ں تعداد دس گنی ہو جائے گی، اس لیے اس کو دقائق کہتے ہیں۔

نحو میر کی وجہ تسمیہ

نحو میر کا لفظی ترجمہ ہے میر کی نحو ایسے ہی ایک کتاب صرف میر ہے جس کا لفظی
ہے میر کی صرف۔ مصنف کو چونکہ میر کہا جاتا ہے، اس لیے اسی لفظ کے ساتھ انہوں
پنی کتابوں کا نام رکھ ڈالا، جیسے نحو میر، صرف میر، میر قطبی، میر ایساغوجی، دراصل میر
امیر اور بادشاہ یا نواب کا لڑکا۔ بہر حال میر ملک ایران میں جہاں کے مصنف ہیں
ں کا اعزازی لقب ہے، تو خاندانِ سادات سے ہونے کی وجہ سے آپ کا لقب میر
، اور اسی لقب کو شامل کر کے آپ کی بعض تصانیف کردہ کتابوں کا نام ہو گیا پھر چونکہ
فن نحو میں ہے اس لیے اس کا نام نحو میر اور صرف میر میں علم صرف کا بیان ہے اس
س کا نام صرف میر رکھ دیا یعنی میر کی نحو اور میر کی صرف۔

اسی لیے ان کا صحیح تلفظ مضاف مضاف الیہ کے ساتھ بنے گا اور مضاف کسرہ کے
پڑھا جائے گا۔ (ضوالمستنیر ص:۵۲)

قصیدہ بردہ کی وجہ تسمیہ

شیخ الاسلام حضرت شیخ شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید بن حماد البوصیری ناظم
ہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ مرض فالج میں مبتلا ہوئے جس سے ان کا نصف بدن
بے حس و معطل ہو گیا، متعدد حاذق اطباء کے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا "مرض

اپنی صحت و تندرستی کے عود سے بالکل مایوس، متفکر و غمگین رہتے، اور جناب باری میں دعا کرتے اس کارساز حقیقی و مسبب الاسباب نے ان کے دل میں یہ القاء کیا کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و مدح میں ایک قصیدہ نظم کریں چنانچہ انہوں نے یہ قصیدہ نظم کیا، بعد تکمیل ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ یہ قصیدہ دربار رسالت میں پڑھ رہے ہیں، اور حضور (ﷺ) اس کی سماعت سے نہایت محظوظ ہو رہے ہیں، جب وہ اس بیت "کم ابرات الخ، پر پہنچے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک شیخ بوصیری کے تمام جسم پر پھیرا اور صلے میں ایک برد یمانی (یعنی یمنی چادر) عطا فرمائی، جب وہ بیدار ہوئے تو خود کو بالکل صحیح و تندرست اور ایسا پایا جیسے کہ انہیں کوئی مرض ہی لاحق نہ ہوا تھا، اور آپ کے جسم پر فی الواقع وہ مبارک چادر موجود تھی، جو شب کو عطا فرمائی گئی تھی، اس پر شیخ بارگاہ خداوندی میں شکرانہ بجالائے۔

کسی طرح یہ خبر ملک طاہر کے وزیر شیخ بہاء الدین کو پہنچی وہ نہایت حسن عقیدت سے سر و پا برہنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اس قصیدہ کو سنا اور اسے نہایت احترام سے اپنے سر پر رکھ کر طالب برکت ہوا، نیز سعد الدین فاروقی جو وزیر مذکور کے نائب تھے اندھے ہو گئے تھے، انہوں نے ایک شب خواب میں رسول کریم علیہ التحیہ والتسلیم کی زیارت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ وزیر سے قصیدہ بردہ لے کر اپنی دونوں آنکھوں پر مل لو، اس کی برکت سے خداوند قدوس تمہیں بینا فرما دے گا، چنانچہ انہوں نے بتعمیل ارشاد نبوی صبح وزیر موصوف سے قصیدہ لے کر اپنی آنکھوں سے مل لیا، اور فوری بینا ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناظم قصیدہ کو برد یمانی عطا فرمانے اور زبان فیض ترجمان سے قصیدہ ہذا کو "قصیدہ بُردہ" سے موسوم کرنے کی وجہ سے اس کا نام قصیدہ بُردہ پڑ گیا۔ (قصیدہ بردہ شریف مترجم)

پنج گنج کی وجہ تسمیہ

پنج بمعنی پانچ گنج خزانہ یعنی یہ کتاب پانچ خزانوں کا مجموعہ ہے، گویا ہر باب ایک
ں علمی خزانہ ہے جس کا حاصل کرنے والا پانچ قسم کے علمی خزانوں کا مالک ہو جاتا ہے۔
(گنجینہ صرف ص:۲۰)

ایساغوجی کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں۔

(۱) ایساغوجی مدون کا نام ہے جو **تسمیة المدون باسم المدون** کے ہوگا۔

(۲) ایساغوجی ایک بوٹی کا نام ہے جس کے پانچ پتے ہوتے ہیں، اس رسالہ میں
یات خمسہ کی بحث ہوتی ہے اسی مناسبت سے اس رسالہ کا نام ایساغوجی رکھا گیا۔

(۳) اور بعض نے کہا کہ ایساغوجی لفظ یونانی ہے جو تین لفظوں سے مرکب
۔(۱) ایسا (۲) غو (۳) جی۔ اول لفظ کے معنی عربی میں انت دوسرے کے معنی انا اور
ے کے معنی **ثمه نبحث** (متعلق محذوف ہے) یعنی تو اور میں اس جگہ کلیات خمسہ
نوع جنس، فصل، خاصہ اور عرض عام) کی بحث کریں۔

(تحفۃ الواحدی شرح ایساغوجی ص:۱۱)

اقلیدس کی وجہ تسمیہ

اقلیدس[۱] یہ یونانی لفظ ہے یہ علوم ہندسہ اور ریاضی میں ایک کتاب کا نام ہے اس کے لغوی معنی ہیں کلید ہندسہ "اقلی" یونانی زبان میں کنجی کو کہتے ہیں اور دِس کے معنی ہندسہ یعنی علم ہندسہ کی کنجی۔ (لغات کشوری ص:۵۳)

۱ دھیان رہے کہ اقلیدس فن ریاضی میں ایک کتاب کا بھی نام ہے اور علم ریاضی کی سب سے پہلے تشریح کرنے والے شخص کا بھی نام ہے، لیکن کتابیں اقلیدس کے سن ولادت وسن وفات اور سن عہد سلطنت کے بیان سے عاری ہیں، کوئی نہیں لکھتا کہ وہ کس کا بیٹا اور کس کا شاگرد ہے، نہایت تجسس کے بعد اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ مصر کے بادشاہ شاہ یوٹالی کے عہد حکومت میں موجود تھا، یونان کا رہنے والا تھا، علم ہندسہ میں بہت زیادہ ماہر تھا، غالب اسی جہالت کی وجہ سے اقلیدس کے نام سے مشہور ہوا کیونکہ اقلیدس کے معنی یونانی لغت میں غوامض ہندسہ کا کھولنے والا ہے، اقلیدس نے سب سے پہلے فن ریاضی کی موشگافی کی اور کتابیں لکھی۔

اصطلاحات منطق کی وجوہ تسمیہ

معرف کی وجہ تسمیہ

معرف صیغہ اسم فاعل ہے بمعنی پہنچوانے والا معرف کو معرف اس لیے کہتے ہیں …ہ نامعلوم تصور کو پہنچوا دیتا ہے۔ (درس ایساغوجی ص:۳۰)

حجت کی وجہ تسمیہ

موصل الی التصدیق کا نام حجت اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ حجت باب نصر سے …س کے لغوی معنی غلبہ کے ہیں کیونکہ جو شخص موصل الی التصدیق کے ذریعہ سے اپنے …ب پر استدلال کرتا ہے وہ مد مقابل پر غالب آجاتا ہے۔ اس لیے موصل الی …یق کا نام حجت رکھا گیا۔ (تسہیل القطبی ص:۱۲۸)

قول شارح کی وجہ تسمیہ

موصل الی التصور کا نام قول تو اس وجہ سے رکھا گیا کہ موصل الی التصور اکثر و بیشتر …ب ہوتا ہے اور قول اور مرکب دونوں مترادف ہیں، یعنی قول کو مرکب بھی کہا جاتا ہے …ب قول کو مرکب کہا جاتا ہے اور موصل الی التصور بھی اکثر و بیشتر مرکب ہی ہوتا ہے تو …ل الی التصور کا نام قول رکھ دیا گیا۔

اور شارح اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ شارح کے معنی ہیں وضاحت کرنے والا اور …موصل الی التصور اشیاء کی ماہیت کی تشریح اور توضیح کرتا ہے اس لیے اس کا نام شارح

دلالت مطابقی کی وجہ تسمیہ

دلالت مطابقی کا نام مطابقی اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ مطابقة اہل عرب کے قول **طابق النعل بالنعل** سے ماخوذ ہے اور یہ اہل عرب اس وقت بولتے ہیں جب کہ دو جوتے آپس میں مطابق اور موافق ہوں اور پہلی دلالت میں بھی چونکہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے پورا موافق اور مطابق ہوتا ہے اس لیے اس دلالت کا نام مطابقی رکھا گیا۔
(تسہیل القطبی ص:۱۴۸)

دلالت تضمنی کی وجہ تسمیہ

دلالت تضمنی کا نام تضمنی اس وجہ سے رکھا گیا کہ تضمن کے معنی ہیں کسی کے ضمن میں داخل ہونا اور چونکہ اس دوسری دلالت میں بھی معنی موضوع لہ کے اس جزء پر دلالت ہوتی ہے، جو معنی موضوع لہ کے ضمن میں داخل ہوتا ہے جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان یا صرف ناطق پر انسان کا موضوع لہ حیوان ناطق ہے اور صرف حیوان یا صرف ناطق معنی موضوع لہ میں داخل ہے، اور اسکا جزء ہے۔ (تسہیل القطبی ص:۱۴۸)

دلالت التزامی کی وجہ تسمیہ

دلالت التزامی کا نام التزامی اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ التزامی اس دلالت کو کہتے ہیں جو معنی موضوع لہ سے خارج ہو اور موضوع لہ کے لازم ہو اور اس دلالت میں بھی لفظ معنی موضوع لہ کے اس امر خارج پر دلالت کرتا ہے جو موضوع لہ کے لیے لازم ہوتا ہے اس لیے اس کا نام التزامی رکھا گیا۔ (تسہیل القطبی ص:۱۴۹)

اسم کی وجہ تسمیہ

اسم کا نام اسم اس وجہ سے رکھا گیا کہ اسم سـمـوٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی لغت
فعت و بلندی کے آتے ہیں، چونکہ اس کا مرتبہ الفاظ کے تمام قسموں سے بلند ہے
ہ یہ محکوم علیہ اور محکوم بہ دونوں پر ہوتا ہے اور کلمہ صرف محکوم بہ بنتا ہے، نہ کہ محکوم علیہ اور
ہ محکوم علیہ بنتا ہے اور نہ محکوم بہ تو گویا کہ اسم اپنے دونوں قسیم یعنی کلمہ اور اداۃ پر بلند ہوتا
اس وجہ سے اس کا نام اسم رکھا گیا۔ (تسہیل القطبی ص:۱۹۰)

کلمہ کی وجہ تسمیہ

کلمہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کلمہ کلم سے مشتق ہے لغت میں اس کے معنی زخم لگانے
تے ہیں تو جس طرح زبان سے نکلنے والے الفاظ بعض اوقات انسان کو مجروح
یتے ہیں اسی طرح کلمہ متجدد (نیا ہونا تازہ ہونا) منصرم (ختم ہونا گذرنا) زمانہ پر
ت کر کے دل کے اندر زخم لگا دیا۔ (تسہیل القطبی ص:۱۹۰)

اداۃ کی وجہ تسمیہ

اداۃ کا نام اس وجہ سے رکھا گیا کہ اداۃ کے لغوی معنی ہیں آلہ اور واسطہ چونکہ یہ بعض
کو بعض کے ساتھ جوڑنے کا آلہ اور واسطہ ہوتا ہے اس لیے اس کا نام اداۃ رکھا گیا۔
(تسہیل القطبی ص:۱۹۰)

عَلَم کی وجہ تسمیہ

علم وہ اسم ہے جس کے معنی ایک اور مشخص ہوں اس کو علم اس لیے کہا جاتا ہے کہ علم
ی علامت کے ہیں، چونکہ وہ شخص معین پر دلالت کرنے کی علامت ہوتا ہے اس لیے

متواطی کی وجہ تسمیہ

متواطی تواطؤ سے مشتق ہے تواطو کے معنی ہیں برابر ہونا موافق ہونا، اور جب وہ معنی اپنے ذہنی اور خارجی افراد پر برابر صادق آیا بغیر کسی فرق کے تو گویا اس معنی عام کے صادق آنے میں تمام افراد مساوی اور موافق ہو گئے، اس لیے اس معنی عام کو متواطی کہتے ہیں۔ (تسہیل القطبی ص:۱۹۷)

مشکک کی وجہ تسمیہ

مشکک باب تفعیل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کے معنی ہیں شک میں ڈالنے والا اور چونکہ یہ قسم بھی اپنی متواطی یا مشترک ہونے میں دیکھنے والے کو شک میں ڈال دیتی ہے اس لیے اس کو مشکک کہتے ہیں۔ (تسہیل القطبی ص:۱۹۹)

مشترک کی وجہ تسمیہ

مشترک اشتراک سے مشتق ہے اس کے معنی ہیں شریک ہونا، اور چونکہ یہ لفظ تمام معانی میں شریک ہوتا ہے اور بلا کسی قرینہ کے کسی معنی کو مراد نہیں لیا جا سکتا بلکہ ایک معنی کی یقین کے لیے قرینہ کا ہونا ضروری ہے اس لیے اس کا نام مشترک رکھا گیا۔
(تسہیل القطبی ص:۲۰۱)

حقیقت کی وجہ تسمیہ

(۱) حقیقت حق فلان الامر سے مشتق ہے یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کسی شئ کو ثابت اور برقرار رکھے تو جو لفظ اپنے اصل موضوع میں استعمال ہوگا تو گویا

(۲) یا یہ حقّقتہ سے ماخوذ ہے، یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی چیز کے
ے میں آپ کو یقین ہو اور حقیقت بھی چونکہ **معلوم الدلالة** ہوتی ہے یعنی نفس لفظ کی
نظر کرتے ہوئے اس کے معنی حقیقی کا یقین اور علم ہوتا ہے اس لیے اس کو حقیقت
ہیں۔ (تسہیل القطبی)

مجاز کی وجہ تسمیہ

مجاز **جاز الشئ یجوز** سے ماخوذ ہے اور یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی
پنے اصلی مکان سے بڑھ جائے تجاوز کر جائے، اور لفظ جب معنی مجازی میں استعمال
ہے تو وہ بھی گویا اپنے موضوع اصلی اور مکان اول سے متجاوز ہو جاتا ہے بڑھ جاتا
اس لیے اس کا نام مجاز رکھا گیا۔ (تسہیل القطبی ص:۲۰۶)

مرادف کی وجہ تسمیہ

مرادف مرادفۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ایک سواری پر دو سواروں کا آگے
سوار ہونا جب کئی سارے الفاظ کے معنی ایک ہوں تو گویا ان سب کی سواری ایک
تو معنی سواری اور الفاظ سوار کے درجے میں ہو گئے، اس لیے ایسے الفاظ جن کے
متحد ہوں ان کو مرادف کہا جاتا ہے جیسے **لیث** اور **اسد** دونوں کے معنی ایک ہیں،
نیر۔ (تسہیل القطبی ص:۲۰۷)

مبائن کی وجہ تسمیہ

مباین **مباینة** سے مشتق ہے بمعنی جدا ہونا جب الفاظ کے معنی مختلف ہوں تو گویا

ہیں، جیسے انسان اور فرس دونوں کے معنی مختلف ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مباین
ہے۔ (تسہیل القطبی ص:۲۰۷)

حد تام کی وجہ تسمیہ

وجہ تسمیہ سے پہلے ایک ضابطہ ذہن نشین فرمالیں تاکہ وجہ تسمیہ بآسانی سمجھ میں آجائے۔ ضابطہ یہ ہے کہ حد ہونے کا مدار فصل قریب پر ہے اور رسم ہونے کا مدار خاصہ پر ہے، اور تام ہونے کا مدار جنس قریب پر ہے، جب یہ ضابطہ ذہن نشیں ہو گیا تو اب وجہ تسمیہ ملاحظہ فرمائیں۔

حد تام: حد تو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حد کے لغوی معنی ہیں منع کرنا روکنا اور جو تعریف ذاتیات پر مشتمل ہو وہ معرف (بالفتح) کے تمام اغیار کو معرف (بالفتح) میں داخل ہونے سے روک دیتی ہے۔

اور حد تام بھی چونکہ ذاتیات پر مشتمل ہوتی ہے اس لیے یہ بھی معرف (بالفتح) کے افراد کے علاوہ کو داخل ہونے سے منع کرتی ہے اس لیے اس کو حد کہتے ہیں۔

اور تام اس لیے کہتے ہیں کہ یہ تعریف تمام ذاتیات کو جامع اور شامل ہوتی ہے اور ضابطہ میں بیان کیا گیا ہے کہ تام ہونے کا مدار جنس قریب پر ہے اور یہ تعریف بھی چونکہ جنس قریب پر مشتمل ہوتی ہے لہٰذا یہ تعریف بھی تام ہے۔ (تسہیل القطبی ص:۳۵۳)

حد ناقص کی وجہ تسمیہ

اس تعریف کو حد کہنے کی وجہ وہی ہے جو پہلے گذر چکی اور ناقص تو اس وجہ سے ہے کہ اس سے بعض ذاتیات حذف ہو جاتی ہیں یعنی اس میں جنس قریب نہیں ہوتی اور تام ہونے

س بعید نوع کے لیے بالواسطہ جنس ہوتی ہے اور جو چیز بالواسطہ کسی چیز پر مشتمل ہو وہ
کہلاتی ہے۔ لہٰذا یہ تعریف بھی ناقص ہوتی ہے۔ (تسہیل القطبی ص:۳۵۳)

رسم تام کی وجہ تسمیہ

رسم لغت میں گھر کے اس اثر کو کہتے ہیں جو گھر کے منہدم ہونے کے بعد باقی رہ
ے اور رسم کا دارومدار چونکہ خاصہ پر ہے۔
اور یہ تعریف بھی خاصہ پر مشتمل ہے اور خاصہ شیٔ کا خارج لازم اور شیٔ کے آثار میں
یک اثر ہوتا ہے اور جب یہ تعریف خاصہ پر مشتمل ہے تو گویا کہ فصل قریب جو اصل
ہ منہدم ہوگئی، اور اس کا اثر یعنی خاصہ باقی رہ گیا اس لیے اس کا نام رسم رکھا جاتا ہے۔
اور تام اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کو حد تام کے ساتھ مشابہت ہے اس لیے اس
م تام کہتے ہیں۔ (تسہیل القطبی)

رسم ناقص کی وجہ تسمیہ

رسم کہنے کی وجہ وہی ہے جو ابھی بالتفصیل گذر چکی، اور ناقص کہنے کی وجہ یہ ہے کہ
ل قریب پر مشتمل نہیں ہوتی، بلکہ جنس بعید پر مشتمل ہوتی ہے اور جو جنس بعید پر مشتمل ہو
ص کہلاتی ہے۔ (تسہیل القطبی ص:۳۵۴)

موضوع ومحمول کی وجہ تسمیہ

موضوع کے لغوی معنی ہیں بنایا ہوا چونکہ قضیہ حملیہ کا پہلا جز یعنی محکوم علیہ حکم لگانے
لیے بنایا گیا ہے اس لیے اس کو موضوع کہتے ہیں۔
محمول کے لغوی معنی ہیں اٹھایا ہوا، اور اصطلاحی معنی ہیں ثابت کیا ہوا، چونکہ محمول

مقدم وتالی کی وجہ تسمیہ

مقدم کے معنی ہیں آگے کیا ہوا، چونکہ جز اول پہلے اور آگے ہوتا ہے اس لیے اس کو مقدم کہتے ہیں۔

اور تالی کے معنی ہیں پیچھے آنے والا چونکہ دوسرا جزء پہلے جزء کے بعد آتا ہے اس لیے اس کو تالی کہتے ہیں۔ (ایساغوجی)

صغریٰ کبریٰ اور حد اوسط کی وجہ تسمیہ

حد اوسط کو اوسط اس لیے کہتے ہیں کہ اوسط کے معنی بیچ اور درمیان کے ہیں چونکہ یہ نتیجہ کے طرفین (موضوع ومحمول) کے درمیان ہوتا ہے۔

اصغر کو اصغر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ اکثر محمول سے خاص ہوتا ہے اور اس کے افراد محمول سے کم ہوتے ہیں بخلاف محمول کے کہ وہ اکثر موضوع سے عام ہوتا ہے اور اس کے افراد موضوع سے زیادہ ہوتے ہیں اس لیے محمول کو اکبر کہتے ہیں، صغریٰ کو صغری اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اصغر ہوتا ہے اور کبریٰ کو کبریٰ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ اکبر پر مشتمل ہوتا ہے۔ (درس ایساغوجی ص:۷۲)

رابطہ کی وجہ تسمیہ

رابطہ صیغہ اسم فاعل مؤنث ہے بمعنی باندھنے اور جوڑنے والی شیٔ نسبت بھی چونکہ موضوع اور محمول کو آپس میں جوڑتی ہے اس لیے اس پر دلالت کرنے والے لفظ کو رابطہ کہتے ہیں۔ (درس ایساغوجی ص:۴۱)

قضیہ شخصیہ یا مخصوصہ کی وجہ تسمیہ

شخصیہ کو شخصیہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا موضوع شخص (جزئی) ہوتا ہے اور
صہ اس لیے کہتے ہیں کہ موضوع معین اور مخصوص ہوتا ہے یعنی حکم شخصیہ میں فرد پر لگتا

(درس ایساغوجی:۴۴)

قضیہ طبعیہ کی وجہ تسمیہ

طبعیہ کو طبعیہ اس لیے کہتے ہیں کہ حکم اس میں موضوع کی طبیعت و ماہیت پر ہوتا
فراد پر نہیں۔ (درس ایساغوجی ص:۴۴)

مہملہ کی وجہ تسمیہ

مہملہ کو مہملہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں موضوع کے افراد کی مقدار مہمل چھوڑ
اتی ہے یعنی ذکر نہیں کی جاتی۔ (درس ایساغوجی ص:۴۵)

محصورہ کی وجہ تسمیہ

قضیہ محصورہ کو محصورہ اس لیے کہتے ہیں کہ حصر کے معنی احاطہ کرنے اور گھیرنے کے
چونکہ اس میں حکم کے اندر تمام یا بعض افراد کا احاطہ کیا جاتا ہے اور مسورہ اس وجہ سے
ہیں کہ مسورہ کے معنی ہیں جس میں سور ذکر کیا جائے چونکہ اس میں سور (لفظ کل یا
وغیرہ) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ (درس ایساغوجی ص:۴۶)

قضیہ معدولہ کی وجہ تسمیہ

وہی معنی یہاں مراد ہیں۔ معدولہ کو معدولہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے اصل انداز سے بدلا ہوا قضیہ ہے کیونکہ عام طور پر حرف نفی موضوع اور محمول کا جز نہیں ہوتا بلکہ نسبت کا جزء ہوتا ہے۔ (مفتاح التہذیب ص:٦٠)

امکان عام اور امکان خاص کی وجہ تسمیہ

امکان عام کو عام اس لیے کہتے ہیں کہ عوام لفظ امکان سے یہی معنی سمجھتے ہیں اور امکانِ خاص کو خاص اس لیے کہتے ہیں کہ خواصِ حکما لفظ امکان سے یہی معنی سمجھتے ہیں۔ (مفتاح التہذیب ص:٦٣)

ضروریہ مطلقہ کی وجہ تسمیہ

اس قضیہ کو ضروریہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جہت ضرورت پر مشتمل ہوتا ہے، اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ ضرورت وصف اور وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ہے۔
(مفتاح التہذیب ص:٦٥)

مشروطہ عامہ کی وجہ تسمیہ

اس قضیہ کو مشروطہ اس لیے کہتے ہیں کہ ضرورت کے لیے وصفِ عنوانی کو شرط کیا گیا ہے اور عامہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مشروطہ خاصہ سے عام ہے۔
(مفتاح التہذیب ص:٦٥)

وقتیہ مطلقہ کی وجہ تسمیہ

اس قضیہ کو وقتیہ اس لیے کہتے ہیں کہ ضرورت وقت کے ساتھ مقید ہے، اور مطلقہ

منتشرہ مطلقہ کی وجہ تسمیہ

اس کو منتشرہ اس لیے کہتے ہیں کہ وقت غیر معین ہے اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ
م کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ (مفتاح التہذیب ص:٦٦)

دائمہ مطلقہ کی وجہ تسمیہ

اس کو دائمہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ جہت دوام پر مشتمل ہوتا ہے اور مطلقہ اس لیے
ہیں کہ لادوام کو وصف عنوانی کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا ہے۔

عرفیہ عامہ کی وجہ تسمیہ

اس قضیہ کو عرفیہ اس لیے کہتے ہیں کہ جہت مذکور نہ ہونے کی صورت میں بھی اہل
ی یہی معنی سمجھتے ہیں مثلاً **کل کاتب متحرک الاصابع** لوگ اس کا مطلب یہی
ے ہیں کہ انگلیاں ہلنے کا حکم موضوع کے لیے اس وقت تک ہے جب تک وہ کاتب
ر عامہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عرفیہ خاصہ سے عام ہے۔ (مفتاح التہذیب ص:٦٧)

مطلقہ عامہ کی وجہ تسمیہ

اس کو مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ جب قضیہ کو کسی جہت کے ساتھ مقید نہیں کرتے
ں چھوڑ دیتے ہیں تب بھی قضیہ سے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں، اور عامہ اس لیے کہتے ہیں
قضیہ وجودیہ لادائمہ اور وجودیہ لاضروریہ سے عام ہے۔ (مفتاح التہذیب ص:٦٨)

ممکنہ عامہ کی وجہ تسمیہ

اس کو ممکنہ اس لیے کہتے ہیں کہ جہت امکان پر مشتمل ہے اور عامہ اس لیے کہتے

عکس مستوی کی وجہ تسمیہ

عکس مستوی کو مستوی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اصل قضیہ کے برابر اور مطابق ہوتا ہے کیف یعنی ایجاب وسلب میں اور صدق وکذب (سچا ہونے اور جھوٹا ہونے) میں۔

(درس ایساغوجی ص:٦٣)

دلیل خلف کی وجہ تسمیہ

خلف کے معنی ہیں محال دلیل خلف کو خلف اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ مقصود یعنی عکس کی نقیض کو صادق ماننے کی صورت میں محال کی طرف پہنچا دیتی ہے۔

(ردس ایساغوجی ص:٦٦)

دلیل لمی اور دلیل انی کی وجہ تسمیہ

لِمِّی لماذا هذا كذا؟ کا مخفف ہے یعنی یہ بات ایسی کیوں ہے اس کی علت کیا ہے؟ اور انی **انی اعتقد كذا** کا مخفف ہے یعنی میرا سمجھنا ایسا ہے خارج میں ویسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ (مفتاح التہذیب ص:۱۴۳)

قیاس اقترانی کی وجہ تسمیہ

اقتران کے معنی ملنے کے آتے ہیں چونکہ قیاس اقترانی میں نتیجہ کے اطراف (موضوع ومحمول) آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے قیاس اقترانی کو اقترانی کہتے ہیں۔ (درس ایساغوجی ص:٦٩)

قیاس استثنائی کی وجہ تسمیہ

ہیں۔ (درس ایساغوجی ص:۷۰)

قیاس برہانی کی وجہ تسمیہ

برہان کے معنی دلیل کے ہیں چونکہ قیاس برہانی یقینی مقدمات سے مرکب
ہے اس لیے وہ قطعی (یقینی) دلیل ہوتا ہے، اس لیے اس کو برہانی کہتے ہیں۔
(درس ایساغوجی ص:۸۸)

قیاس جدلی کی وجہ تسمیہ

جدل کے معنی جھگڑنے کے ہیں چونکہ مسائل میں باہمی اختلاف کے وقت اہل
رہ عام طور پر اسی قیاس سے کام لیتے ہیں۔ اس لیے اس کو قیاس جدلی کہتے ہیں۔
(درس ایساغوجی ص:۹۲)

قیاس خطابی کی وجہ تسمیہ

خطاب کے معنی ہیں وعظ وتقریر اور گفتگو چونکہ واعظین عام طور پر اپنی تقریروں
ی قیاس کو استعمال کرتے ہیں اس لیے اس کو قیاس خطابی کہتے ہیں۔
(درس ایساغوجی ص:۹۳)

قیاس شعری کی وجہ تسمیہ

قیاس شعری کو شعری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ شاعرانہ باتوں سے مرکب ہوتا
(درس ایساغوجی ص:۹۳)

قیاس مغالطہ کی وجہ تسمیہ

دھوکہ میں ڈالنے والا علم چونکہ یہ قیاس عام لوگوں کو غلطی اور دھوکہ میں ڈال دیتا ہے اس لیے اس کو قیاس مغالطہ وسفسطہ کہتے ہیں۔ (درس ایساغوجی ص:۱۴)

صناعات خمسہ کی وجہ تسمیہ

(۱) قیاس برہانی (۲) قیاس جدلی (۳) قیاس خطابی (۴) قیاس شعری (۵) قیاس سفسطی۔

ان پانچوں کو صناعات خمسہ کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پانچوں قسموں کو الگ الگ قسم کے لوگ استعمال کرتے ہیں:

(۱) قیاس برہانی کو مناطقہ اور فقہاء، مسائل ثابت کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔
(۲) قیاس جدلی کو اہل مناظرہ استعمال کرتے ہیں۔
(۳) قیاس خطابی کو واعظین استعمال کرتے ہیں۔
(۴) قیاس شعری کو شعراء استعمال کرتے ہیں۔
(۵) قیاس سفسطی کو عام لوگ یا جھکی لوگ استعمال کرتے ہیں۔

گویا مختلف قسم کے لوگوں کے یہ الگ الگ پیشے اور کاروبار ہیں اس لیے ان کو صناعات خمسہ (یعنی پانچ پیشے) کہتے ہیں۔ (مفتاح التہذیب ص:۱۳۹)

کلی منطقی، کلی طبعی اور کلی عقلی کی وجوہ تسمیہ

کلی منطقی کو منطقی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مفہوم منطقی کا نام ہے۔

کلی طبعی کو طبعی یا تو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ طبیعت کے معنی ہیں ماہیت اور کلی طبعی ماہیت ومصداق کا نام ہے، یا اس کو کلی طبعی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ طبیعت کے معنی ہیں،

کہتے ہیں۔

کلی عقلی کو عقلی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اور مجموعہ کا ...رف عقل میں ہوتا ہے اس لیے کلی عقلی کہتے ہیں۔ (مفتاح التہذیب ص:۴۹)

سیاست مدنیہ کی وجہ تسمیہ

سیاست کے لغوی معنی ہیں انتظام کرنا اور مدنیہ (میم اور دال کے زبر کے ساتھ) (شہر) کی طرف نسبت ہے اور مُدُنیہ (دونوں کے پیش کے ساتھ) مدینہ کی جمع ہے ...یاست مدنیہ کا مطلب ہے شہر اور ملکی انتظام یعنی عدل وانصاف کے ساتھ ملک کا اس ...انتظام کرنا کہ سب کی معاشی حالت اچھی ہو جائے۔ (معین الفلسفہ ص:۳۳)

تہذیب الاخلاق کی وجہ تسمیہ

تہذیب الاخلاق کے معنی آتے ہیں سنوارنا اخلاق کے معنی زندگی کے احوال اس ...ں چونکہ زندگی کے احوال کی آرائش سکھائی جاتی ہے اس لیے اس کو اس نام کے ...موسوم کیا گیا۔ (تفہیم المیبذی)

تدبیر منزل کی وجہ تسمیہ

تدبیر منزل کے معنی آتے ہیں گھر کا انتظام چلانا اس علم میں چونکہ گھر کے ...ات اور اس کے شب وروز کے اوقات گذارنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے اس لیے اس ...بیر منزل کہا گیا۔ (تفہیم المیبذی)

جسم تعلیمی کی وجہ تسمیہ

اس جسم کا نام جسم تعلیمی اس لیے رکھا گیا ہے کہ علم تعلیمی یعنی علم ریاضی میں اس جسم ...

ملکوں اور شہروں کی وجوہ تسمیہ

ملک عرب کو عرب کہنے کی وجہ

تمام سامی زبانوں میں عربہ صحرا اور بادیہ کا مفہوم رکھتا ہے عبرانی میں عربہ، بیابان اور میدان کو کہتے ہیں، اور خود عربی زبان میں اس مفہوم قدیم کے بقایا موجود ہیں، **عرابة** کے معنی بدویت کے ہیں، اور اعراب اہل بادیہ اور صحرانشینوں کے لیے اب تک مستعمل ہے۔

چونکہ عرب کا ملک زیادہ تر ایک بیابانِ بے آب وگیاہ ہے اور خصوصاً وہ حصہ جو حجاز سے بادیہ عرب وشام اور سینا تک پھیلا ہوا ہے اس لیے اس کا نام عرب قرار پایا پھر رفتہ رفتہ وہاں کے باشندوں کو عرب کہنے لگے۔ (تاریخ ارض القرآن ص:۵۲)

مکہ کی وجہ تسمیہ

مکہ لفظ بکہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں (گردن توڑنا) کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں توڑی ہیں۔ (سیرت حلبیہ ۱/۵۱۵)

مدینہ کو یثرب کہنے کی وجہ

مدینہ کا پہلا نام یثرب تھا یثرب کے معنی خونریزی کی جگہ چونکہ اوس اور خزرج میں خونریز جنگ ہوتی تھی اسی مناسبت سے مدینہ کو یثرب کہا جاتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تبدیل فرما کر مدینہ طیبہ رکھا۔ (حاشیہ اصح السیر ص:۴۱۳)

خیبر کی وجہ تسمیہ

ر کے ایک شخص نے آباد کیا تھا جس کا نام خیبر بن قانیہ تھا اس لیے یہ علاقہ اسی کے نام
شہور ہوگیا۔ (معجم ما استعجم البکری ۵۲۲/۱)

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ خیبر عبرانی زبان میں قلعے کو کہتے ہیں اور چونکہ یہاں
قلعہ تعمیر کیا گیا تھا اس لیے اس کو خیبر کہنے لگے بعد میں یہاں اور بھی قلعے تعمیر کیے
جو **ناعم قموص نطاة قصارہ الوطیح** اور **السلالم** کے نام سے مشہور
ااس لیے اس مجموعی علاقے کو خیابر (خیبر کی جمع) بھی کہا جاتا تھا۔
(معجم البلدان للحموی ۴۰۹/۷، جہان دیدہ ص:۱۶۹)

احد کی وجہ تسمیہ

لفظ احد مدینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے ایک قول کے مطابق احد
د اس لیے کہتے ہیں کہ احد کے معنی یکتا اور منفرد کے ہیں، اور چونکہ یہ پہاڑ وہاں کے
وں کے مقابلہ میں یکتا اور منفرد ہے اس لیے اس کو احد کہتے ہیں۔

(سیرت حلبیہ ۱۳۲/۴)

تبوک کی وجہ تسمیہ

یہاں پانی کا ایک چشمہ تبوک کہلاتا تھا اسی کے نام پر بستی تبوک کے نام سے مشہور

(جہان دیدہ ص:۱۷۹)

مقام حیرہ کی وجہ تسمیہ

تبع یہ بہمن بن اسفندریار کے دور میں یمن کا آخری حکمراں تھا یہ تبع یمن سے چلا
ن راستوں سے ہوتا ہوا جن سے رائش گزرا تھا طی نامی پہاڑ پر وہاں سے انبار کی

طرف بڑھا جب ''حیرہ'' کے مقام پر پہنچا تو رات کا وقت تھا وہ اس جگہ حیران و پریشان
ہوگیا اس لیے اس جگہ کا نام ''حیرہ'' پڑ گیا۔ (تاریخ طبری ۱۲۴/۱)

وادی مُحسّر کی وجہ تسمیہ

مُحسّر حسر سے ہے جس کے معنی عاجزی اور منقطع ہوجانے کے ہیں چونکہ اس وادی
میں اصحاب فیل عاجز ہوگئے اور ان کے ہاتھی نکل نہ سکے اس لیے اس وادی کا نام محسر
ہوگیا۔ (حاشیہ اصح السیر ص:۴۸۶)

دومۃ الجندل کی وجہ تسمیہ

دومۃ[1] الجندل کی وجہ تسمیہ اس جگہ کا نام دومی ابن اسماعیل علیہ السلام کے نام کی
وجہ سے پڑا کیونکہ انہوں نے یہیں قیام کیا تھا، اس بستی کے اور دمشق کے درمیان پانچ
رات کے سفر کی مسافت ہے یہ شام کا علاقہ ہے۔ (تاریخ طبری)

مقام مدین کی وجہ تسمیہ

حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت مدین یا مدیان میں ہوئی تھی مدین کسی مقام کا نام
نہیں تھا بلکہ قبیلہ کا نام ہے، یہ قبیلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی نسل سے تھا (جو
ان کی تیسری بیوی قطورا سے پیدا ہوا، اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ خاندان بنی قطورا
کہلاتا ہے) اسی قبیلہ کے نام پر بستی کا نام مدین مشہور ہوا۔ (قصص القرآن ۳۴۳/۱)

---

[1] یہ لفظ دُومۃ الجندل بضم الدال ہے لیکن بفتح الدال بھی غلط ہے مگر حافظ دمیاطی نے صرف بضم الدال کا تلفظ کیا ہے اور جہاں تک بفتح الدال کا تعلق ہے تو یہ ایک دوسرے مقام کا نام ہے اسی لیے علامہ جوہری نے کہا ہے کہ بضم الدال ہی درست ہے اور دال کے فتحہ کے سلسلہ میں محدثین سے غلطی ہوئی ہے (طبری)

طائف کی وجہ تسمیہ

طائف کے معنی ہیں، رات کو چکر لگانے والا یا رات کو نگرانی اور پہرا دینے والا۔

طائف کو طائف اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں شہر کے چاروں طرف دیوار قائم تھی
وہ دیوار شہر والوں کی نگرانی کر رہی تھی اس لیے اس کو طائف کہا گیا۔

ابن کلبی کی کتاب میں ہے کہ ہشام نے ابو مسکین سے اور انہوں نے قبیلہ ثقیف
یک آدمی سے جو کہ طائف کے بارے میں زیادہ معلومات رکھتے تھے، بیان کیا ہے
دف کا ایک آدمی جس کا نام دمون ابن عبدالملک تھا، اس کا چچا زاد بھائی عمرو حضر
میں قتل ہو گیا اس لیے دمون بن عبدالملک بھاگ کر مسعود بن معتب ثقفی کے پاس
اور چونکہ اس کے پاس بہت مال تھا اور یہ بہت بڑا تاجر بھی تھا، اس لیے اس نے)
د بن معتب سے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میری شادی کر دیں، میں تم
کی شادی کروں گا، اور تمہارے شہر کے چاروں طرف ایک طوف یعنی چہار دیواری
ں گا، تا کہ تم تک کوئی عرب نہ آ سکے، تو انہوں نے کہا کہ بناؤ، چنانچہ اس نے ایک
بنادی جس کی وجہ سے اس کو طائف کہتے ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ طائف کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب
ریت اہل وعیال کو مکہ میں ڈال دیا تو اللہ سے دعا کی کہ اللہ ان کو رزق دے، تو اللہ
م دیا کہ فلاں درخت کے پاس جاؤ، چنانچہ گئے یہاں تک پہنچ گئے، جہاں اس وقت
آباد ہے، تو وہاں سے واپس آ کر بیت اللہ کا طواف کیا، اسی وجہ سے اس کو طائف
ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (معجم البلدان ۲۴۱/۳)

یمن کی وجہ تسمیہ

ملک یمن کا نام یمن اس لیے پڑا کہ ایمن یعنی یعرب ابن قحطان وہاں جا کر اترا تھا۔

دائیں جانب ہے۔ (سیرت حلبیہ ۸۱/۱)

ملک روم کی وجہ تسمیہ

روم کو روم اس لیے کہتے ہیں کہ دراصل رومی لوگ **روم بن سماحیق بن هرنیان بن علقان بن عیص بن اسحاق بن ابراهیمؑ** کی اولاد میں سے ہیں، اس لیے ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے روم کہا جاتا ہے اور رومیوں کو بنی اصفر بھی کہا گیا ہے، عربی میں اصفر زرد رنگ کو کہتے ہیں۔

چونکہ روم نامی اس شخص کے رنگ میں زردی کی آمیزش تھی اس لیے اس کو اصفر کہا جانے لگا۔ (سیرت حلبیہ ۴۰۲/۵، تفصیل کے لیے دیکھیں معجم البلدان ۴۴۳/۴ مطبوعہ بیروت)

مصر کی وجہ تسمیہ

مسلمانوں کی رضامندی کے بعد حضرت ادریسؑ اور ان کی جماعت مصر کی جانب ہجرت کر گئی جماعت نے جب نیل کی روانی اور اس سرزمین کی شادابی دیکھی تو بہت خوش ہوئی اور حضرت ادریسؑ نے یہ دیکھ کر اپنی جماعت سے فرمایا **بابلیون** (یعنی تمہارے بابل کی طرح شاداب مقام) اور ایک جگہ منتخب کر کے نیل کے کنارے بس گئے، حضرت ادریس علیہ السلام کے اس جملہ بابلیوں نے ایسی شہرت پائی کہ عرب کے علاوہ قدیم اقوام اس سرزمین کو **بالیون** ہی کہنے لگے۔ البتہ عرب نے اس کا نام مصر بتایا اور اس کی وجہ تسمیہ یہ سنائی کہ طوفان نوح کے بعد یہ مصر بن حام کی نسل کا مسکن و موطن بنا ہے۔

(قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن ۶۸/۱)

حبشہ کی وجہ تسمیہ

ذ دیک حمیر (سبا) اور حبشہ کے اصل باشندوں کے اختلاط سے یہ قوم عالم وجود میں س لیے انہوں نے ان کا یہ نام تجویز کیا ہے۔

(قصص القرآن ۳/۳۴۵، ارض القرآن ص:۲۳۷)

عراق کی وجہ تسمیہ

عراق کے اصلی معنی لغت میں کنارۂ دریا کے ہیں، (عراق دو ہیں ایک عجم میں عرب میں) عراق کو عراق اس وجہ سے کہتے ہیں کہ عراق عجم دریائے جیحون کے ے پر ہے اور عراق عرب دریائے دجلہ وفرات کے کنارے پر ہے۔

قال ابو عمر سميت العراق عراقا بقربها من البحر وقال واهل جاز يسمون ما كان قريباً من البحر۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں معجم البلدان ۶/۳۰۵، مطبوعہ بیروت)

یونان کی وجہ تسمیہ

یوناہ بائبلی زبان میں یونس کا تلفظ ہے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے نگلنے کا ر تین دن بعد ساحل پر اگل دینے کا واقعہ بائبل میں یوناہ نبی کے نام سے ذکر کیا گیا ضرت یونس علیہ السلام اہل نینوی کی طرف مبعوث کئے گئے تھے، اور نینوی عراق میں ب اس کا وجود نہیں ہے پس ممکن ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سرزمین یونان کے ے ہوں اور اہل نینوی کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہوں، اور یہ جزیرہ نما آپ ہی م نامی سے موسوم ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے متبعین اس جزیرہ نما میں فروکش ے ہوں اور انہوں نے تبرکاً آپ کے نام پر اس جزیرہ کا نام رکھا ہو، واللہ اعلم اب۔

(معین الفلسفہ ص:۱۸)

ایران اور توران کی وجہ تسمیہ

کتاب اخبار الفرس میں لکھا ہے کہ افریدون کے تین لڑکے تھے سب سے بڑے کا نام **سلم** اور اس سے چھوٹے کا توج[۱] اور سب سے چھوٹے کا نام ایرج۔

افریدون نے جب اپنے بیٹوں کے مابین زمین تقسیم کی تو سب سے بڑے لڑکے سلم کو روم اور اس کے اطراف کا حصہ دیا۔ اور دوسرے لڑکے توج کو ترک اور چین وغیرہ کا حصہ دیا، اہل ترک نے اپنے بادشاہ توج کے نام پر شہر کا نام توران کر دیا، لیکن بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہاں ایک بادشاہ گذرا ہے جس کا نام پر توران شاہ تھا، اسی کے نام پر توران ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

اور افریدون نے تیسرے لڑکے ایرج کو ایران شہر دیا تو ایران یہ ایرج کے نام سے اور توران یہ توج کے نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ افریدون کی اس تقسیم کے بارے میں شاعر نے کہا ہے ۔

وقسمنا ملكنا فى دهرنا — قسمة اللحم على ظهر الوضم
فجعلنا الروم والشام الى — مغرب الشمس يغطريف سلم
ولطوج جعل الترك له — فبلاد الترك يحويها رغم
ولايران جعلنا عنوة — فارس الملك وفزنا بالنعم

(معجم البلدان ۲/۴۶۴، ۱/۲۳۰)

افریقہ کی وجہ تسمیہ

افریقہ یہ **افريقيس بن ابرهه بن الرائش** کے نام پر رکھا گیا ہے، اور ابو

ہشام بن محمد نے کہا کہ وہ افریقیس بن صیفی بن سبا بن یشجب بن
ب بن قحطان ہے۔

جب یہ شخص مغرب کی طرف جہاد کے لیے چلا تو راستہ میں ایک کشادہ چٹیل
ن سے گذرا جہاں بہت پانی بھی تھا تو اس نے حکم دیا کہ یہاں پر ایک شہر آباد کیا
ے چنانچہ وہاں شہر آباد کیا گیا اور اس شہر کا نام اسی کے نام سے موسوم کیا پھر لوگوں نے
ظ افریقیہ کو صوبہ کے لیے خاص کرلیا۔ (معجم البلدان ١/٤٨١)

اندلس اور اسپین کی وجہ تسمیہ

مؤرخین نے لکھا ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے اس خطہ
و قوم آباد ہوئی اس کا نام اندلش تھا عربوں نے ''شین'' کو ''سین'' سے بدل کر اس
ے علاقہ کا نام اندلس رکھ دیا۔ بعد میں یہاں ایک رومی بادشاہ کی حکومت ہوئی جس کا
شبان تھا اس نے یہاں ایک شہر آباد کیا جس کا نام اشبیلہ رکھا جس کی وجہ سے اشبیلہ شہر
بانیہ کہا جانے لگا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ نام پورے ملک کے لیے بولا جانے لگا، اسی کا بگڑا
م ہسپانیہ ہے اور اسی کو اسپین بھی کہا جاتا ہے۔

(اندلس میں چند روز ص: ١٠، دنیا میرے آگے)

آسٹریلیا نام رکھنے کی وجہ

لاطینی زبان میں ''آس'' کے معنی جنوب کے ہیں، اور ''ٹیرا'' سے مراد زمین ہے،
نوں کو بمطابق لاطینی قواعد ملا کر آسٹریلیا بنالیا جس کا مطلب ہے، جنوبی زمین۔

(آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

قبرص کی وجہ تسمیہ

فرنگی اسے سائپرس کہتے ہیں جب کہ اہل مشرق اسے قبرص کہتے ہیں لیکن مطلب دونوں کا ایک ہی ہے، اور وہ ہے ''تانبا'' (غالباً یہاں تانبا کی کان ہوگی جس کی وجہ سے قبرص کہتے ہیں)۔ (آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

ارجنٹینا کی وجہ تسمیہ

براعظم جنوبی امریکہ میں واقع یہ ملک ہسپانوی نو آبادی تھی، لاطینی زبان میں ارجنٹیم چاندی کو کہتے ہیں کیمیا پڑھنے والے جانتے ہیں کہ دوری جدول میں AG سے مراد ارجنٹیم یعنی چاندی ہے، اور ارجنٹینا سے مراد بھی چاندی کی زمین ہے، اور چونکہ یہاں پر جو دریا بہتا ہے وہ ''چاندی دریا'' سے مشہور ہے، اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو ارجنٹینا کہتے ہیں۔

اسی طرح یہ مشہور ہے کہ اسپین کے جعان ڈیاز ڈے سولس نے اپنی بیوی کو پرتگال میں قتل کردیا پولیس سے چھپتے ہوئے اپنے ملک بھاگ گیا، اور اسپین کی کھوج کے سنہرے موقع کے دوران کئی سفروں میں شامل رہا، ٨/اکتوبر ١٥١٥ء کو ڈیاز ڈے سولس پرشانت مہاساگر کی جانب مشرق کی طرف جگہ پانے کی امید میں تین جہازوں کے کمان کے ساتھ روانہ ہوا، راستے میں اسے بیونس آئرس (ارجنٹینا کا دارالسلطنت) جگہ ملی، جہاں اسے آدم خوروں کا شکار ہونا پڑا، ڈیاز کی موت کے بعد اس کے بہنوئی فرانسیسکو ڈے ٹاریس نے جہاز کی کمان اپنے ہاتھوں میں لی راستے میں ایک جگہ اس کا جہاز خراب ہوگیا لیکن اس جگہ کے لوگ بااخلاق تھے، انہوں نے فرانسیسکو کو چاندی کے بنے ہوئے زیوارات دئے اس طرح اس جگہ کا نام (دالینڈ آف سلور) ارجنٹینا رکھا گیا۔

چلی کی وجہ تسمیہ

چلی لفظ کی تسمیہ ماپچے لفظ سے ہوتی ہے، جس کا مطلب ہے ''جہاں زمین کا خاتمہ
ہے'' اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب ماپچے قوم کے لوگ ارجنٹینا سے مشرق
رف جانے لگے تو انہیں پتہ چلا کہ یہ ایک براعظم کا کنارہ ہے جس کے پار پرشانت
ا گر پھیلا ہوا ہے، یعنی یہاں پر زمین ختم ہو رہی ہے، اس لیے انہوں نے اس کا نام
ھ دیا۔

دوسری بات کہی جاتی ہے کہ ماپچے قوم کے لوگ پرندوں کی نقل کرتے ہوئے چیلے
واز کرتے تھے جس کی وجہ سے اس ملک کا نام چلی پڑ گیا ہے۔ (ویکیپیڈیا)

چیکوس لوواکیہ کی وجہ تسمیہ

چیک اور اسلوواک دو الگ الگ کمیٹیاں تھی اسے سب سے مشکل الفاظ والے
ں میں شمار کیا جاتا ہے، ۳۰ ؍سال تک کمیونسٹ حکومت میں رہنے کے بعد چیکوس لو
سوشلٹ ریپبلک کا زوال ہوا، اور نئی حکومت کے بدلاؤ کو ویلویٹ ریوولیوشن کہا
ہے اور نئے اقتدار کی تبدیلی بغیر خون بہائے ہوئی تھی، وہاں ایک نئی سیاسی قیادت
ں اور یہ ایک نیا جمہوریہ بنا اب متحدہ کے نام سے سوشلسٹ لفظ ہٹایا گیا اور نیا نام
ں لوواک یوم جمہوریہ دیا گیا۔

پھر بھی اسلوواک سیاست دانوں کو یہ مشورہ پسند نہیں آیا انہیں لگا کہ اس سے ان
ہمیت کم ہو جائے گی، انہوں نے اس ملک کے نام میں ہائی فن مارک (چیکے
اک ری پبلک) لگا دیا، اسے چیک تنظیم کے سیاست دانوں نے انکار کر دیا، چیک

عوام سے ووٹ ڈلوا کر یکم جنوری ۱۹۹۳ء کو بغیر کسی تشدد کے دو الگ الگ متحدہ کو تقسیم کر دیا گیا جنہیں چیک ری پبلک اور اسلوواکیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (ویکیپیڈیا)

کناڈا کی وجہ تسمیہ

وہاں کی مادری زبان میں کناڈا کا مطلب ہے ''یہاں کوئی نہیں ہے'' کناڈ کے نام کو لے کر دو کہانیاں مشہور ہیں۔

(۱) فرانس کے کھوج کرتا چیکس کارٹیر ایک بار سینٹ لارینس ندی کے کنارے سے روانہ ہو رہے تھے تو ان کے رہنما ساتھیوں نے بتایا کہ یہ راستہ کناٹا کی طرف جاتا ہے یہ ایک گاؤں ہے، جہاں کے لوگ خود کو کناٹا نہیں کہتے کیونکہ وہاں برفیلے جنگلوں سے آ کر لوگ بسے تھے، اس لیے کناٹا کو وہ ایک مشترک گاؤں مانتے تھے کارٹیر نے کناٹا کو کناڈا سنا تب سے وہ اسی نام سے مشہور ہو گیا۔

(۲) دوسری کہانی کے مطابق اسپین ملک کے باشندے امریکہ کے مشہور اور مالدار آدمیوں کو تلاش کرنے نکلے جب انہیں وہاں کوئی نہیں ملا تو انہوں نے اس جگہ کو ''ایکا''، ''ناڈا'' یا ''کاناڈا'' کہنا شروع کر دیا جس کا مطلب تھا کہ یہاں کوئی نہیں ہے۔
جب کچھ سالوں بعد فرانس ملک کے باشندے وہاں جانے لگے تو اسپین کے باشندوں نے ایکا ناڈا چلانا شروع کر دیا وہ یہ بتانا چاہ رہے تھے کہ وہاں ان کے مطلب کا کچھ نہیں ہے، فرانس کے باشندوں نے سوچا کہ کناڈا اس کا نام ہے اور تب سے کناڈا نام پڑ گیا۔ واللہ اعلم۔ (ویکیپیڈیا)

دمشق کی وجہ تسمیہ

علوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک غلام کا نام دمشق تھا اس نے سب پہلے یہاں بستی بسائی تھی اس لیے اس کا نام دمشق ہو گیا۔

بعض تاریخوں میں مذکور ہے کہ یہ بستی ذوالقرنین کی بسائی ہوئی ہے اور بعض نے ں تعمیر کو سکندر مقدونی کے ایک غلام کی طرف منسوب کیا ہے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تاریخ دمشق لابن عساکر جہانِ دیدہ ص:۲۵۳)

بصرہ کی وجہ تسمیہ

بصرہ کے لغوی معنی ''سخت زمین'' کے ہیں، چونکہ اس علاقہ میں کثرت سے سیاہ ئے جاتے ہیں اس لیے اسے بصرہ کہا جاتا ہے۔ (طبقات ابن سعد ۲۶/۷)

کوفہ کی وجہ تسمیہ

کوفہ کے معنی عربی میں ریت کے گول ٹیلے کے ہیں اور کوفہ ایسی جگہ پر ہی آباد ہے جہ سے اس کو کوفہ کہتے ہیں۔

اور بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ کوفہ کے معنی ''لوگوں کے جمع ہونے'' کے بھی ہیں چنانچہ ب **تکوف الرجل** اس بولتے ہیں جب سواری پر لوگ ایک دوسرے پر چڑھنے لگیں۔

اور چونکہ اس جگہ پر عام طور پر لوگ جمع رہتے تھے اس وجہ سے اس کو کوفہ کہتے اس کے علاوہ اور بہت سے اقوال ہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیں معجم البلدان للحموی)

کربلا کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف اقوال مشہور ہیں:

تلووں کی نرمی کے ہیں یہ زمین چونکہ نرم تھی اس لیے اس کا نام کربلا رکھ دیا گیا، کربلا عربی زبان میں گندم صاف کرنے کو بھی کہتے ہیں، اس لیے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس سرزمین میں چونکہ روڑے پتھر نہیں تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس زمین کو باقاعدہ صاف کیا گیا تھا، اس لیے اسے کربلا کہتے ہیں۔

اس کے برعکس بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ لفظ **کربُل** سے نکلا ہے یہ ایک خاص قسم کی گھاس کا نام ہے جو اس صحرا میں بکثرت پائی جاتی ہے اس لیے اس کا نام کربلا مشہور ہو گیا۔ (جہان دیدہ ص:۵۷، بحوالہ معجم البلدان للحموی)

بغداد کی وجہ تسمیہ

نوشیرواں جب تک خالص نوشیرواں تھا عادل نہ تھا بڑے ظلم کیا کرتا تھا ایک روز اپنے وزیر کے ساتھ کہیں سے گذر رہا تھا کہ ایک مکان پر دیکھا دو اُلّو بیٹھے ہیں ایک طرف ایک دوسری طرف دوسرا ان میں سے ایک بولا پھر دوسرا بولا نوشیرواں نے وزیر سے پوچھا یہ کیا کہہ رہے ہیں، اس نے کہا بتانے کی بات نہیں نوشیرواں نے اصرار کیا تو بتایا کہ اس الو نے یہ کہا کہ میری لڑکی جوان ہے اور تیرا لڑکا جوان ہے دونوں کی شادی کر دینی چاہئے، دوسرے نے جواب دیا منظور ہے، مگر یہ بتا کیا لے گا، اس نے کہا ستر اجاڑ اس پر دوسرے نے کہا نوشیرواں زندہ سلامت چاہئے ستر اجاڑ کیا ستر ہزار مل جائیں گے۔

بادشاہ اس سے بہت متاثر ہوا، اعلان کر دیا کہ کل انصاف ہوگا اس پر بہت سی پرچیاں لوگوں نے جمع کر دیں سب سے پہلی پرچی جو اٹھائی تو اس میں لکھا تھا کہ آپ کا بیٹا میرے گھر آتا ہے اور میری بہو بیٹی کی عزت خراب کرتا ہے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے، اس پر لوگوں نے اپنی اپنی عرضیاں اٹھالیں کہ اگر اس طرح انصاف ہوگا (کہ نہ

ے اس میں انصاف کے لیے جتنی چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب مہیا کیجئے۔ چنانچہ باغ تیار کیا گیا اور اس میں انصاف سے متعلق چیزیں مثلاً قاضی وغیرہ جملہ چیزیں ں گئیں اور اس کا نام باغ داد رکھا، یعنی انصاف کا باغ، یہی بگڑ کر بغداد ہوگیا جواب ں میں ایک شہر کا نام ہے۔ (ملفوظات فقیہ الامت ۲/۸۴ ق:۷)

دوسرا قول یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے عراق فتح کیا تو بغداد کوئی قابل ذکر شہر نہ سریٰ کے زمانہ میں دجلہ کے مغربی کنارے پر یہ ایک چھوٹی سی بستی تھی کہتے ہیں کہ یٰ نے ایک بت پرست غلام کو یہ علاقہ بطور جاگیر دیا وہ جس بت کی پرستش کرتا تھا ا نام ''بغ'' تھا اس لیے اس نے کہا کہ ''بغ داد'' (یعنی یہ علاقہ مجھے بغ نے دیا ہے) لیے بہت سے علماء اس شہر کو بغداد کہنا پسند نہ کرتے تھے۔

(جہان دیدہ ص:۱۷، معجم البلدان ۲/۳۶۰)

بلقان کی وجہ تسمیہ

بلقان ترکی زبان میں پہاڑوں کو کہتے ہیں اور چونکہ یہ سارا علاقہ اونچے اونچے وں سے گھرا ہوا ہے، اس لیے خلافت عثمانیہ کے عہد اقتدار میں اس کا نام بلقان رکھ یا۔ (البانیہ میں چند روز، ص:۲)

سمرقند کی وجہ تسمیہ

ازہر نے کہا ہے کہ سمرقند کی بنیاد رکھنے والا، شِمرُ ابو کرب تھا تو اسی کے سے **شمر کنت** کہنے لگے، پھر اس میں تعریب کرکے سمرقند کہا جانے لگا۔

لیکن **کتاب المنقذ فی الایمان فی اخبار ملوک الیمن** میں ہے کہ دشاہ ناشر بنعم الملک کا انتقال ہوگیا تو اس کی جگہ شمر بن افریقس بن

ابرھہ بادشاہ ہوا اس نے پانچ ہزار آدمیوں کا لشکر تیار کیا اور اس کو لے کر بلادِ چین کی طرف روانہ ہوا، جب مقام **صُغد** میں پہنچا تو اس شہر کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور پورے شہر کو ہر طرف سے گھیر لیا، اور ان سب کو قتل کر دیا، اس کے بعد شہر کو منہدم کر دیا، تو اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کا نام **شمر کند ای شمر هدمها** کہ شمر نے اس کو منہدم کیا کہنے لگے، پھر اس میں تعریب ہوکر سمرقند مشہور ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(معجم البلدان للحموی ۵/۶۶ مطبوعہ بیروت)

بابل کی وجہ تسمیہ

بابل یہ دنیا کا قدیم ترین تاریخی شہر تھا کہا جاتا ہے کہ یہ شہر حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان نوح کے بعد آباد کیا تھا اور یہاں سے ان کی اور ان کے رفقا کی نسل پھیلی انہی کی اولاد میں کلدانیوں نے جنم لیا جوان کے سپاہی سمجھے جاتے تھے، یہاں تک کہ وہ رفتہ رفتہ بادشاہ بن گئے، کلدانیوں سے پہلے بابل کا نام **حیتارث** تھا کلدانیوں نے اس کا نام بابل رکھا، بابل ان کی زبان میں مشتری ستارے کو کہتے ہیں اسی کے نام پر اس شہر کا نام رکھا گیا کہتے ہیں کہ عروج کے دور میں بابل بارہ فرسخ میں پھیلا ہوا تھا اور اپنے زمانہ کے فن تعمیر کا شاہکار سمجھا جاتا تھا اس شہر کے بارے میں بہت سی طلسماتی داستانیں بھی مشہور ہیں اور جادوگروں کی کثرت کی بنا پر یہ **مدینة السحر** کے نام سے مشہور ہوگیا تھا۔ (معجم ما استعجم البکری ۱/۲۱۹، از جہان دیدہ ص:۶۵)

بابل کے معنی نہر کے ہیں اور چونکہ بابل دجلہ وفرات کی نہروں سے سرسبز و شاداب تھا اس لیے اس نام سے موسوم ہوا، یہ عراق کا مشہور شہر تھا جو فنا ہوگیا۔

(حاشیہ قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن ۱/۶۸)

حضر موت کی وجہ تسمیہ

حضرت صالحؑ کی قوم ثمود پر جب عذاب آیا تو صالح علیہ السلام اپنی باقی ماندہ قوم
چار ہزار تھی لے کر جب ایک وادی میں پہنچے تو وہاں پہنچتے ہی حضرت صالح نبی کی
ہوگئی جس پر اس وادی میں بسنے والوں نے اس بسنے والے شہر کا نام حضر موت ہی
یا۔ (کذا فی تفسیر الخازن، ضوء المستنیر ص:۷۸)

آذربیجان کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہ تسمیہ میں دو رواتیں ہیں ایک یہ کہ موبد آذرباد نے آتش کدہ بنایا تھا
کا نام آذرآبادگان تھا۔

دوسری لغت پہلوی میں آذر کے معنی آتش کے ہیں اور بائیگان کے معنی ہیں محافظ
گاہ دارندۂ آتش چونکہ اس صوبہ میں آتش کدوں کی کثرت تھی اس وجہ سے یہی نام
جس کو عربوں نے اپنی زبان میں آذربیجان کرلیا۔ (حاشیہ الفاروق ص:۱۸۲)

نیشاپور کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں ایک یہ ہے کہ یہاں پر سابور نام کا ایک شخص
ا اور وہاں پر گنّا یا اس جیسی کسی چیز کی پیداوار بہت تھی، اس لیے سابور نے کہا کہ اس
پر ایک شہر ہونا چاہئے، چنانچہ اس کے حکم سے شہر آباد ہوا، اور اسی کی طرف نسبت
تے ہوئے نیشاپور کہا جانے لگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جب بادشاہ سابور اپنی مملکت سے نکل کر گم ہوگیا تو اس کے
وں نے اس کو تلاش کرنا شروع کیا تلاش کرتے ہوئے نیشاپور میں پہنچے تو اس کو نہیں

کو نیشاپور کہتے ہیں۔ (معجم البلدان ۸۲۲/۸)

چین نام رکھنے کی وجہ

لفظ چین کا مطلب ہے ''درمیانی ملک'' اس کے علاوہ چین کے دو نام اور ہیں (۱) کیتھے (۲) ہانگئو بھی ہے۔ دنیا کے سب سے زیادہ آبادی والے ملک میں چین کو متعدد ناموں سے پکارا جاتا ہے سب سے پہلے اس کا اصلی نام چین تھا، چین لفظ یہاں کے راجہ ''چین شی ہوانگ ڈی'' کے ذریعہ قائم کئے ہوئے راج ونش سے لیا گیا۔

اسی طرح دوسرا نام ''کیتھے'' مشہور مسافر مارکو پولو نے رکھا تھا، جو شمالی چین کو اسی نام سے پکارتے تھے، جنوبی چین کا نام مینگی تھا، ہانگئو چین کا تیسرا نام ہے۔ یہ ہانگ (سینٹر) اور گئو (ملک) دو لفظوں سے بنا ہے اس کا مطلب ہوا ''درمیانی ملک''۔

یہاں سے لوگ کئی سالوں تک یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ چین سورگ کے بالکل بیچ میں ہے اور زمین کے بالکل درمیان میں ہے، اُسے سوا گک سمراج بھی کہا جاتا تھا، یہ مانا جاتا تھا کہ لوگ یہاں سے دوسری طرف جائیں گے تو وہاں کی زمین سخت اور غیر سہولت والی ہوجائے گی، کافی حد تک ان کا ماننا صحیح تھا کیونکہ اس وقت چین سے باہر متعدد قسم کے قبیلے رہے تھے۔ (آزاد دائرة المعارف ویکیپیڈیا)

بنگلہ دیش کی وجہ تسمیہ

بنگلہ دیس کا ترجمہ ہے بنگالیوں کا ملک لفظ بنگال ہندوؤں کی کتاب مہابھارت سے ماخود ہے، جس میں اس سرزمین کو بنگا (ونگا) راجیہ لکھا ہے اور ایک بونگا یا بھونگا نامی دیوی بھی ہے۔

ہے کہ جس کو بنگال میں بندے ماترم پڑھتے ہیں، اسے ہندی اور پنجابی میں
ے ماترم کہتے ہیں، اور بنگاں پنجابی اور ہریانوی زبان میں چوڑی بریسلیٹ کو بھی
ہیں اور ہوسکتا ہے کہ بنگلہ سے بنگال بنایا گیا ہو کہ بنگلہ کا مطلب کوٹھی اور محل کے بھی
ہیں۔(آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

افغانستان کی وجہ تسمیہ

آہ وفغاں کی سرزمین کہتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل سے ایک
س جگہ آیا جہاں آج کابل وزابل کے شہر آباد ہیں، تو یہاں پر آباد مقامی لوگوں نے
سے مزاحمت کی، اور اتنی خوں ریز جنگیں ہونے لگیں کہ ہر طرف آہ وفغاں ہونے لگی،
باعث اسے اس ستان (ہندی میں استھان سے مراد جگہ ہے) کو آہ وفغان ستان
یا جو بعد ازاں بگڑ کر افغانستان بن گیا۔

اور بقول بعض ایک ہزار سال قبل از مسیح طالوتؑ کے پوتے افغانہ (اوگانہ) بن
(ژرمیا) اس علاقہ میں آئے اور وہ افغان صوبہ غور (دوسری روایت کے مطابق
پاکستان) میں مدفون ہیں انہیں سے آگے یہ نسل چلی ہے، انہیں افغانہ کی طرف
کرتے ہوئے اس کو افغانستان کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔(مخزن برطانوی)

پاکستان کی وجہ تسمیہ

پاکستان کا مطلب ہے "پاک زمین" پاکستان ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان
لگ ہوکر قائم ہوا تھا جب کہ اس کا نام پہلے ہی سرخیوں میں "ایک مسلم راشٹروادی"
تھا، نیتا چودھری رحمت علی نے برٹش حکومت سے ہندوستانی ملک سے الگ مسلم راج

بتایا کہ ۳/کروڑ مسلموں کی خواہش ایک الگ ملک کی ہے یہاں کے باشندے پنجاب بنگال افغان، پرانت، سندھ اور بلوچستان سے ہوں گے ان سبھی صوبوں کا نام پاکستان بنا، پاکستان کا ہی ایک ٹکڑا ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش نام سے نیا ملک بنا تھا۔(ویکیپیڈیا)

ہندوستان کی وجہ تسمیہ

طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تین بیٹے سام، یافث، اور حام کو از روئے کھیتی باڑی اور کاروبار کا حکم دے کر دنیا کی چاروں اطراف میں روانہ کیا ان میں سے حام دنیا کے جنوبی حصے کی طرف گیا اور اس کو آباد وخوشحال کیا۔

حام کے چھ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں (۱) ہند (۲) سندھ (۳) حبش (۴) افرنج (۵) ہرمز (۶) اور بویہ۔

ان سب بیٹوں کے نام پر ایک ایک شہر آباد ہوا، حام کے سب سے زیادہ مشہور بیٹے ہند نے ملک ہندوستان کو اپنایا اور اسے خوب آباد و سرسبز و شاداب کیا (اسی کے نام پر ہندوستان مشہور ہوا، ستاں کے معنی فارسی میں جگہ اور مقام کے ہیں ہندوستان کے معنی ہوئے ہند کی جگہ یا ہند کا مقام)۔ (تاریخ فرشتہ ۱/۶۰)

انڈیا اور بھارت کہنے کی وجہ

ملک ہندوستان کے دو اور نام ہیں ہندی میں بھارت اور انگریزی میں انڈیا کہتے ہیں، انڈیا نام کی تخلیق سندھ ندی کے انگریزی نام انڈس سے ہوتی ہے۔

اور بھارت نام ایک بہت ہی قدیم زمانے کے ہندو راجہ بھرت جو کہ منو کی نسل رشب دیو کے سب سے بڑے فرزند تھے، جن کی کہانی شری مت بھاگوت مہا پراڑن میں

میں ڈوبا ہوا ہے۔

اس کے علاوہ بھارت کو ویدک زمانے سے آریہ ورت جمبودویپ اوراجنابھ دیش م سے جانا جاتا رہا ہے، بہت پہلے بھارت کا ایک منھ بولا نام سونے کی چڑیا بھی زد تھا۔(آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

کلکتہ کی وجہ تسمیہ

شہر کلکتہ زمانہ سابق میں ایک قریہ تھا وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ کالی نام کا یہاں ایک ہے اور کتّا بنگلہ زبان میں صاحب کو کہتے ہیں اس لیے گاؤں کالی کتا مشہور ہوا، رفتہ ثرتِ استعمال نے کلکتہ بنادیا۔ (اردوزبان کی پانچویں ص:۱۹)

بہار کی وجہ تسمیہ

سلطان محمد بختیار خلجی نے جب قلعہ بہار پر قبضہ کیا تو بہاری ہندوؤں کی بہت سی کتابیں ہاتھ لگیں لیکن ان کو پڑھنے اور سمجھانے والا کوئی نہ ملا، بہار کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی ں قلعے میں ہندوؤں کے مدرس رہتے تھے چونکہ ہندی میں بہار کے معنی مدرسہ ہیں لیے اس قلعہ کا نام بھی بہار پڑ گیا۔ (تاریخ فرشتہ ۲/۸۴۴)

کیرالا کی وجہ تسمیہ

عالمی تاریخوں میں ناریل کے درختوں سے بھرا صاف وشفاف آب وہوا والا دیش کا تذکرہ ملتا ہے، وہ کیرالا ہے، ماہر تاریخ کیرالا سید محمد لکھتے ہیں کہ کیرالا بہت نام ہے، اس لفظ کا منبع قدیم تمل زبان ہے، اور سنسکرت اور پالی میں یہ لفظ چیرن تھا، یرالا ہوگیا۔

چیر مال کی سلطنت تھی اور ایک گروہ اس بات کا بھی قائل ہے کہ یہاں کی خوبصورت آب وہوا اور دولت کی ریل پیل دیکھ کر اہل عرب نے اس کو خیر اللہ نام دیا، پھر تبدیل ہو کر کیرالا ہو گیا اور اب اس کو کیرلا اور کیرل بھی کہتے ہیں۔(ٹراولر میگزین مارچ ۲۰۰۷ء)

ممبئی کی وجہ تسمیہ

سلطنت موریہ نے سات جزائر پر ہندو و بدھ ثقافت کو مرکز کی حیثیت سے قائم کیا بعد ازاں یہ جزائر مختلف سلطنتوں کا حصہ رہا اور بالآخر سلطنت برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر نگیں آئے، جس نے ان سب کو ملا کر بمبئی کا نام دیا۔

اور اس کو ممبی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر ممب نام کی ایک دیوی کی پوجا کی جاتی تھی، جس کی وجہ سے ممبی کا نام پڑ گیا، ممب اس دیوی کا نام ہے، اور آخر میں ئی کا اضافہ کیا گیا ہے جو حقیقت میں آئی ہے، مقامی زبانوں جیسے مراٹھی وغیرہ میں آئی کا مطلب ماں ہے۔(ڈی این اے انڈیا، ممبی انڈیا ۳۰/اپریل ۲۰۱۲ء)

امرتسر کی وجہ تسمیہ

تاریخ میں ہے کہ سلطنت مغلیہ کے شہنشاہ اکبر نے امرتسر کا علاقہ سکھوں کے چوتھے روحانی پیشوا گرو رام داس کو دے دیا تھا، اور رام داس نے یہاں رام داس پور کی بنیاد ڈالی جس کا نام بعد میں امرتسر ہو گیا، لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شہنشاہ اکبر نے ۱۵۶۵ء میں گرو امرداس اور پھر ۱۵۷۹ء میں گرو رام داس اور ۱۶۰۶ء میں گرو ارجن دیو کو علاقے کی پیشکش کی تھی، جنہیں ان تینوں اشخاص نے قبول نہیں کیا تھا۔

(مہاراجہ رنجیت سنگھ، دی لاسٹ ٹولے، مولفہ ارمس بائی کرتار سنگھ دگل)

ناگ پور کی وجہ تسمیہ

ملک کا خاص شہر ناگ پور ہے، شہر کی جانب جنوب ایک چھوٹی ندی بہتی ہے، جسے
ندی کہتے ہیں، اس ندی پر یہ شہر آباد کیا گیا، اور ناگ پور کے نام سے موسوم ہوا۔
(تاریخ ناگپور، ص:۲۲، منشی عبدالرزاق)

احمد آباد کی وجہ تسمیہ

احمد آباد ہندوستان کی ریاست گجرات کا سبب سے بڑا شہر اور ہندوستان کا
ں بڑا شہر ہے، یہ شہر دریائے سابرمتی کے کنارے آباد ہے، احمد نامی چار بزرگوں
سلطان احمد شاہ کے ایماء پر اس کی بنیاد قائم کی، اس شہر میں صوفیائے کرام کے
ت اس کثرت سے ہیں، کہ ملتان کی طرح اسے بھی مدینۃ الاولیاء کے نام سے جانا
ہے، اس شہر میں ہواؤں کے ساتھ کثرت سے گرد اڑتی تھی یہ دیکھ کر مغل شہنشاہ اکبر
نے اسے گرداباد سے موسوم کیا تھا۔ (آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

اجمیر کی وجہ تسمیہ

شہر اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہندوستان کے راجاؤں میں ایک راجہ ''آجا'' نام کا
ں کی عمل داری غزنی تک تھی، آجا سورج کو بھی کہتے ہیں، ہندی زبان میں ''میر''
و کہتے ہیں۔

ہندوؤں کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں پہلی فصیل جو پہاڑ کی چوٹی پر
ئی یہی دیواریں ہیں جو کوہِ اجمیر کے اوپر ہیں، اور ملک ہندوستان میں جو پہلا
ب زمین پر کھودا گیا وہ کشکر ہے، جو اجمیر سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے، ہندو جس کی

اجمیر چونکہ اونچے اونچے پہاڑوں کے دامن میں آباد ہے اس لیے ان پہاڑوں
اور آجا نامی راجہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو اجمیر کہا جاتا ہے۔ (اخبار الاخیار)

سہارن پور کی وجہ تسمیہ

سلسلۂ چشتیہ کے ایک معروف بزرگ شاہ ہارون چشتیؒ (متوفی ۸۱۲ھ) کے نام پر
اس کا اصل نام شاہ ہارون پور تھا جو اب کثرتِ استعمال سے سہارنپور ہوگیا، آپ کا مزار
آج بھی محلّہ دیناناتھ (متصل محلّہ مفتی[۱]) موجود و محفوظ ہے اور وہیں ایک مسجد مسجد ہارون
چشتی بھی ہے۔ (دانشوران سہارنپور ص:۱۸)

دیوبند کی وجہ تسمیہ

دیوبند کی وجہ تسمیہ میں متعدد اور مختلف روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دیوبند کو پہلے ''دیوی بلاس'' کہتے تھے کیونکہ یہاں
پر سُندری دیوی کا ایک مندر معروف بہ ''دیوکنڈ'' اور ایک جنگل موسوم بہ ''بلاس'' واقع تھا۔

(۲) منشی نند کشور نے ضلع سہارنپور کی تاریخ میں دیوبند کی وجہ تسمیہ کی نسبت لکھا
ہے کہ ''دیوبند کی وجہ تسمیہ میں بہت سی روایات زبان زد ساکنین قصبہ کے ہیں، مگر قرین
قیاس وجہ تسمیہ کے یہ معلوم ہوئی کہ پہلے اس موقع پر جنگل لق و دق تھا ایک مکان معروف
''دیبی کنڈا'' اور دوسرا جنگل ''بلاس'' اس موقع پر تھے ان دونوں کے سبب سے بنام نہاد
دیوبند مشہور ہوا پہلے اس مقام کو ''دیبی بن'' کہتے تھے کثرت استعمال سے دیوبند ہوگیا۔
(تاریخ سہارنپور ص:۲۷)

[۱] محلّہ مفتی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مفتی مراد اللہ صاحب بڑے مشہور اور معروف علماء میں تھے ان ہی کے نام پر
اس محلّہ کا نام سرکاری کاغذات وثیقہ ناموں اور خطوط میں محلّہ مفتی مراد اللہ صاحب لکھا ہوا ملتا ہے، جس کو اب

(۳) بعض کا قول یہ ہے کہ سلیمانؑ پیغمبر نے اس کے قلعہ میں دیوؤں کو بند کیا ہے
اسطے دیو بند نام ہے چونکہ ہندی میں دیو معنی ''دیوتا'' اور ''بن'' مراد جنگل سے ہے۔
(تاریخ سہارنپور)

(۴) بعض لوگ ایران کی تاریخ کے حوالے سے ایک اور سببِ تسمیہ بیان کرتے
س کا خلاصہ یہ ہے کہ ایران کے آریہ نسل کے باشندوں کی زبان میں لفظ دیو کا
ں وحشی اور جنگلی انسانوں پر کیا جاتا تھا چنانچہ یہی لفظ ہندوستان میں آ کر بعد کو
دیو'' بن گیا، ہندوستان کی تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی آریہ نسلوں نے
ستان آ کر یہاں کے اصل باشندوں کو کھلے میدانوں اور آبادیوں سے بزور شمشیر
کر گنجان جنگلوں اور دشوار گذار پہاڑیوں میں مار بھگایا۔

پس چونکہ دیو بند میں جنگلات کی کثرت تھی قرین قیاس ہے کہ نو وارد آریوں نے وحشی
و اس جنگل میں بند کر دیا ہو اس لیے دیو بند کے نام سے موسوم ہوا۔ (تاریخ دیو بند ص:۳۷)

امروہہ کی وجہ تسمیہ

یہ ایک قدیمی اور ادبی اہمیت کا شہر ہے مراد آباد سے اکتیس کلومیٹر اور دہلی سے ایک
س کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، پورا شہر چاروں جانب آموں کے پُر فضا باغوں
ھرا ہوا ہے، اس کے نام کے بارے میں یہ غلط فہمی عام ہے کہ آم اور روہو (مچھلی)
رکب ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسے ہستنا پور کے راجہ امر جودھ نے بسایا تھا،
ودھ بگڑ کر امروہہ ہو گیا، یہاں پر حضرت شاہ شرف الدین شاہ ولایت کا مزار مرجع
ق ہے۔

(مراد آباد تاریخ اور صنعت، ص:۶۷)

ہتورا کی وجہ تسمیہ

محمد منصور کی اولاد میں محمد حسین نامی ایک مجذوب صفت بزرگ پیدا ہوئے جو بہت خلوت پسند تھے اس وقت جہاں ہتورا آباد ہے اس جگہ گھنا جنگل تھا، وہ چھنیرا سے آ کر زیادہ وقت یہاں جنگل میں گزارتے اس کے بعد اپنے گزارے کے لیے کچھ گائے اور بکریاں پال لیں انہیں کے دودھ پر گذر رہتا، اور اب دن کے علاوہ رات میں بھی اسی جنگل میں رہ جاتے، والدین اور اعزاء کو بہت تشویش رہتی کہ مبادا جنگل کے درندے کچھ نقصان پہنچائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ کا مطیع ہو جاتا ہے اس کی ہر چیز مطیع ہو جاتی ہے، والدین کے بہت کچھ سمجھانے پر جب وہ چھنیرا جانے کے لیے تیار نہ ہوئے تو وہ لوگ بھی ان کی محبت میں انہیں کے پاس آ گئے اور اس طرح اس سرزمین پر پہلا یہ گھر آباد ہوا اس کے بعد ان کے رشتہ داروں نے بھی ان کی محبت میں اپنے اپنے مکانات یہاں بنانا شروع کر دیئے رفتہ رفتہ آبادی بڑھتی گئی جب ایک بستی کی شکل ہو گئی اور ذریعہ معاش کے لیے جنگل کاٹ کاٹ کر کھیتی کرنا شروع کیا تو قریب کی بستی جس کا ''دوہا'' نام ہے اس میں سب غیر مسلم آباد ہیں، ان کو بہت شاق گذرا، اور ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ سب جگہ ان کا قبضہ ہو جائے گا، اس لیے انہوں نے کہا کہ آپس میں جگہ کا بٹوارہ ہو جائے اور سب مل جل کر رہیں، اور اس زمانہ کے لوگ خواہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں فتنہ وفساد کو پسند نہ کرتے تھے مگر ضرورت تھی کہ دونوں بستیوں کی زمین کی حد بندی ہو جائے، تا کہ امن وصلح کے ساتھ دونوں جگہ کے لوگ زندگی بسر کریں۔ اس میں گفتگو ہوئی کہ بٹوارہ کس طرح کیا جائے، بات اس پر طے ہوئی کہ دونوں بستیوں کے دو بزرگ منتخب کئے جائیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں لوہا گرم کر کے رکھا جائے اس گرم لوہے کو وہ بزرگ جتنی دور تک لے جاسکیں وہی اس کی بستی ہوگی، اس کام کے لیے یہاں سے محمد حسین تجویز ہوئے۔

بستی کے قریب تک پہنچے تو وہاں کے لوگ پیروں پر گر پڑے اور قصور کی معافی مانگی، کاران کو رکنا پڑا، اور وہیں پر ہتورا کی زمین کی حد مقرر ہوئی، بعد میں دونوں بستیوں رمیان نالہ واقع ہو جانے کی وجہ سے نالہ ہی دونوں بستیوں کے درمیان حد فاصل دیا گیا اس واقعہ کی وجہ سے اس بستی کا نام ہتورا ہوا۔ (حیات صدیق ص:۳۶)

ہاپوڑ کی وجہ تسمیہ

راجہ ہردت جو اس علاقہ پر حکمراں تھا اس نے ہاپوڑ کو بسایا اور اس کا نام اپنے نام پور تجویز کیا جو آج کل تھوڑے تغیر سے ہاپوڑ کہلاتا ہے۔

(مراد آباد تاریخ اور صنعت، ص:۲۴)

خلیل آباد کی وجہ تسمیہ

اکبر نے اپنے دور حکومت کے زمانہ میں گورکھپور کا از سر نو انتظام کیا، اسی عہد میں میں پانچ سرکاروں کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۶۸۰ء میں قاضی خلیل الرحمٰن گورکھپور چکلہ ر ہوئے، اور خلیل الرحمٰن کے نام کی نسبت سے ضلع خلیل آباد کا نام پڑا۔

(گورکھپور غلامی سے آزادی تک، ص:۱۹)

فرخ آباد کی وجہ تسمیہ

جب بادشاہ محمد خاں کے سسر جنگ میں مارے گئے تو بادشاہ محمد خاں اپنی بیوی کی ں کے لیے دہلی روانہ ہو گیا، وہاں شہنشاہ فرخ سیر نے ان کی بڑی خاطر و تواضع کی اور صاحبہ کو بطور اس کے باپ کے خون بہا کے تمام و کمال گاؤں بم ٹیلوں کی دے دیئے،

چنانچہ ۱۱۲۶ھ مطابق ۶ر جنوری ۱۷۱۴ء میں خاندان بنگش نے شہنشاہ فرخ سیر کے نام پر شہر فرخ آباد کی بنیاد بنگرانی نیکنام خاں ڈالی گئی، اللہ غنی اس شہر کی تاریخ بنیاد ہے، یہ الفاظ اس خاندان میں عموماً شروع میں نوشت و خواند میں استعمال ہوتے تھے۔

(تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد، ص:۳۳-۳۵، مولفہ: ولیم آروین، سی ایس فتح گڈھ)

گورکھپور کی وجہ تسمیہ

یوگی راج گورکھناتھ کے وقت میں گورکھپور کو گورکھ دیش کہا جاتا تھا، جسے بعد میں گورکھپور کہا جانے لگا۔

اورنگ زیب کے عہد میں شہزادہ معظم شاہ شکار کھیلتے ہوئے خلیل آباد آیا جس کے استقبال میں گورکھپور کا نام تبدیل کر کے معظم آباد کر دیا گیا، جو آج بھی پرانے دستاویزوں میں ہے، مگر معظم آباد عوام میں مقبول نہیں ہو سکا۔

یوگی راج گورکھناتھ کی مقبولیت کے سبب گورکھپور ہی کا نام عوام میں مقبول رہا، جسے انگریزوں نے منظوری دے دی اور آج اسی نام سے موسوم ہے۔

(گورکھپور غلامی سے آزادی تک، ص:۲۱، مولفہ ڈاکٹر سلیم احمد)

ضلع بدایوں کی وجہ تسمیہ

بدایوں کو پیران شہر اور بودا مئو اور بیدا مئو کہتے ہیں، یہ شہر بوجہ موجودگی کثرت مزار ہا اور بہت فقرائے اہل اسلام گذرے ہیں، اسی وجہ سے پیرانِ شہر سے مشہور ہے، اور بودا مئو اس سبب سے ہوا کہ راجہ بودت نے جو بوقت راجہ جدہشٹر جن کو بقول مورخاں ہندی ۴۹۶۷ برس ہوئے ایک راجہ تھا اس نے یہ شہر بودا مئو اپنے بنام اپنے آباد کیا تھا،

اعظم گڈھ کی وجہ تسمیہ

زمانہ قدیم میں اس جگہ کا کوئی نام نہیں تھا، جنگل ہی جنگل تھا، آبادی بہت کم اور
ہ پرتھی اس سرزمین کا تعلق دوریاستوں کے زیراثر تھا، مغرب میں کوشلیا راج اجودھیا
رق میں کاشی راج، بنارس سے تھا، درمیان میں ٹونس ندی سرحد تھی، یہاں راجہ
سنگھ کی چھاؤنی تھی، شہراعظم گڈھ سے متصل بجانب مشرق کے نام سے ایک موضع
پور، وتیہ ہربنس پور اب بھی موجود ہے، ان کے لڑکے راجہ بکر ماجیت سنگھ نے اپنا
ب ساحل دریا ٹونس بنایا تھا اور انہوں نے اپنے حقیقی بھائی رودر سنگھ کو قتل کردیا جس
ہ سے راجہ بکر ما سنگھ کو گرفتار کر کے دارالسلطنت دہلی لے گئے، وہاں جا کر انہوں نے
م قبول کرلیا، دہلی سے بعد رہائی اعظم گڈھ واپس ہوئے، اور انہوں نے ایک مسلم
ن سے شادی کرلی، ان کے بطن سے دولڑکے پیدا ہوئے، بڑے لڑکے کا نام اعظم
اور چھوٹے لڑکے کا نام عظمت خاں رکھا، جب راجہ اعظم خاں حاکم بنے تو اپنے نام
بت سے اس جگہ کو ۱۶۶۵ء میں آباد کیا، اور اعظم گڈھ اس کا نام رکھا، اور راجہ عظمت
نے شہراعظم گڈھ سے پچھّم اپنے نام کی نسبت سے کنور عظمت پور رکھا۔

(آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

مئوناتھ بھنجن کی وجہ تسمیہ

ترکی زبان میں مئو کے معنی چھاؤنی یا پڑاؤ کے ہیں، کہا جاتا ہے کہ بہت پہلے کبھی
ں ایک نٹ رہا کرتا تھا جو یہاں کے لوگوں پر ظلم ڈھاتا اور تنگ کرتا شہر کی ایک عظیم
ت ملک طاہر بابا نے اس کی ظالمانہ کرتوتوں کی وجہ سے اسے شہر چھوڑنے کو کہا اور
[illegible]

جیت گئے اور نٹ کو شہر چھوڑنا پڑا۔

اس طرح سے شہر کا نام نٹ بھنجن (یعنی چھاؤنی جہاں نٹ کا بھنجن یعنی ناش ہوا) پڑ گیا، جو آگے چل کر مئوناتھ بھنجن ہوگیا، ملک طاہر بابا کا مقبرہ شہر کے ملک طاہر پورہ محلّہ روضہ کے صحن میں واقع ہے۔ (آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

روہیل کھنڈ کی وجہ تسمیہ

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس علاقہ میں افغانستان کے ایک قصبہ ''روہہ'' کے باشندے تلاش معاش میں آکر آباد ہوئے تھے، ان کے قدیم مرکز ''روہہ'' کی مناسبت سے ان کو روہیلہ کہا جانے لگا اور پورے علاقہ کا نام روہیل کھنڈ ہوگیا۔

(مرادآباد تاریخ اور صنعت، ص:۱۷، مولفہ تابان نقوی)

بریلی کی وجہ تسمیہ

کتب تاریخ میں ہے کہ ۱۵۳۷ء میں جگت سنگھ کے دو بیٹوں بانس دیو اور بریلی دیو نے بانس بریلی کی بنیاد ڈالی، اسی وجہ سے یہ بانس بریلی سے مشہور ہوگیا۔

(تاریخ روہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی، بریلی کی آب وہوا)

مرادآباد کی وجہ تسمیہ

دہلی لکھنؤ ہائی وے پر گنگا ندی کے مغربی کنارے پر آباد معروف شہر مرادآباد مغل شہنشاہ شاہجہاں کے عہد تک چند مواضعات ''دیندار پورہ'' مان پور، دہری اور بھدورہ پر مشتمل دیہات کا ایک مجموعہ تھا اور چوپالا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، چوپالا جواب چوپلہ کہلاتا ہے۔

[illegible]

لیے ایک مشہور فوجی عہدہ دار رستم خان کو اس علاقہ کا صوبہ دار بنا کر خطاب[1] رستم خاں
ناسبت سے رستم نگر رکھا، رستم خاں نے بہت سے قابل تعریف کام کئے، لیکن اسکے
د ایک سیاسی غلطی یہ کی کہ دربار شاہی سے منظوری حاصل کئے بغیر اپنے خطاب رستم
کی رعایت سے چوپالا کا نام رستم نگر رکھ دیا، رستم خاں علاقہ کا صوبہ دار تھا، با اختیار
ں نہ تھا، بادشاہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ رستم خاں نے چوپالا کو رستم نگر کا نام دیا ہے تو
اس میں سرکشی بغاوت اور خود مختار بننے کی خواہش نظر آئی، جو مستقبل کے لیے ایک
ک مثال تھی، بہرحال بادشاہ نے رستم خاں کو دربار میں طلب کرلیا، اور برسر دربار
رأتِ بے جا کا محاسبہ کیا، رستم خاں دربار کا مزاج شناس تھا سمجھ گیا کہ دربار میں طلبی
صد کیا ہوسکتا ہے، اس کا جواب پہلے ہی سوچ رکھا تھا، اس نے بغیر کسی جھجک یا خوف
ر جستگی سے کہا کہ میں نے چوپالا کا نام رستم نگر نہیں بلکہ شاہزادہ مراد کے نام پر
باد رکھا ہے، بادشاہ جواب سے مطمئن نہ ہوا، اور اسے صوبہ داری سے معزول کردیا،
چوپالا کا نام مرادآباد ہی پسند کیا۔ (مرادآباد تاریخ اور صنعت، ص:۱۷-۲۴)

۱۷۱۶ء میں آصف جاہ نظام الملک حاکم عاقہ بنا کر بھیجے گئے کم وبیش نصف صدی
عد ان کے عہد میں اس علاقہ کو امن نصیب ہوا، دو سال کے بعد نظام الملک واپس
گئے، فرخ سیر نے محمد مراد کو جسے رکن الدولہ اعتماد خاں کا خطاب تھا علاقہ کا سردار بنایا،
بے وقوف حاکم کو بھی خودنمائی کا شوق پیدا ہوا، اس نے رستم خاں کے واقعہ سے کوئی
حاصل نہ کیا اور برسر اقتدار آتے ہی مرادآباد کا نام اپنے خطاب کی مناسبت سے
ن آباد" رکھ دیا، اس نام سے حافظ شیراز کے رکن آباد کی یاد تو تازہ ہوگئی، مگر گل گشت
ممکن نہ ہوئی، انجام اس سردار کا بھی وہی ہوا جو رستم خاں کا ہوچکا تھا اور نام مرادآباد
قی رہا۔ (مرادآباد تاریخ اور صنعت ص:۲۶)

---

[1] تم خاں کا اصل نام مقربخاں اور خطاب رستم خاں تھا، رستم خاں ایک بہادر سپہ سالار تھا وہ اتنا بہادر تھا

مظفرنگر نام کی وجہ تسمیہ

یہ شہر مغل دور میں سید جاگیردار منور لشکر علی نے اپنے والد مظفر علی خاں کے نام پر رکھا ہے یہ دہلی اور دہرہ دون ریلوے لائن کے درمیان پڑتا ہے۔

Http/ www.cesusindia gou.in

لکھنؤ کی وجہ تسمیہ

لکھنؤ کا اصل نام لکھش ناوتی یا لکھناوتی بتاتے ہیں اور بعض لکھنؤ کا اصلی نام لچھمن پور بتاتے ہیں۔

لیکن اس کا نام لکھش ناوتی قرار دیا یا لچھمن پور اصل دونوں کی ایک ہی ہے۔ یعنی مہاراج لچھمن برادر خورد راجہ رام چندر جی نے بسایا، اس زمانے میں جہاں شہر لکھنؤ آباد ہے اس مقام پر ۶۴ گاؤں آباد تھے جن کے نام ونشان مفقود ہوگئے ہیں، ناف شہر لکھنؤ کا وہ بلند مقام متصل پل پختہ کے ہے، جہاں ایک مسجد نامزد شاہ پیر محمد صاحب موجود ہے، اور جس کو لچھمن ٹیلے کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔

اس جانب یعنی ٹیلے کی طرف ایک گاؤں لچھمن پور نامی آباد تھا اور اس گاؤں کے نام سے یہ شہر لکھنؤ مشہور ہوا۔

اور ایک روایت اس طرح پر مشہور ہے کہ اس کی تعمیر ایک امیر کے ذمہ تھی جس کا نام لکھنا تھا اس وجہ سے اس کو قلعۂ لکھنا کہتے تھے، اور چونکہ یہ خاندان شیخ بہت ذی رتبہ تھا، اور اس میں بہت سے آدمی تھے، اس لیے اس کے گرد و پیش میں اکثر آبادی ہوگئی، اور یہ دونوں آبادی کے نام لچھمن پور اور لکھنا کے نام سے مخلوط ہوکر لکھنؤ ہوگیا۔

واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم

پرتاب گڈھ کی وجہ تسمیہ

پرتاب گڈھ ایک پرگنہ کا نام تھا جس کا پرانا نام ترور یا ارور تھا، عہد شاہجہانی
ء تا ۱۶۸۲ء میں یہاں ایک مضبوط راجہ پرتاب سنگھ نام کا گذرا تھا اس نے ریاست
عت دی، رائے بریلی روڈ پر ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرایا اور پرگنہ کا نام ترور سے تبدیل
کے اپنے نام پر پرتاب گڈھ رکھ دیا۔ (تذکرہ علماء پرتاب گڈھ ص:۱۵)

ایودھیا کی وجہ تسمیہ

یہ لفظ ایودھیا کا نام ایودھیا کیوں پڑا، اس سلسلہ میں بعض اس کی مناسبت یہ ذکر
تے ہیں:
अज युद्द یعنی ब्रहमा की अपराजेय नगरी سے دیتے ہیں، اور
لوگوں کا خیال ہے: अ + थध یعنی अजेय नगरी ۔
ڈاکٹر पसहंत نے یہ نظریہ بھی پیش کیا ہے کہ اس کا تعلق युद्द سے زیادہ مناسب
۔ (اودھ آئینہ ایام، ص:۱۴، سید محمد حسین)

لکھیم پور کھیری کی وجہ تسمیہ

اس کو پہلے لکچھمی پور ضلع کے نام سے جانا جاتا تھا، پھر بگڑ کر لکھیم پور ہو گیا، اور
نے وقت میں یہ ضلع کھر کے پیڑوں سے گھرا تھا اسی لیے اس کو کھیری کہنے لگے۔

(آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

شہر سیتا پور کی وجہ تسمیہ

وجہ سے راجہ وکرمادتیہ نے یہاں سیتا مندر بنایا، اور اس کو سیتا پور کے نام سے بسایا۔
لیکن ابوالفضل کی کتاب ''آئینہ اکبری'' کے مطابق اکبر کے وقت میں چھتیا پور کا نام تھا، جس کا بگڑا ہوا نام سیتا پور ہے، اور آج بھی بعض گاؤں میں سیتا پور کو چھیتا پور کہا جاتا ہے۔ (سیتا پور جنپد کا بھوگولگ، ص:۳۲، جغرافیہ سیتا پور)

لہر پور[1] کی وجہ تسمیہ

لکھنؤ سے قریب ضلع سیتا پور میں ایک تحصیل لہر پور ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فیروز شاہ تغلق نے ۱۳۷۴ء میں دہلی سے بہرائچ جاتے ہوئے اس قصبہ کی بنیاد ڈالی اور تغلق پور نام رکھا نیز بہت سے مسلمان و ہندو عہدہ داروں کو یہاں آباد کیا مگر اس وقت یہاں پاسی بکثرت آباد اور اسی علاقہ پر حکمراں بھی رہ چکے تھے انہوں نے نو آباد ہندو مسلمانوں کو نکال کر اپنے سرغنہ لوہاری پاسی (یا لہری پاسی) کے نام پر بجائے تغلق پور کے لوہاری پور نام رکھا، جو بعد میں کثرتِ استعمال سے لاہر پور یا لہر پور ہو گیا۔
(تاریخ لہر پور ص:۶، مولف محمد بہاء الدین صدیقی گوپاموی)
دوسری روایت کے مطابق یہاں لہری ندی تھی اسی مناسبت سے لہری پار یا لہر پور مشہور ہوا۔ **واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم۔** (تذکرہ علماء مشائخ لاہر پور ص:۴۶)

---

[1] راقم سطور اسی قصبہ کے محلّہ بہلول پور کا ساکن ہے اس بہلول پور کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب سلطان بہلول لودھی کی جنگ جونپور سے ہوئی اس وقت بہلول لودھی کے لشکر جونپور جایا کرتے تھے اور جونپور جانے کے اس وقت دو راستے تھے ایک راستہ قنوج ہوتے ہوئے گنگا پار کر کے دوسرا راستہ لہر پور ہوتے ہوئے۔
جب یہ لشکر لہر پور پہنچتا تو جہاں پر اب بہلول پور آباد ہے یہ اس وقت سب میدان تھا، یہاں ان کا کیمپ لگتا تھا، اسی میں سارے لشکری آرام کرتے نہاتے، دھوتے پھر آگے سفر شروع کرتے۔ اسی طرح ہوتے کرتے کچھ بہلول یہیں پر رک گئے، انہیں کے نام پر بہلول پور مشہور ہوا۔ (واللہ اعلم)